UrduPdfNovel

عزیزِ من

ازقلم پریشے بیگ

Episode01to40episode

بھائی ی آپ آگئے"۔"

لمبے چھوڑے پولیس کی وردی زیب تن کیئے بالوں کو جیل سے سیٹ کیئے ہاتھ میں سستی سی مگر دیکھنے میں نمایا گھڑی پہنے پیروں میں مقید بلیک لیدر کے جوتے ڈالے سفید رنگت بھوری ہلکی داڑھی مونچوں تلے عنابی لب شہد رنگ آنکھیں زرتشہ نے اپنے سامنے کھڑے شخص کو دیکھتے کہا ------

"ہم امی کہاں ہیں--؟"

اسنے پورے گھر میں اپنی نظریں دوڑائی ی اسے ریشمہ صاحبہ کہیں نظر نہ آئی یں ۔ گھر اتنا بڑا نہیں تھا لیکن ازمیر ملک جیسے میڈل کلاس لوگوں کے لیئے کم بھی نہ تھا

تائی ی امی تو برابر پڑوس میں نئے مہمان کی آمد پہ گ ئی ہیں"۔ جلدی سے اپنی سریلی" میٹھی نرم آواز میں بتایا گیا ---------

!!!" اچھا"

سانس باہر خارج کرتا اپنی گھمبیر بھاری آواز میں کہتا اپنے سامنے بنے کمرے کے جانب اپنے دھپ دھپ قدم اٹھاتا چلایا گیا ----------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اے کلموہی !!کہاں مر گ ئی ہے منحوس یہاں آہ-----کتنی روٹیاں بنائی ی تھیں" جو کم پڑھ گ ئی"۔

وہ عورت اسے غصے سے جارحانہ انداز میں پکارتی چیخی -------

جج۔ جی مامی"۔"

وہ کمسن سا سراپا بیلو کلر کا سادہ سا سوٹ زیب تن کیئے جس میں اسکا گلابی چہرہ سفید رنگت ایسے دمک رہی تھی جیسے چاندنی رات میں چاند اور ستاروں کی چمکتی آب و تاب سے بکھری روشنی، سیاہ لمبے چوٹی میں قید بال جن سے نکلتی کچھ آوارہ لٹیں چہرے پہ آتی جنہیں وہ اپنے لاپناہ ، بے مثال حسن سے بے نیاز ہوتی اپنے کانوں کے پیچھے بے ، دردی سے اڑس دیتی

گریش آنکھیں، ان پر خمدار بڑی بڑی مڑی سیاہ پلکیں ، گلابی لال کٹاؤ دار ہونٹ ، ہونٹ کے دائیں جانب چھوٹا سا نکتہ نما سیاہ تل جو شاید رب نے اس صنف نازک کو کسی کی بری نظر نہ ٹھہرنے یا اسکی حفاظت کے لیئے اسے خاص تحفہ دیا تھا۔ وہ اپنی لڑکڑاتی پیاری نرم آواز میں بلانے پہ آتی بولی ---------

روٹیاں اور بنا جاکر کم پڑ گ ئی ہیں اور کمبخت !!تجھے پتہ نہیں کہ ۔۔۔۔۔ کتنی روٹیاں" بنتی ہیں؟ گنتی کی چار روٹیاں بناکر رکھ دی ہیں "۔ وہ عورت پھر ایک بار دھاڑی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آ۔آ۔آپ نے تو کہا تھا کل مم۔مامی کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ر۔روٹیاں بچ جات۔ جاتی ہیں" تو۔کم بن۔ بناؤ"۔ اسنے ڈرے سہمے کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روٹیاں بچنے کا مطلب صرف کل جو غلطی سے ایک کسی کے حصے کی بچ گ ئی تھی جس پر اس مامی کے روپ میں وحشی عورت نے اسکے منہ ہی منہ پہ دو اپنے بھاری ہاتھ کے تھپڑ جڑ دیئے تھے کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

آٹا تیرے باپ کے گھر سے آرہا ہے یا فری فنڈ میں کوئی ی ہمیں دے کر جارہا ہے ۔ پیسوں کا آرہا ہے یہ بی بی نوٹوں کا سمجھی ۔

آئی ندہ اگر تو نے لاپرواہی برتی نا تو ۔۔۔۔۔۔۔ تیرا میں حشر نشر بگاڑ دونگی ۔ ایک تو اسکا بوج بردشت کررہی ہوں یہ کم ہے اوپر سے مفتے کی روٹی ٹوس رہی عذاب کہیں کی ماں باپ کو تو پیدا ہوتے ہی کھاگ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ عورت مزید اسے جلی کٹی سنا رہی تھی اور اس وقت جو اس معصوم کے دل پر گزر رہی تھی وہ بس وہی جانتی تھی کہ کس طرح اس نے اپنی آنکھوں میں جما ہوتے آنسوں کو باہر آنے سے روکا ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دفعہ ہو جاکر دو روٹیاں اور بنا اور توں اپنے لیئے تو غلطی سے بھی روٹی مت بنایو ۔ مجھے بھوکا مارنے کا ارادہ تھا نا تیرا تو ۔۔۔۔۔۔۔ اب توں بھوکی مر اگر تو نے کھانے کو ہاتھ بھی لگایا تو میں تیرے ہاتھ توڑ دوگی ۔

پورا دن وہ صبح سے اٹھتی چونکہ سردیاں تھی تو سردی میں ٹھٹھرتی کتوں کی طرح کام کرتی رہی تھی اور صلاح اسے روز کی طرح کسی نا کسی بے تکی وجہ کو زریعہ بنا کر اسے کڑویلی کسیلی باتیں سنانا پھر جو وہ معصوم سی لڑکی بھوک سے تڑپتی اپنے دن بھر کی تھکان

بھولتی کھانے کے لیئے لپکتی تو اس سے وہ بھی چین لینا یہ تو ہر دن کی ہی کہانی تھی مار پیٹ گالم گلوچ ---------

وہ۔وہ۔آٹا ختم ہے "۔"

اسے یاد آیا تو فوراً ڈرتے ڈرتے اٹکتے اٹکتے بولتی اس عورت سے فاصلہ بناگ ئی کہ نجانے پھر وہ اپنے غصے کا نشانہ اس معصوم کو نا بنا ڈالے ----------

تو اب تک بحث کیوں کرتی رہی پہلے نہیں بتا سکتی تھی کمینی کہیں کی "۔"

وہ تو یہ سوچ رہی تھی اس نے بحث کب کی ؟ کیا اس عورت نے اسے اتنا وقت بھی دیا تھا کہ وہ بحث و مباحثہ کرسکے ؟ مشکل سے گنے چنے الفاظ ہی بولے تھے وہ بھی ڈرتے سہمتے کہ نجانے کب اس معصوم کا گال تھپڑوں اور گھنسوں سے سجا دے

مورے !!بارش ہورہی ہے "۔"

رائی مہ جو کمرے سے باہر چھت سے نکلے چھپڑے کے نیچھے کھڑی تھی کہ باہر بارش ہوتی دیکھ چیخی ----------

آئے منحوس ماری دیکھ لیا بارش بھی ہوگ ئی اب روٹیاں کیسے بنائے گی ساری لکڑیاں" بھیگ گ ئی یں چولہا ٹھنڈا پڑ گیا ہے "----------

بارش کو زور پکڑتے وہ اپنا سر پکڑے کنزیش کو غصے سے اپنی آنکھوں میں چنگاریاں لیئے دیکھ بولیں ----------

"ارے مورے اتنی پریشان ہونے والی کونسی بات ہے تو باہر تندور سے روٹی منگوالے" ۔ اسنے اپنی ماں جمیلا بی بی کو دیکھتے کہا ----------

لاڈو اتنی سناٹے دار تیز بارش ہورہی ہے ۔ تو شاید تندور بھی بند کردیا ہوگا اوپر سے اگر" "کھلا بھی ہوا تو کس کو بھیجو؟ تیرا باپ تو کھا پی کر سوتا بن گیا ۔ تجھے میں بھیج نہیں سکتی ۔ اسے دیکھتے کہا گیا ----------

تو میں کونسا جاؤ گی مورے اس جلم جلی کو بھیجو یہ کس لیئے ہے"۔ تلی لگائی ی گ ئی"

ہاں لاڈو کہہ تو توں ٹھیک رہی ہے ۔ اے جا کمبخت دو روٹیاں لے آ تندور سے اور پیسے" اپنے بٹوے سے نکال آخر سکول پڑھاتی ہے پیسے تو ہونگے تیرے پاس "۔ وہ نخوت سے اسے دیکھتی بولیں ----------

اس سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کن پیسوں کی بات کررہی ہیں وہ جو مہنے کے پڑھانے کے کچھ اس چھوٹے سے گاؤں میں اسکی ملازمت کے ہوض اسے صرف دو ہزار دیئے جاتے تھے وہ بھی وہ ماں بیٹیاں اس سے چھین جھپٹ کر لیتی تھیں اسکے پاس چھوڑتی ہی کیا تھیں جو وہ خود پہ کبھی خرچ کرسکے ۔

مم۔ مم۔ می۔ میرے پاس نن۔ نہیں۔ ہیں سب۔تت۔تو آپ نے لل۔لے لیئے"۔ بنا" نظریں ملائے آنکھیں میچھے لڑکڑاتے لہجے میں چہرے پہ وہی خوف کے تاثرات لیئے کہا

اے کمبخت !!توں سیدھا سیدھا الزام لگا رہی مجھ پر کہ میں ظالم ہو تجھ سے تیرے پیسے" ہڑپ لیئے میں نے "۔

وہ عورت منہ سے انگارے اگلتی اس کے بال جارحانہ انداز اپنی مٹھی میں پکڑتی قید کرگ ئی ----------

آہہہ !!!!نن۔نن۔نہیں۔مامی۔میرا ایسا کک۔کوئی ی مط۔مطلب نن۔نہیں تھا باخدا" "۔

وہ معصوم اس وحشی عورت کی بالوں پہ جاہلانہ گرفت پہ دل و جان سے کانپی اور چھوڑانے کے اپنی سی کوشش کرتی ممنائی ی ----------

چٹاخ!!!۔۔جا یہ پکڑ پیسے اور لے کر آ روٹی"۔"

اسکے منہ کو اپنے بھاری ہاتھ کے تھپڑ سے سجاتی اسے پیچھے پھینکتی پنکاری اور اپنے پہنے ڈوپٹے کے کونے میں بندھی گھانٹ سے پیسے نکال اسکے سامنے منہ پر پھینکیں

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے گلابی گال پہ اپنا نازک ہاتھ رکھے آہستگی سے نیچھے سے اٹھتی پیسے بھی ساتھ اٹھاتی اپنے لڑکڑاتے قدموں سے باہر نکلی

تیز ہواؤں کے ساتھ چمکتی بجلی ماحول میں آڑتائی ش پیدا کرتی ایک بھیانک سمے سے کم نہیں لگ رہی تھی اور اس ٹھٹھرتی سردی میں بارش کے تیز دار قطرے اس معصوم کا سراپا بگوئے اسکے جسم میں کپکپاہٹ طاری کردے رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی گرد چادر کو بار بار اچھی طرح لپٹ رہی تھی لیکن پھر بھی وہ مطمئن نہیں تھی کہ ہلکی سی یہ چادر بارش کے باعث چپکتے جسم سے کپڑے اسکے حسین خدوخال کو چھپانے میں ناکام ٹھہر رہی تھی ----------

دد-د-دو-رو-روٹیاں دد-دے دیں"-"

وہ منجمند کرتی جماد ینے والی سردی کی بارش میں بھیگی کانپکنپاتی بولی --------

کہ اس تندور یا چھوٹے سے ہوٹل میں موجود لوگوں کی غلاظت بھری نظریں اسے اپنے جسم سے آرپار ہوتی محسوس ہوئی یں --------

ایک پل ایسا لگا زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے لیکن ادھر لوگوں کی گندی خراب نظروں سے محفوظ ہوجائے ----------

کتنی روٹیاں چاہیئے بی بی ؟ ہاں ہاں بتائی یں کتنی روٹیاں چاہیئے "-"

اس چھوٹے سے ہوٹل کا مالک اس پر اپنی حوس بھری نظریں ٹکائے اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے انداز میں گویا ہوا باقی جو اسکے چیلے تھے ساتھ وہ بھی اس کا ساتھ دیتے ایک دوسرے کو آنکھ مارتے بولے --------

دد-دو"-"

کہتی اب اسکی اپنی بے بسی پر رونے جیسی حالت ہوگئی تھی --------

ارے بس دو"-"

ابھی وہ کچھ آگے اپنی حد کراس کرتے کہ -------- وہاں ابرار سکندر خانزادہ کی بلیک مرسیڈیز روکی ۔ جسکے ٹائیروں کی چرچراہٹ سن اس ہوٹل کا مالک اور اسکے چیلے فوری طور پر الرٹ ہوئے ---------

لمبا چھوڑا چھ فٹ نکلتا قد، سفید رنگت جو پھٹانوں کی پہچان تھی، ہاتھوں میں پہنی مہنگی ترین گھڑی ، بالوں کو جیل سے سیٹ کیئے، سفید کلف لگا کارٹن کا سوٹ زیب تن کیئے گلے میں ڈالی بلیک شال ، پیروں میں مقید مہنگے جوتے وہ اپنی بارعب چھا جانے والی ،

پرسنٹلی لیئے گاڑی سے نکلتا باہر آیا اور دو قدموں کا فاصلہ مٹاتے وہ لڑکی اسکی بائیں طرف جبکہ خود دائیں طرف جاتا اس ہوٹل کے سامنے کھڑا ہوگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صاحب کیا چاہیئے آپ کو ہر قسم کا سالن روٹی سلاد وغیرہ موجود ہے آپ کہو تو آپکی تالی" لگادیں "۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ شاک تھا گاؤں کے سرپنچ کے بیٹے گدی کے اگے کے جانشین اسکے اس چھوٹے ادنٰی سے تندور پہ آیا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"چھوٹے تالی لگا"

وہ اپنے چیلے کو حکم دیتے تحمکانہ بولا ۔

ضرورت نہیں"۔"

سپاٹ لہجے میں کہتا اسنے اسکے ہاتھ کی گرفت میں پکڑیں تھیلی کے اندر کاغذ میں لپٹی پیک روٹیوں پہ اپنی ایک گہری نظر ڈالی اور پھر اس مالک کی طرف اپنی بھوری آنکھیں اٹھائی یں --------

ان آنکھوں میں سرخ اور سرد پن دیکھ وہ جلدی سے ان آنکھوں کا پیغام سمجھتا وہ روٹیاں جلدی سے کنزیش کو دے گیا ---------

وہ ہاتھ سے اپنے گلے کندھوں پر پڑی شال کھینچتا نیچھے مٹی کی بنی تندور کے سامنے جہاں وہ دونوں کھڑے تھے چھوٹی سی نکلتی سلیب پر اپنی شال رکھ کر آگے بڑھا دی

جسے دیکھتی وہ روٹیاں اپنے ہاتھ میں کَس کے پکڑتی تھوڑی دیر اس چادر کو دیکھتی رہی پھر یکدم ہی جھپٹ کر اس چادر کو اٹھاتی اپنے گرد اچھی طرح لپٹتی وہاں سے اندھا دُھند اپنے گھر کے جانب دوڑ لگادی ۔

اسے اس وقت کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کون اس کے برابر میں آکر کھڑا ہوا ہے؟ کیا کیا وہاں باتیں ہورہی تھیں؟ کب اس تندور والے نے اسے روٹیاں دی اور کیسے وہ دھڑلے سے اپنا آپ چھپانے اپنی عزت کے خاطر اس اجنبی غیر محرم کی چادر کو محفوظ حالہ سمجھتے خود پر لپٹتی وہاں سے روفوچکر ہوگ ئی تھی ----------

پیچھے سے اسکے عکس کو غیر جانب درانہ نظر اٹھاکر بھی دیکھنے کی تگ و دو نہیں کی گ ئی تھی لیکن اگر شاید اسکی جگہ کوئی ی عام اعصاب کا مالک مرد ہوتا تو ایک نظر اس دوشیزہ کے جانے پہ پلٹ کر ضرور دیکھتا ۔ مگر یہاں کھڑا ابرار سکندر خانزادہ جسے اپنے احساساتَ، جزبات ، اعصاب پر اتنا مضبوط دسترس حاصل تھا یا یوں کہنا ٹھیک رہے گا کہ گھمنڈ تھا جسے کوئی ی بھی تسخیر نہیں کرسکتا تھا ---------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

امی آگ ئی پڑوس سے بارش تیز ہوگ ئی ہے"۔"

وہ تیز ہوتی بارش میں گھر کے پیچھے گیلری کا دروازہ بند کررہی تھی کہ ازمیر کی بھاری گھمبیر آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی ---------

جج۔جی۔ بھائی ی آگ ئی یں"۔"

"ہاں میرا بیٹا بس ابھی آئی ی ہوں تم کب آئے ؟ "

ریشمہ صاحبہ زرتشہ کے بتانے پر ان دونوں کی آوازیں سنتی یہاں آتیں اپنے خوبرو نوجوان بیٹے کو دیکھ بولیں ---------

بس کچھ دیر پہلے"۔"

کہتے انکے نزدیک گیا انکے کندھے پر اپنا ہاتھ پھیلایا اور انہیں اپنے حصار میں لیئے انکے بالوں پر عقیدت سے بوسہ دیا ---------

زرتشہ ان دونوں کے پیار کو اپنی سیاہ آنکھوں خمدار مڑی پلکوں کی اوٹ سے دیکھتی دل ہی دل میں ماشاءاللہ کہہ گ ئی ----------

ارے میرا بچہ تم وہاں کیا کر رہی ہو ادھر آؤ"۔"

ریشمہ صاحبہ نے اسے اپنے پاس بلایا ---------

جی آتی ہوں"۔"

کہتی وہ ریشمہ صاحبہ کے پاس گ ئی جسے وہ پیار سے خود سے لگا گ ئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تائی ی امی بھائی ی بیٹھیں میں کھانا لگاتی ہوں"۔"

وہ ادھر ہی سامنے چھوٹے سے بنے لاؤنج میں لگے صوفوں کے جانب اشارہ کرتی بولی اور کیچن کی طرف دوڑ لگادی ۔۔۔۔۔۔۔۔

بھئی ی خوشبو تو بے حد اچھی آرہی"۔"

ازمیر سامنے ٹیبل پر ٹرے میں رکھے آلو کے پراٹھوں کو دیکھ بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمم !!یمم زبردست تم ہو اٹھارہ کی لیکن تمہارے ہاتھ میں زائقہ پوری ساٹھ ستر کی"
عمر دراز بوڑھی آنٹیوں والا ہے"۔

وہ ریشمہ صاحبہ کی پلیٹ میں پراٹھا رکھ رہی تھی تو ازمیر ایک بار پھر پراٹھے کو چٹنی سے بائی ٹ لیتا اسے دیکھتے گویا ہوا ----------

ہاں بھئی میری بیٹی کے ہاتھ میں ذائقہ ہے کمال کا"۔"

وہ بھی اسکی بات سے اتفاق کرتی بولیں ----------

آپ لوگ تو مجھے شرمیندہ کررہیں ہیں ، بس ٹھیک ٹھاک ہی بناتی ہوں میں کھانا"۔"

وہ کہتی اپنے بال اپنے نازک ہاتھ سے کان کے پیچھے اوڑستی اپنے نچلے سرخ لب کو اپنے دانتوں تلے دبا گئی ۔ ازمیر اسکی یہ حرکت دیکھتا اپنی نظروں کا ارتکاز یکدم دوسری جانب کرگیا ----------

ارے نہیں بیٹا تم سچ میں تعریف کی حقدار ہو"۔"

ریشمہ صاحبہ نے اسکی بات پہ اپنی کہی --------

بیٹا میں تمہارے فیصلے میں جلد بازی کرگ ئی میں اپنے فیصلے پر شرمیندہ ہوں تم سے"
بیٹا"۔

"امی جو ہونا تھا ہوگیا آپ کی کوئی ی غلطی نہیں ہے"

وہ صوفے پہ ریشمہ صاحبہ کی گود میں سر رکھے سیدھا لیٹا ہوا اپنی ازلی آواز میں بولا

بیٹا اسے گھر لے آؤ"۔"

وہ اس کے سر کے بال سہلاتی بولیں ----------

اسکا آئے دن کا ہے کسی نا کسی بات کو زیر بحث بنانا اور اگر ہم اسکی بات سے متفق نہیں ہوتے اسکے حق میں اس بات کافیصلہ نہیں دے تو وہ منہ اٹھائے گھر سے نکل پڑتی ہے اور امی میں ہر بار آپکی مانتا اسے لینے چلا جاتا ہوں لیکن اب نہیں وہ اپنی مرضی سے گ ئی ہے میں نے اسے ہاتھ پکڑ کر نہیں نکالا آنا ہوگا تو آجائے گی ورنہ رہنے دیں اسے اپنے میکے میں ہی ----------

آپ آرام کریں میں بھی چلتا ہوں سونے"۔"

کہتا انکے ماتھے پہ بوسہ دیتا بنا کوئی ی تیسری بات سنے وہاں سے اپنے کمرے کے جانب بڑھ گیا ----------

جاری ہے-------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 02

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

تم سب کا یہاں اس چھوٹے سے گاؤں میں ہوٹل کھولنا عوام کے لیئے کافی" سہولیات کا باعث ہوگا ۔ کیا میں صیح کہہ رہا ہوں--؟ "اسنے تصدیق چاہی ----------

جی جی صاحب بلکل"۔"

۔ہوٹل کے مالک کے چیلوں میں سے ایک بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب اس نے اپنے بھاری ہاتھ کے اشارے سے مالک کے ان دونوں چیلوں کو اپنے پاس بلایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مگر یہ جو تم لوگوں کی درینگی ابل ابل کر باہر آنے کو تڑپ رہی ہے لہذا یہ مجھے زرا پسند" نہیں آئی ی"۔

غضبناک لہجے میں کہتا انکے پاس آتے ہی اس نے ایک کا اپنے بھاری ہاتھ کا مکہ اسکے منہ پر جڑ دیا اور دوسرے کا گریبان پکڑتے اپنے بھاری ہاتھ کا سناٹے دار تپڑ اس کے بائیں گال پر رسید کرتے اسکا گال سرخ کردیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ دونوں اسے دیکھ ہکا بکا تھے ۔۔۔۔۔۔

یکدم ہی ان دونوں کو اپنی جارحانہ گرفت سے آزاد کرتے پیچھے کو دکھیلا جس کے عمل سے وہ دونوں نیچھے جاگرے --------

صاحب صاحب معاف کر دو"۔"

وہ دونوں گڑگڑاتے نیچھے زمین پہ پڑے اسکے بھاری بوٹ پکڑے بولے ----------

جن دونوں کی ابرار خانزدہ نے ایک نا سنی اور طیش و غصے میں اپنے جبڑے بھینچے انکی جانب بڑھا اب اپنے بھاری پیر میں مقید بوٹوں سمیت ان دونوں کے پیٹ پر در پے در لاتیں رسید کی ----------

!!!"آہہہ"

اسکے عمل پہ ان دنوں کی یکجا ہوتیں خطرناک دل دہلاتی لرزتی چیخیں گونجی

وہ ایک آخری ٹوکر ان دونوں کے تڑپتے وجود پہ رسید کرتا اب اس ہوٹل کے مالک کی طرف بڑھا تھا ----------

صاحب اب کبھی ایسا نہیں ہوگا، معاف کردو آپ کے پیر پڑتا ہوں"۔ وہ اپنی شامت" آتے دیکھ گڑگڑایا ---------

ریلکس !!!تمہاری یہ حالت نہیں کروگا بے فکر ہوجاؤ"۔"

وہ اسکا کندھا تھپتھپاتا گویا ہوا ----------

اطمینان قابل دید تھا ----------

اس ہوٹل کا نام انصاف شریں سے بے غیرتوں کا فحاشی اڈا رکھ دو یہ زیادہ اچھا لگے" گا"۔

وہ کچھ دیر تو اس چھوٹے سے ہوٹل پر اپنی نظریں ادھر ادھر گھماتا دیکھتا رہا اسکے بعد اسے دیکھتا سرد سپاٹ لہجے میں گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"

پھر یکدم ہی اسکا ہاتھ اپنی مضبوط ہاتھ کی گرفت میں پکڑا اسے ایک ہی جھٹکے میں تندور کی جانب جکھایا اور اسکا ہاتھ گرم گرم آگ اگلتے تندور کی بھٹی میں ڈال روٹی کی جگہ اسکا ہاتھ چھپکا دیا ۔

"آہہہہ"!!!

جس سے اسکی دردر ناک ، دلخراش چیخیں بر آمد ہوئی ی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

پرنور صبح ہوئی ی ہر طرف رات کا اندھیرا چھٹتا دن کا اجالا چارو طرف آب و تاب سے اپنی روشنی بکھیرے ہر سو پھیل گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس چھوٹے سے گاؤں کے ایک خاصے حصے پہ کئی ایکڑ رقبے پر پھیلی وہ وہ شاندار حویلی اپنی شان سے کھڑی تھی ----------

نارنجی کالر کا بھاری سوٹ زیب تن کیئے، مہنگے پراندھے کی مدد سے بالوں کی چوٹی بنائے، سر پہ اچھی طرح سے سیٹ ہوا ٹکا ہوا ڈوپٹہ، ہلکے میک اپ سے ممبرہ عمر رسید چہرہ، ہاتھوں کانوں میں پہنے بھاری سونے کے جھمکے، ناک میں چمکتی لونگ ،ہاتھوں میں بھری بھری کانچ کی اور کچھ سونے کے کنگن پہنے وہ عورت کچھ گاؤں کی عورتوں کے مسئلے مسائل سننے کے لیئے حویلی کے بائیں جانب لگے تخت پہ براجمان تھیں ----------

رجو سب کے لیئے چائے کا انتظام کرو"۔"

ایک نظر نیچے بیچھے قالین پہ بیٹھی تمام عورتوں پر ڈالتے خود کے برابر میں کھڑی وہ اپنی ملازمہ کو دیکھ بولیں ---------

جو حکم بی بی جی"۔"

وہ اسکے ادب میں سر جکاتی کہتی کیچن کے جانب بڑھ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

!!!"بی بی جی سلام"

ان میں سے ایک عورت قالین سے اٹھتی بولی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

!!!! "وعلیکم سلام"

اسے دیکھتے سلام کا جواب دیا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بی بی جی وہ زرا میرے منے کی طبیعت ناساز ہے تو کچھ پیسوں کی ضرورت تھی"۔ اس"
عورت کے سامنے بات رکھی گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کیا ہوا ہے تیرے منے کو۔۔؟"

حمیدہ بیگم نے اسے دیکھتے پوچھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک ہفتے سے بخار میں تپ رہا ہے ۔ بخار ہے موا اترنے کا نام ہی نہیں لے رہا ۔ جو" میرا میاں روز کی دہاڑی لگا کما کر آتا ہے ۔ وہ سب میرے منے کے علاج میں لگ جاتے ہیں ۔ گھر میں راشن نام کا آنا نہیں ہے لیکن مجھے اس کی فکر نہیں ہے بس میرا منا ٹھیک ہوجائے ۔ ڈاکٹر نے بڑی مہنگی مہنگی دوائیاں لکھ کر دی ہیں بی بی جی مگر میری اتنی اسطاعت نہیں کہ میں وہ دوائیاں لے سکوں آپکی مہربانی ہوگی اگر آپ کچھ مدد کردیں"۔

اس عورت نے انہیں دیکھتے خود پر بیتی دکھ بھری دستان گوشِ گزار کی ----------

لے سکینہ یہ زرا اسے دے دے ۔ دعا ہے اللہ تیرے بیٹے کو جلد از جلد صیحتیاب" کرے"۔ حمیدہ بی بی نے دائیں سائیڈ پر رکھا اپنا بٹوا کھولا اور اس میں سے ہزار ہزار کے نوٹ اپنے سامنے بیٹھی گاؤں کی ہی دوسری عورت کو پکڑاتے ان عورتوں کے بیچ رجو کو کھڑے دیکھ کہا ---------

ساکینہ نے پیسے لیکر آگے راجو کے ہاتھ میں پکڑائے ------

شکریہ بی بی جی اللہ سائیں آپ کو خوش رکھے"۔"

وہ دکھیاری عورت انہیں دعائیں دیتی بولی ----------

بی بی جی ایک بات بتاؤں"۔"

۔سکینہ دوبارہ اپنی جگہ پہ بیٹھتی حمیدہ بیگم کو رازدانہ لہجے میں دیکھتی بولی ----------

بول سکینہ"۔"

اسے اجازت دی گئی --------

وہ بی بی جی یہ جو ساتھ والا گاؤں ہے نا------جی وہاں پر نا "-------"

بول بھی سکینہ اسے دیکھتے ٹوکا گیا --------

"جی !!!بی بی جی وہ ایک لڑکا اور لڑکی ایک دوسرے کے عشق میں پاگل ہوئے بھاگ رہے تھے گاؤں سے لیکن گاؤں کے سرپنچ کو پتہ چل گیا جی "-------

"پھر کیا ہوا----؟"

اسے دیکھتے تجسس ظاہر کیا گیا -------

"ہونا کیا تھا بی بی جی !!!جو لڑکی اپنے باپ کی عزت بھرے بازار میں اچھالتی ہے اسے مار دیا جاتا ہے ۔ بس وہاں بھی ان دونوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا وہ بھی لڑکی کے خود بھائی ی نے "---------

"!!!چلو خس خم جہاں پاک"

ایک جملہ بولتے بات کو ختم کیا گیا ---------

بی بی جی !!!یہ میری بیٹی بٹو کا شادی کا کارڈ آپ نے جو رشتہ بتایا تھا وہاں اللہ کے کرم سے شادی طے ہوگئی ہے آپ آئیں گی تو مجھے اچھا لگے گا"۔

جمع ہوئی بھیڑ سے دوسری عورت ہاتھ میں کارڈ لیئے کھڑی ہوتی بولی ----------

اللہ نصیب اچھے کرے"۔"

حمیدہ بی بی اسے دیکھ بولی اور پھر انکی دوسری ملازمہ اس عورت سے کارڈ لیتی ایک طرف کھڑی ہوگئی ----------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

پرپل کلر کا ویلویٹ کا سوٹ زیب تن کیئے، خانزادوں پٹھانوں کی پہچان سفید گلابی رنگت، کھڑا نین نقوش، گریش آنکھیں بڑی بڑی ان پہ مڑی سیاہ خمدار پلکیں، چھوٹے لال سرخ خون چھلکاتے ہونٹ وہ ایک مکمل حسین دوشیزہ تھی ---------

وہ اپنے بڑے پرآسائش و عریض کمرے میں بنی ڈریسنگ ٹیبل کے قریب ویل چیئر پہ بیٹھی ڈریسنگ کی دراز سے ایک فوٹو فریم نکال کر اس فریم میں موجود تصویر کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتی اپنی لمبی انگلیوں کے پور اس تصویر میں موجود چہرے پر پھیرنے لگی ---------

کاش آپ اس تصویر سے نکل کر میرے سامنے آجائیں دیکھیں نا میں بکھر گئی" ،ہوں، ٹوٹ گئی ہوں ----- سنبھالیں مجھے آکر ، سمٹ لیں اپنے آگوش میں چھپالیں مجھے "۔

شدت تکلیف سے لرزتی، تڑپتی اسکی آنکھوں سے اب ایک موتی کا قطرہ ٹوٹ کر اس تصویر پر گرا تھا ----------

وہ اس تصویر کو کچھ اور مزید دیکھتی اس تصویر سے باتیں کرتی رہی پھر شدت غم سے اپنے سینے میں بھینچتی پھوٹ پھوٹ کر رودی۔

جب کچھ دل ہلکا ہوا تو تصویر کو خود سے جدا کرتی واپس دراز میں رکھ گ ئی اور دراز میں ہی پڑی موتیوں کی مالا نکال کر اب اسے بھی پیار سموئے انداز میں چھونے لگی۔ جیسے وہ اسکے لیئے نایاب و بیش قیمتی ہو ۔ جسے دیکھ پھر ایک بار اسکی آنکھوں سے آنسوں جاری ہوگئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹک ٹک"۔"

کمرے کا دروازہ ناک ہوا ۔۔۔۔۔۔۔

"کک۔کون ؟"

اسنے رونے کے باعث باہر کھڑے وجود سے لڑکڑاتے لہجے میں پوچھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

، وہ لمبا چھوڑا ،وجیہی پرسنٹلی ،گندمی رنگت، سیاہ آنکھیں، مونچھوں تلے عنابی لب وائی ٹ شرٹ۔۔۔۔ شرٹ کی آستینوں کو کہنیوں تک فولڈ کیئے، بلیک جینز کی پینٹ زیب تن کیئے، پیروں میں مقید بوٹوں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے دیکھتی ہاتھ میں پکڑی مالا کو دوبارہ دراز میں رکھ گ ئی --------

چلیں ڈاکٹر سے آج آپ کا اپائی منٹ بھی ہے اور فزیا تھراپی بھی ہونی ہے"۔وہ اپنے" بھاری مردانہ لہجے میں اسے دیکھتے گویا ہوا --------

مجھے کہیں نہیں جانا تم جا سکتے ہو یہاں سے اب"۔"

وہ بنا کوئی ی تاثر دیئے بے لچک لہجے میں کہتی ہنوز اپنی نظریں ہٹاتی چہرہ اسکی جانب سے مڑ گ ئی ----------

اسکے جواب پہ اسکا تپ کر چہرہ سرخ ہوا جونہی خود پر کنٹرول کرتا دروازہ بند کیا اپنے بھاری قدم اٹھائے اس تک آتا اور نیچھے اسکے بلکل ویل چ ئیر کے سامنے بیٹھا

"پیچھے ہٹو !!تم نے دروازہ کیوں بند کیا ہے--؟"

وہ ایکدم سے اسکے قریب آنے اور پاس بیٹھنے پہ اپنی ویل چی ئی ر چلاتی پیچھے اس سے دور ہٹانی چاہی مگر وہ اسکی کوشش کو ناکام کرتے ویل چی ئی ر کے دائیں بائیں اپنے بھاری مضبوط ہاتھ رکھ کھینچتا اسے بلکل نزدیک کرگیا --------

ایسے کہ ان دونوں کا چہرہ ایک دوسرے سے بس ایک بالیش کی دوری پہ تھا

سیدھی شرافت سے چلیں میرے پاس فضول وقت نہیں جو آپ جیسی آپائی ج پر" ضائع کروں"۔ جملہ تھا کہ دہکتا انگارہ جو اسکے دل میں کسی تیر کی طرح پیوست ہوا تھا

ساری زندگی کے لیئے اپائی ج نہیں ہوئی ی میں سمجھے"۔"

وہ بھی خود کو کمپوز کرتی سنبھالتی دوبدو بولی ----------

خیر یہ فیصلہ وقت کرے گا"۔"

وہ بھی اسے دیکھ سپاٹ لہجے میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور اگر میرا قیمتی وقت برباد کرلیا ہو تو چلیں"۔"

وہ اسکے معصوم نین نقوش کو ایک نظر دیکھتا مغروریت سے اپنی نگاہیں پھیر گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نوکر ہو نوکر کی طرح ہی پیش آیا کرو ۔ میرے باپ بننے کی کوشش مت کرو ۔ اب شکل" دفعہ کرو یہاں سے اپنی "۔

اسکے انداز نظریں پھیرنے پہ اسکے تن بدن میں آگ بھڑکی ہوئی تھی جسے وہ اپنے لفظوں کے زریعے اُگل بھی چکی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہزادی جو دوسروں کے سہارے ہوتے ہیں نا وہ لوگ زیادہ بکواس نہیں کرتے جچتی" نہیں ہے"۔

اپنا ہاتھ جو وہ اپنی آنکھوں کے قریب لیکر جارہی تھی کہ یکدم ہی اپنی گرفت میں لیتا ہاتھ میں پہنے برسلیٹ سے نکلتے تانبے کی تار کو نا محسوس انداز میں اپنے انگوٹھے سے مڑتا وہ اپنے لہجے میں ناگواریت لیئے اسکا تمسخرہ اڑاتا بولا ---------

بدلحاظ، بدتمیز انسان چھوڑو میرا ہاتھ"۔"

وہ اسکی مضبوط گرفت سے اپنا ہاتھ چھوڑواتی نخوت سے گویا ہوئی ی ---------

جسے دیکھ وہ بھی اسکے لفظوں کی طرح اسکا ہاتھ نخوت سے جھٹک گیا --------

میں اپنے باپ بھائی ی کو بتاؤ نگی تمہاری حرکتوں کے بارے میں ۔ تمھیں یہاں سے" میں نے زلیل و خوار کرتے پیٹواتے نہیں نکل وایا نا تو ------- میرا نام بھی گُلنار نہیں "۔

وہ طیش و غصے سے پنکاری ----------

بے حد آسان حدف سمجھ لیا ہے آپ نے آغر چوہدری کو ؟آپکے باپ بھائی ی میرا" بال بھی بکا نہیں کرسکتے جب تک میرا خدا نہ چاہے

اور کن باپ بھائی ی کی بات کر رہی ہیں وہ جو ایک مہنے میں صرف ایک دفعہ ہی بھولے بھٹکے آپکا حال حوال دریافت کرلیتے ہیں"۔ ایک بار پھر اسکا تمسخرہ اڑایا گیا

اپنے دل چیرتے لفظوں سے وہ واقع حقیقت ہی تو بیان کر رہا تھا۔ بے ساختہ اسکی گریش کانچ سی آنکھیں پھر جھلک پڑیں ---

جنہیں آغر نے اپنی گہری تپش دیتی نگاؤں سے دیکھا تھا ۔ جو اب بے دہہانی میں نیچھے زمین کو گھورنے لگی تھی ---

وہ تڑپتا بے خودی کے عالم میں اسکے نزدیک ہوا آہستگی سے اسکا چہرہ تھاما اور اس کے آنکھوں سے گلابی رخسار پہ گرے گرم سیال کے قطرے پہ اپنے دہکتے لب رکھ گیا

کمینے، زلیل انسان دور ہٹو میری مجبوری کا فائدہ اٹھا رہے ہو ؟ میرے اور اپنے" درمیان عمر کا فرق ہی دیکھ لو ۔ چلو یہ چھوڑو پچیس کے ہو محرم نامحرم کی سمجھ بوجھ بھی ہے کیا۔۔۔؟ "رب کی نظروں میں اپنے ساتھ ساتھ مجھے بھی گناہ گار کردیا ۔

کہتے اسنے یکدم ہی اسکے چھوڑے سینے پہ اپنے دونوں ہاتھوں کا زور دیتے اسے پیچھے کو دھکیلا --------

اپنے حواس میں لوٹتی اسکے جسم سے اٹھتی مردانہ پرفیوم کی خوشبو اسکا لمس اسے کسی گرم بھٹی، رینگتے بچھو کے مانند محسوس ہوا تھا ۔ اسکا گال دہک اٹھا تھا جسے وہ بار بار اپنے ہاتھ سے رگڑتی اس لمس کو مٹانے کی کوشش کررہی تھی --------

اچانک ہوا یہ سب ایک پل کے لیئے اسکے حواس جنجھوڑ کر رکھ گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم نے آج ہر حد پار کردی ہے بے غیرت انسان نکل جاؤ میرے کمرے سے"۔ وہ" اسے دیکھتی پوری شدت سے دھاڑی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہشش !!!بہت بولتیں ہیں آپ ؟"

وہ کھڑا ہوتا اپنے لبوں پہ انگلی رکھتے اسے چھپ کراتا کہتے اب آہستہ آہستہ اپنے بھاری قدم اسکے جانب اٹھانے لگا ۔۔۔۔۔۔

تت۔ت۔تم۔جاؤ یہاں سے ادھر کیوں آآ۔ر۔رہے ہو ؟"۔"

وہ گھبراتی اسکے قدم اپنی جانب بڑھتے دیکھ اپنے منہ سے تھوگ نکلتی کانپکپاتی ویل چیئر کو پیچھے کو چلاتی جارہی تھی ۔ لہجے کی لڑکڑہٹ میں صاف ڈر و خوف واضح تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن برا ہوا کہ اب پیچھے اسکی ویل چیئر دیوار سے جالگی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آغر چلے جاؤ یہاں سے ۔ آخر کک۔کیا بگاڑا ہے میں نے تمہارا ؟ کیوں میرے پیچھے" پڑے ہو؟ جینے دو مجھے میں تمہارے ہاتھ جوڑتی ہوں "۔ کہتی اپنے تمام ہتھیار ڈالے اسے دیکھ سہمتی لرزتی گویا ہوئی ی --------

چچ ۔ چچ !!ڈر لگ رہا ہے ؟ کہاں گ ئی آپکی اکڑ اڑان چھو ہوگ ئی ۔"

ہمم بے غیرت حد پار کردی میں نے ؟ حد پار کرنا کسے کہتے ہیں یہ آپ کو ابھی اسی وقت اس کمرے کی چار دیواری میں کرکے بتاسکتا ہوں ۔ کون روکے گا مجھے بتاؤ ؟ آپ تو خود میرے رحم و کرم پر ہیں تو بھلا آپ کیا کرسکے گی بتائی یں ؟

لفظوں کا چناؤ زرا سوچ سمجھ کر کیا کریں ورنہ میں تو ٹھہرا آدم ذاد خطا کا پتلا آگے آپ سمجھدار ہیں"۔

وہ تمام فاصلہ مٹاتے اب اسکے قریب رکا اسکی ویل چیئر پہ اپنے دونوں ہاتھ ٹکائے اسکے سامنے جھکتا اسکی گریش آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں گاڑتے پرسکون سے لہجے میں گویا ہوا -------

وہ اسکے چہرے کو ایک بار پھر اپنے چہرے کے نزدیک دیکھتی اسکی گرم سانسیں اپنے چہرے پر محسوس کرتی یکدم ہی اپنا چہرہ تیزی سے پیچھے جھٹک گ ئی -----

جسے ایسا کرتے دیکھ اس نے فوری طور پر اپنا ایک بھاری ہاتھ نامحسوس طریقے سے اسکے سر کے پیچھے رکھا تھا --------

جاری ہے---------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 03

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

یہ میرے کمرے کا کیا حال بنایا ہوا ہے--؟ کیا میرے کمرے کی صفائی تک نہیں کی" گ ئی--؟ کسی کو بھی توفیق ہی نہیں ہوئی ی کہ میرے روم کی جھاڑ پونچ کرتے جھاڑو ہی لگا دے--؟ "اسنے غصے سے تپتے زچ ہوکے سوچا ---------

مہرو مہرو---کہاں مر گ ئی ادھر آؤ "۔"

وہ اس گھر کی نوکرانی یا یوں کہوں کہ صرف اسکے کاموں کے لیئے رکھی گ ئی ملازمہ کو لہجے میں سرد پن ناگواریت لیئے زور زور سے آواز دیتی چیخی ---------

"جج--جی--جی باجی جی---کیا ہوا--؟"

یہ میرے روم کا کیا حال بنایا ہوا ہے--؟ کب سے صفائی نہیں کی گ ئی ہاں--؟" بولو"----- وہ اسکے آتے ہی اس پر برس پڑی --------

وہ--وہ باجی جی--ازمیر بھائی نے منا کردیا تھا جی صفائی کرنے کو "--"

"کیوں--؟"

اسنے اسے دیکھتے جارحانہ انداز میں پوچھا -------

وہ باجی جی ----آپ چلی گ ئی یں تھیں اور آپ یہاں ہوتی ہی نہیں ہیں اسلیئے"
۔ "اس نے کہتے اسے دیکھتے ڈرتے تھوگ نکلا --------

میں اپنے گھر گ ئی یں تھی اس دنیا سے نہیں چلی گ ئی تھی----کام"
چور---چٹاخ !!!اور آئندہ میرے سامنے زبان نہیں چلانا"۔

آگے بڑھتی اس معصوم کے چہرے کو بلاوجہ اپنے غصے کا نشانہ بناتے اپنے ہاتھ کے
تپڑ سے سجا دیا ---------

جسے دیکھ وہ معصوم اپنے دائیں گال پہ ہاتھ رکھے نیچے زمین کو گھورتی سوچنے لگی ۔"
ایسا بھی کیا بول دیا اسنے۔۔؟ "اس بے چاری کے آنسنوں گالوں سے لڑک کر نیچے زمین
پر گرنے لگے ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب کھڑی کھڑی ٹسوے بہانا بند کرو اور جلدی جلدی اپنے ہاتھ چلاؤ۔۔۔مجھے کمرہ بلکل"
صاف ستھرا ملنا چاہیئے ۔ ایک اتنی سی بھی ڈسٹ نہیں دیکھنی چاہیئے سمجھی"۔

وہ اسے اپنی آنکھوں میں چنگاریاں لیئے اسے دیکھتی بولی اور کمرے میں موجود سامنے رکھے
فل سائز کے صوفے پر بیٹھتی اپنے بیگ سے نیل پینٹ نکالتی اپنے ناخنوں کو پر
لگانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"وہ بھابھی آپ آگ ئی یں۔۔؟"

زرتشہ ابھی ابھی کالج سے آئی ی تھی اور راہداری سے گزرتے سامنے ہی ازمیر کا کمرہ کھلا
دیکھا تو اندر آتی اسے دیکھتی گویا ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں تمھیں دکھ نہیں رہا ادھر میری موجودگی۔۔۔۔ اندھی تو تم ہو نہیں۔۔؟ "وہ تنک کر"
اسے سلوتیں سناتی جوں کہ توں ہی نیل پینٹ لگاتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بھ۔۔ بھابی وہ سو۔۔ سوری"۔"
وہ اسکے لہجے کی سخت اعتوار کو دیکھتی لڑکڑاتی گویا ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب آہی گ ئی ہو تو میرے لیئے ایک چائے کا کپ بنادو"۔"
زینیہ اس پہ بنا اپنی نظر ڈالے ہنوز اپنے کام میں مشغول بولی ۔۔۔۔۔۔۔

جی بھابھی ابھی بنادیتی ہوں"۔"
وہ احتراماً اسے دیکھتی کہتی وہاں سے نکلتی چلی گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر گزری تھی ازمیر باہر کچھ کام سے گیا تھا کہ واپس گھر لوٹا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آگ ئی یں تم--؟ یاد آگیا کہ تمہارا سسرال بھی ہے"۔"

وہ اندر کمرے میں قدم رکھتا اسے دیکھتا اپنے مردانہ بھاری سرد لہجے میں گویا ہوا

جسکی آواز سنتی اسے دیکھتے ملازمہ کمرے سے نکل گ ئی --------

یہ سب یہی کیوں پوچھ رہے ہیں میں آگ ئی یں--؟ کیا میں نظر نہیں آرہی--؟ "وہ"
ت'طیش و غصے سے اسے دیکھتی بولی ---------

تمہیں یہاں دیکھنے کی عادت ختم ہوتی جارہی ہے اسلیئے سب شاک ہیں کہ تم بھی"
اس گھر کی فرد ہو تو یہ سوال تو لازم ہے پھر"۔ اسے دیکھتے اپنے ماتھے پہ انگھوٹا رگڑتے
بے تاثر لہجے میں کہا گیا ----------

ہمم سب سمجھتی ہوں میں"۔"

وہ اسے دیکھتی نخوت سے بولی ---------

اگر تم سمجھتی ہوتی تو آج منظر کچھ اور ہوتا"۔"

وہ بھی دوبدو اسے جواب دیتا بولا ----------

تم نے منا کیوں کیا ملازمہ کو کمرے کی صفائی ی کے لیئے--؟ "اسنے بات بدلی"

ایک نامحرم لڑکی سے تمہاری غیر موجودگی میں کمرے کی صفائی ی کرواتا اچھا لگوگا"
میں--؟ اتنا گرا ہوا مرد نہیں ہوں میں "۔ وہ سختی سے اسے دیکھتا گویا ہوا

ہمم !!!تو تمہاری اس نام نیعاد کزن جو ہمارے ساتھ رہتی ہے وہ بھی تو نامحرم"
ہے--؟ اسکے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے--؟ "اسے دیکھتے تلی لگائی ی گ ئی

شٹ آپ جس شٹ آپ سمجھی۔۔۔۔اسے بیچ میں مت لاؤ تمہارا منہ توڑ"
دونگا"۔۔۔۔اسکی طرف بڑھتا غصے سے بھڑکا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بے غیرت ہو تم۔۔۔۔بے غیرت مرد جو ہمدردی کے نام پر اس اپنی کزن کے ساتھ"
،مل کر مزے۔۔۔۔۔۔۔

!!!! زینبیہ ۔۔۔۔ چٹاخ"

تم اس قابل ہی نہیں ہوکہ تم میرے ساتھ رہ سکو۔۔۔۔۔تمہاری میں زبان کاٹ دونگا
"اگر تمہاری زبان سے ایک اور لفظ اس معصوم کے لیئے نکلا ۔

وہ بھپرا شیر بنا اسکے گال کو اپنے بھاری ہاتھ کے تپڑ سے سرخ کرتا اسکے منہ پہ دھاڑا
۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں بری لگی اصلیت ؟۔۔۔آئی،نہ دیکھایا تو غیرت جاگ گ ئی"۔وہ مزید اپنے لفظوں"
کے تیروں کے نشتر اس پہ چلاتی پھٹ پڑی ۔۔۔۔۔۔۔۔

زینیہ چپ کرجاؤ سمجھ ۔۔۔۔۔ میرا ضبط مت آزماؤ "۔"

وہ اسے دیکھتا ٹھہرتا ایک ایک لفظ چبا چبا کر بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

بھابھی۔۔۔ بھابھی یہ چائے"۔"

زرتشہ کمرے میں آتی اسے دیکھتی گویا ہوئی ی ساتھ ہی نظر سامنے کھڑے ازمیر پر پڑی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوو شٹاپ !!!دفعہ ہوجاؤ یہاں سے تمہاری شکل بھی مجھے زہر لگتی ہے۔۔۔یہ چائے"

تم اپنے اس بھائی ی کے بھیس میں کزن جس کے ساتھ گلچھارے

،اڑا"۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

!!!! زینیہیہیہ"

وہ ایک بار پھر اس پر اپنا ہاتھ اٹھاگیا ------ بھائی بیبی نہیں !!!---زرتشہ اسے دیکھتی اپنی گردن نہ میں ہلانے لگی"۔ جسے دیکھ وہ ہوا میں اپنا ہاتھ رک اپنے قدم اٹھاتا دھپ دھپ کرتا وہاں سے نکلتا چلاگیا ---------

کہتے ہیں مرد بہت پیاری شے ہے لیکن جب تک------جب تک اسے اکسایا نہیں جائے ورنہ اسے حیوان بنتے زرا دیر نہیں لگتی --------

کھو کھو کھو !!!امی آپ ٹھیک ہیں ؟"۔"

وہ غصے سے راہداری سے گزرتا باہر جارہا تھا کہ اسے ریشمہ صاحبہ کی کھاسنے کی آواز آئی ی

انکی رات سے طبعیت کچھ ناساز سی تھی اسلیئے اس نے انکے باعث آج ڈیوٹی سے آف لے لیا تھا ---- زرتشہ بھی آج کا آف ہی کرنے والی تھی مگر ریشمہ بیگم نے اسے فورس کرتے کالج بھیجنا چاہا کہ اسکے کالج میں آج اسکا امپورٹنٹ ٹیسٹ ہے تو وہ یہ دن ضائع نہ کرے وہ ٹھیک ہوجائی یں گی

لیکن وہ پھر بھی نہ مانی اور نہ جانے کا طے کیا اور کیچن میں ازمیر اور انکے لیئے جو ناشتہ بنایا تھا اسے گرم کرنے چلی گ ئی ۔۔۔۔ وہ روز ہی ناشتہ بناکر پھر کالج کے لیئے نکلتی تھی

ناشتہ ٹرے میں سجاکر انکے روم میں لاتی انہیں آہستگی سے بیٹھاتی انہیں ناشتہ کروایا پھر انہیں ٹبلیٹ دیتی اٹھنے ہی لگی تھی کہ وہاں صبح ہی صبح ازمیر آپہنچا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

،امی کی طبیعت کیس ۔۔۔۔۔۔"

ابھی وہ کچھ بولتا کہ اپنے ہونٹوں پہ انگلی رکھتے اسے دیکھتے چپ کروایا اور اسے کمرے سے باہر نکلنے کا اشارہ کیا ۔

جسے دیکھ اور ریشمہ بیگم کو دوسری طرف کروٹ لیتے سوتا دیکھ وہ باہر نکل آیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بھائی ی میں نے انہیں ناشتہ دیتے جو ڈاکٹر نے انہیں کل ٹبلیٹ لکھی تھی ۔۔۔۔"
وہ دے دی ہیں۔۔۔۔ اب وہ دوبارہ سو گ ئی ہیں۔۔۔۔ آپ ڈسٹرب نہ کریں انہیں اور
سونے دیں "۔

وہ بھی باہر آتی کمرے کا دروازہ ہلکا سا بند کرتی اسکے نزدیک رکتی گویا ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔

اوکے اوکے تم جاؤ میں آج نہیں جارہا تو میں خیال رکھ لو گا امی کا ۔۔۔۔۔ آج تمہارا"
امپورٹنٹ ٹیسٹ ہے"۔وہ اسے دیکھتا فکرمندانہ لہجے میں گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں بھائی ی میں نہیں جارہی انہیں کسی بھی چیز کی ضرورت پڑھ سکتی ہے
،تو۔۔۔۔۔۔۔

میں ہوں نا تم جاؤ شباش"۔"

وہ ابھی کچھ آگے بولتی کہ اسکی بات کاٹتا وہ گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔

جسکی سنتی اپنا سر اثبات میں ہلاتی وہ ناچاہتے ہوئے بھی کالج جانے کے لیئے ریڈی ہونے چلی گ ئی تھی --------

ریشمہ صاحبہ صبح سے ہی سو رہی تھیں جنہیں وہ بار بار ایک نظر دیکھتا واپس اپنے کمرے میں چلاجاتا تھا---اور اب وہ جاگی تھیں اور دانستہ طور پر انہیں اس قدر کھانسی کا دسکا لگا کہ وہ کھا سنتی ہی جارہی تھیں ----- جنکی آواز سنتا گھبراتا وہ جلدی جلدی اپنے قدم اٹھاتا انکے کمرے میں پہنچا تھا ---------

امی پانی پیئے"۔"

وہ انکے قریب بیٹھتا انہیں پانی پلاتے گویا ہوا -----انہوں نے تھوڑا سا پانی پیا پھر منہ ہٹا لیا --------

"بیٹا یہ کیسی آوازیں آرہی ہیں تمہارے کمرے سے---؟"

وہ اسے دیکھتی بولیں --------

تائی ی امی آپ ٹھیک ہیں آپ کھانس رہی تھیں"۔"

زرتشہ بھی انکی آواز سنتی فوراً یہاں آئی ی --------

میں ٹھیک ہوں بیٹا"۔"

وہ زرتشہ کو دیکھتی بولیں -----

،بیٹا بتاؤ کیسی آواز --------"

امی کچھ نہیں ہے آپ پریشان نہ ہوں ریلکس کریں"۔"

وہ انکی بات کاٹتا انہیں بے فکر کرتا بولا ---------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آج تمام پکوان میرے بیٹے اس گھر کے جانشین چشموں چراغ ابرار سکندر خانزادہ کی" پسند کے ہونے چاہیئے ۔۔۔۔۔انہیں آئی یں ہوئے دو دن ہوگئے لیکن ہمیں ان سے دو گھڑی سکون سے بات کرنے کا وقت بھی میسر نہیں آیا۔۔۔۔اسلیئے آج ہم ان کے لیئے یہ خاص اہتمام کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔انکی خاطر تواضہ میں کوئی ی کمی پیشی نہیں رہنی چاہیئے "۔

حمیدہ بیگم کے کمرے میں انکے بلاوے پر حاضر ہوتی ملازمہ انکی باتیں سنتی ہاں میں گردن ہلاتی جارہی رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب جاؤ۔۔۔۔ویسے تمہیں پتا ہے نا انہیں کیا کیا کھانے میں پسند ہے۔۔؟ "وہ جانے" کے لیئے پلٹی تھی کہ حمیدہ بیگم کی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی ۔۔۔۔۔۔۔

جی جی سیٹھانی صاحبہ معلوم ہے پچھلی دفعہ جب وہ آئے تھے تو آپ نے مجھے لیسٹ" دی تھی انکے کھانوں میں پسندیگی کی ۔ وہ ابھی بھی میرے پاس محفوظ ہے جی ۔۔۔۔اسی کو دیکھ کر اسی کے مطابق بنادونگی کھانا "۔

وہ انہیں دیکھتی تفصیل سے گویا ہوئی ی ---------

اوہنہ !!ٹھیک ہے جاسکتی ہو اب"۔"

اسے دیکھتے اپنے ازلی آواز انداز میں کہا ----------

بی بی جی وہ رجو ہے نا جسنے اپنے بیٹے کے لیئے آپ سے پیسے مانگے تھے"۔اسے یاد آیا"
تو ایک بار پھر پلٹی -------

ہاں بول"۔"

اسے اجازت دی گ ئی ---------

وہ نا سیٹھانی صاحبہ اسکے بیٹے کا انتقال ہوگیا جی ----"

وہ تو اپنے بیٹے کے دکھ پر بھولائی ی بھولائی ی سی پاگل ہوتی اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھی ہے ----ابھی ابھی یہ خبر سنی ہے سارا گاؤں اسکے گھر کے گرد جمع ہے جی
-----بیچاری"۔

وہ انہیں دیکھتی بولی --------

اچھا ٹھیک ہے جا تو اب اپنا کام کر"۔"

وہ سنتی کچھ دیر کچھ سوچتی چپ رہی اسکے بعد اسے جھڑکتے وہاں سے رفعہ دفعہ کیا

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

صاحب پورے گاؤں میں بارش کی وجہ سے کیچڑ جو ہوئی ی اپنے کہاں تھا کہ خشک" مٹی ڈالوادوں---میں نے ڈلوادی---- اب سڑکوں پر اتنا مس ئی لہ نہیں ہورہا آنے جانے والوں کو"۔رحیم اسکا ملازم اسکے پاس آتے بولا جو جب بھی وہ یہاں آتا تھا تو اسکے شانہ بشانہ ہی رہتا تھا ----------

ہمم !!غفور کے گھر چلو"۔"

وہ اسکی سنتا کہتا اسے حکم دیتا بولا اور اپنے بھاری قدم غفور کے گھر کی جانب اٹھائے ---- جسکی پیروی کر ملازم رحیم بھی اسکے پیچھے پیچھے تھا ---------

وہ پیدل پیدل ایک لمبی سڑک پار کرتے دائیں مڑتے سامنے لگے ٹینٹ کے جانب آتے رکا ---------

اندر ٹینٹ میں عورتوں کی قرآن خوانی چل رہی تھی اور باہر دوسری سائیڈ پہ بھی ٹینٹ لگایا گیا تھا دری وری بھی بچھائی ی گ ئی تھی جہاں مرد بھی بیٹھے کچھ قرآن پڑھے سپارے پڑھنے میں مشغول تھے اور کچھ جنہوں کو قرآن پاک نہیں آتا تھا وہ بھی وہاں بیٹھے چھوٹی چھوٹی تسبحات پڑھنے میں مصروف تھے ---------

"صاحب آپ؟"

غفور اسے دیکھتا فوراً نیچے دری سے اٹھ کھڑا ہوا --------

بیٹھے رہو غفور"۔"

وہ اسے اٹھتا دیکھ کہتا خود آہستگی سے اپنے جوتے اتارتا نیچے زمین پہ بچھی دری پہ بیٹھ گیا ۔۔۔۔جسے وہاں بیٹھتے دیکھ سب ہی نے حیرت سے اسے دیکھا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"صاحب آپ ایسے نیچے ۔۔۔۔۔۔۔۔

پریشان نہیں ہو غفور"۔"

وہ اسکی بات کو کاٹتا اپنی گھمبیر بھاری آواز میں بولا ، اپنے جیب سے رومال نکالتے سر پر بندھا اور سامنے رکھے سپاروں میں سے ایک سپارہ لیتے تسمیہ پڑھتے سپارہ پڑھنے میں مصروف ہوگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابرار یہاں آتے بیچ میں لگے پانی کے برمے سے وضو کرکے آیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

آج غفور اور رجو کے بیٹے کا تیجا تھا ۔۔۔۔۔ جس دن اسکے بیٹے کی دیہت ہوئی ی تھی اور اسے جیسے ہی پتہ لگا جب سے تدفین سے لیکر ابھی تک سارا انتظام ابرار سکندر خانزادہ نے خود کروایا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اے رائی مہ قرآن خوانی ختم ہوجائے گی تب چلے گی کیا۔۔۔؟ باہر آ بھی جا"۔"

مورے آئی ی"۔"

اپنی ماں کی آواز سنتی اندر کمرے سے بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آگ ئی یں چلو"۔"

کہتی اپنی ماں کو چلنے کا کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کونسے ہار سنگار کررہی تھی جو اتنی دیر لگادی"۔"

وہ اسے دیکھتی مسنوئی ی غصے سے بولیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے مورے وہ کیا ہے نا لاڈ صاحب آئے ہوئے ہیں تو بس"۔۔۔۔اپنے منہ میں"

ڈوپٹہ لیتی نیچے نظریں کرتی شرمائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شرم تو نہیں آرہی اپنی ماں کے سامنے یہ سب کہتے تجھے"۔ وہ اسکی بات پہ بھڑکی"

مورے توں۔۔۔تو میری دوست ہے نا تجھ سے کیا پردہ۔۔؟ "اچھا اچھا چل اب دیر" ہوگئی ہے ویسے بھی --------

وہ کمبخت کہاں ہے۔۔؟ اسے بھی لے چلتے ہیں "------"

کیوں مورے دفعہ کرو اسے ہم چلتے ہیں بس"۔۔ رائمہ نے انہیں دیکھتے کہا"

ارے سمجھا کر اچھا نہیں لگتا سب جانتے ہیں وہ ہمارے گھر کا حصہ ہے سب طرح" طرح کے سوال کرینگے کہ وہ کلمہوہی کہاں ہے۔۔؟ اور ویسے بھی ہماری ہی کل کو

بڑھائی ی ہوگی کہ ہم اسے ہر چیز میں آگے آگے رکھتے ہیں ۔ اس پرائی ی لڑکی کے ساتھ ہمارا سلوک کتنا اچھا ہے"۔

اچھا اچھا ٹھیک ہے صاف کہونا ادھر عورتوں میں بیٹھتے اپنے اچھائی ی کے قصیدے" سنانا چاہتی ہو۔۔۔؟ "لٹ مار لہجے میں بولی -------

اے کمبخت تیری جیسی نامراد اولاد ہی ہوتیں ہیں جو ماں باپ کی قدر تک نہیں کرتی"۔" وہ اسے دیکھتی تنکتی گویا ہوئی یں ---------

جا ۔۔۔ جاکر اس ڈائی ن کو بولا لا "۔اسے دیکھتے بولیں ---------"

جارہی ہوں"۔"

کہتی اندر اسے بھاگتی بلانے چلی گ ئی ---------

غفور یہ کچھ پیسے ہیں رکھ لو"۔"

اس نے سپارا پڑھتے سامنے سپارا واپس رکھتے اپنی جیب میں ہاتھ ڈال والیڈ سے کچھ پیسے نکالتے رازداری سے اسکے ہاتھ میں رکھے "۔

نہیں صاحب جی سب کچھ تو آپ نے کروا دیا اسکی ضرورت نہیں ہے"۔وہ بھلا آدمی" اسے دیکھتا گویا ہوا --------

غفور ضرورت پڑھ سکتی ہے رکھ لو"۔"

اسکا کندھا تھپتپھاتا وہاں سے اٹھا اور باہر اپنے جوتے پہنتا جانے کے لیئے مڑا۔اب کچھ قدم آگے بڑھائے تھے ---------

"افف ہو---ہٹ جانے دے ---- مورے چل--آہ--"

رائمہ کہتی اپنی ماں کا ہاتھ تھام آگے کو جاتی کنزیش کو دھکا مارتی جلدی سے ٹینٹ کے اندر داخل ہوگئی ---------

"آہ"!!!

کنزیش کے منہ سے آواز نکلی اور وہ لڑکڑائی ی ---------

سنبھل کر"۔"

سامنے کھڑے ابرار خانزادہ کی غیر ارادی طور پر اس صنف نازک پر نظر پڑی اور غیر ارادی طور پر ہی بے ساختہ اسکے منہ سے وہ الفاظ ادا ہوگئے ---------

چونکہ وہ اسکے دو قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا جہاں سے اسے گزر کر حویلی کی جانب جانا تھا اور سامنے کھڑی کنزیش کو اسکے برابر سے گزرتے دو قدم کے فاصلے پر ٹینٹ کے اندر جانا تھا --------

وہ اب فوری طور پر اپنی نظروں کا ارتکاز بدلتا نیچے زمین کی جانب دیکھنے لگا --------

مردانہ بھاری آواز سن وہ گھبرائی ی اور بنا سامنے کھڑے وجود سے اپنی نظریں ملائے سیدھی کھڑی کنفیوز ہوتی اپنی کریم کالر کی چادر کو آہستگی سے اپنے چہرے پر ٹھیک کرنے لگی ---------

جس سے اسکا چہرہ پوری طرح سے ڈھکا چھپا تھا بس اسکی آنکھیں نظر آرہی تھیں

وہ نا محسوس انداز میں اسے جگہ دیتا سائیڈ ہوگیا۔۔۔کنزیش اب دھیرے دھیرے اپنے قدم اٹھاتی اسکے برابر سے گزرتی ہوا کے جونکے کی طرح تیزی سے ٹینٹ کے اندر چلی گ ئی --------

اسکا گزرنا تھا کہ ابرار سکندر کی بنائی ی گ ئی خود کے گرد لکیر کو وہ ایک منٹ میں تہنس نہس کرگ ئی اس صنف نازک سے اٹھتی خوشبو ابرار سکندر کے قلب کو چھیرتی اس میں سماتی اندر سینے میں مہر بند دھڑکنوں کو اتھل پتھل کرگ ئی تھی ---------

اسکی کیفیت یکدم ہی عجیب ہوگ ئی۔۔۔ بیکوقت اس پر غصہ و سکون و بے چینی کی ملی جلی کیفیت حاوی ہوئی ی -------

وہ سانسوں کے زریعے اسکی مہک خود میں رچی بسی محسوس کرتا ایکدم ہی وہاں سے اپنے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا نکلتا چلا گیا ---------

جاری ہے--------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 04

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

زینیہ--- زینیہ"۔"

ازمیر نے زینیہ کو پکارا -------

بھائی ی وہ وہ بھابھی تو گ ئی ہوئی ی ہیں"۔"

زرتشہ اسکی آواز سنتے اسکے کمرے میں آتی بولی -------

کہاں گ ئی ہوئی ی ہے"۔"

ازمیر نے زرتشہ پر بنا نظر ڈالے الماری کھولے اس میں اپنے کپڑے تلاشتے کہا

سیلون"۔اسکا یہ بولنا تھا کہ ازمیر نے غصے سے اپنے ہاتھ کی مٹھیاں بھیچ لیں"

آپ کو کوئی ی کام ہے تو مجھے بتادیں بھائی ی"۔ اپنی نازک ہاتھ کی انگلیاں مڑوتی بولی"

۔

کچھ نہیں تم جاؤ"۔"

روکھے سے جزبات سے عاری لہجے میں کہتا اسے جانے کو کہا ---------

بھائی ی آپ ڈیوٹی سے آتے ہی سو گئے تھے رات کے نو بج رہے ہیں کھانا ریڈی ہے۔۔۔میں لگاتی ہوں آپ اجائیں"۔

وہ اسکے اسطرح کے لہجے پہ زرا سی چونکی لیکن یکدم ہی خود کو کمپوز کرتی پھر بولی ۔۔۔۔۔۔

جیسے فکر ہونی چاہیئے اسے تو اپنے بناؤ سنگار سے ہی فرصت نہیں ہے۔۔۔بہرحال" لگاؤ آرہا ہوں"۔ پہلا جملہ اس نے اپنے دل میں کہتے اسکے بعد اسے کھانا لگانے کا کہا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لڑکی تمہارے قبضے میں جنات وغیرہ ہیں جو اتنے مزے مزے کے کھانے بنالیتی" ہو"؟ بلکل سپاٹ سیریس انداز میں سامنے کھڑی زرتشہ کو دیکھ پوچھا ۔۔۔۔۔۔۔

نہیں تو "ازمیر کی بے تکی بات کی نفی کرتی جلدی سے بولی ۔۔۔۔۔۔"

اچھا !!!"""""""اسے دیکھ لبوں تلے اپنی دبی دبی مسکراہٹ دباتا بولا ۔۔۔۔۔۔"

،کیا بھائی ی آپ مذاق بھی اتنے سیریس انداز میں کرتے ہیں نا کہ --------

ہاہاہا اچھا میں سمجھ گیا "۔"

قہقہ لگاتا اسکے سرخ چہرے کو دیکھ بولا --------

اب آپ پھر سے میرا مذاق بنارہے ہیں"۔"

اسے دیکھ روہانسی ہوتی بولی --------

لہذا تمہیں ایسا لگ رہا ہے مگر ایسا کچھ نہیں"۔"

بے دھڑک گھمبیر بھاری لہجے میں اسے بنا دیکھے کہا اور کھانا کھانے میں مصروف ہوگیا

امی نے کھانا کھالیا؟ "۔"

کھانا کھاتے کھاتے ہی پوچھا ------

جی ہاں !میں نے انہیں بہت پہلے ہی کھلا دیا تھا اور میڈیسن بھی دے دی تھیں ۔"
وہ کمرے میں آرام کر رہی ہیں"۔ زرتشہ نے اسکے پوچھنے پہ اسے بتایا ---------

ہمم ٹھیک"۔"

کہتا کھانے سے فارغ ہوتا نیپکن سے اپنے ہاتھ منہ صاف کرتا ڈائینگ چیئر سے اٹھا

بھائی وہ میں نے آج فوڈ ٹرائی فل بھی بنایا ہے--- لے کر آؤں"۔وہ اسے اٹھتے"
دیکھ جھٹ سے بولی --------

کیا بات ہے لے آؤ--- چلو زندگی میٹھی نا سہی تم ہی کچھ میٹھا کھلاتے کچھ پل خوشگوار"
کردو"۔ پہلا جملہ بارہاں کہتے باقی کے دل میں کہتے دوبارہ چیئر پہ بیٹھ گیا --------

ازمیر کھانے سے فارغ ہوتا اب اپنے کمرے میں آکر بیٹھا تھا کہ سائیڈ ٹیبل پر اسکا موبائل وائبریٹ ہوا -------

اٹھاتے فون کی چمکتی اسکرین پہ آتا نوٹیفکیشن دیکھ اوپن کیا جہاں زینیہ کا پیغام تھا ---- "جس میں لکھا تھا کہ میں اپنے گھر پہ ہوں میرا ویٹ نا کرنا "-------

میسج سین کرکے تھوڑی دیر کے لیئے اسکے چہرے کے تاثرات سرد پڑے پھر سر جھٹک اسنے واپس وہی موبائل رکھ دیا --------

وہ اب کنپٹی دباتا اپنی پشت پہ تکیئے کو ٹھیک کرتا لیٹ رہا تھا کہ ایک بار پھر اسکا موبائل بجا ----------

موبائل پر رنگ طویل تر ہوتے دیکھ اسنے ناچاہتے ہوئے بھی کال ریس کرتے بنا دیکھے کان سے لگایا --------

سیاسی پارٹی کے کارکن خلیفہ ریاض کا بیٹا ---- تم نے NNp ایس پی ازمیر ملک"
جسے گرفتار کیا ہے ناں---مجھے وہ بلکل صیح سلامت چاہیئے"۔

ڈی ایس پی کی رعب دار خرکت آواز فون سے گونجتی اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی

لیکن سر انکے بیٹے نے نشے کی حالت میں --------، وہ آگے کچھ بولتا کہ

---------،

میں نے جتنا کہا ہے نا انسپکٹر بس وہ ہونا چاہیئے ادروائی س میں کچھ نہیں سنوگا ۔ ڈیم"
"!! اٹ

انکی اشتیال غصے بھری گھمبیر آواز اس بار اسکے کانوں کہ پردے چیر گ ئی اور پھر کٹک
کر کے فون ڈسٹرکٹ کردیا گیا --------

وہ فون کو اپنی مٹھی میں بھینچتا اپنے غصے پہ قابو کرنے لگا۔۔۔پہلے ہی اسکا دماغ زینیہ کی حرکتوں سے خراب تھا کہ اب اس فضول گوئی ی سے تو اسکا دماغ پھٹنے جیسا ہوگیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ازمیر بیڈ سے اٹھتا خود کو پرسکون کرنے کے لیئے کافی بنانے کا سوچتا باہر کیچن کے جانب چل دیا۔۔۔۔۔۔۔

اسنے جیسے ہی اپنے قدم باہر رکھے تو سامنے لاؤنج میں رکھے فل سائز صوفے پہ زرتشہ اپنا یلو کلر کا بلینکٹ اڑے خود کو کور کیئے سوتی نظر آئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے کمرے کی چھت پر زرا چھپکلی میڈم اپنے جوہر دیکھا رہی تھیں اور زرتشہ سدا کی ڈر پوک باہر آتی بلینکٹ اٹھاتی سوتی بن گ ئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ گلابی گڑیا جیسی لڑکی جس پر شاید آج پورے دن میں اسنے اب اپنی نظر ڈالی تھی۔۔۔اس صنف نازک کا کششِ استقال اس وقت اسے اپنے چارو طرف ایک

جادوئی ی حالہ بناتا محسوس ہوا ۔۔۔۔ جسکے زیر اثر کب وہ لمبا چوڑا مرد اسکے قریب پہنچا اسے خود کو خبر نا ہوسکی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ازمیر ایک ٹرانس کی کیفیت میں اسکے دلکش معصوم گلابی چہرے کو تکتا جارہا تھا۔۔۔اسکی بند آنکھوں پہ مڑی سیاہ خمدار پلکوں کو دیکھ اسے چھونے کی چاہا اسکے دل میں زور پکڑ چکی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بے خودی کے عالم میں اپنا باعیاں ہاتھ اسکی آنکھوں پہ نامحسوس طریقے سے پھیرتا اپنے آپ کو سیراب کرنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔

اب گھٹنوں کے بل بیٹھتا اسکے چہرے پہ آئی ی بالوں کی چند لٹیں ہٹائی ی کہ اب اسکی پیاسی تڑپتی نگائیں اسکے چہرے سے ہوتی اسکے چھوٹے سے خون چھلکاتے کٹاؤ دار لبوں پہ آکر ٹھہر گ ئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ یونہی کچھ پل اسے فرصت سے دیکھتا بیلنکٹ سے باہر آتا اسکے ہاتھ میں اپنی بھاری ہاتھ کی انگلیاں الجھائے ، اس پہ جھکا --------

زرتشہ کی نیند کے باعث ہوتی بھاری سانسیں ازمیر کو اپنے عنابی لبوں پہ محسوس ہورہی تھیں جبکہ شاید ازمیر کی گرم سانسیں بھی زرتشہ کو بھی نیند میں محسوس ہورہی تھیں جس وجہ سے وہ بار بار نیند میں بھی اپنے چہرے کو دوسری طرف موڑ رہی تھی

ازمیر اس قدر بے خود ہوچکا تھا کہ زرتشہ کا نیند میں کلمولانا نظرانداز کر اپنے بھاری ہاتھ کی انگلیاں اسکی مرمرائی ی مخملی انگلیوں سے نکالے اسی ہاتھ سے اسکا معصوم چہرہ پکڑے دوسرے سے اسکے بالوں میں اپنے انگلیاں الجھائے اسکی گردن کے جانب جھکا اور اسکی مدہوش، مسحورکن کرد ینے والی خوشبو کو خود میں اتارنے لگا اب اسکے سرخ لبوں پر آیا ----------

اسکے اور زرتشہ کے لبوں کے بیچ میں بس اتنا فاصلہ تھا جسے دور سے کوئی ی بھی دیکھتا تو وہ یہی سمجھتا کہ وہ پوری طرح سے بہک چکا ہے بلکل اسطرح نا ہونے کے برابر فاصلہ تھا دنوں کے بیچ -------

ازمیر وہ فاصلہ بھی مٹانے لگا تھا کہ جلد اپنے ہوش و حواس میں لوٹتا فوراً پیچھے کو ہوا "اسطرح جیسے زرتشہ کوئی ی اچھوت ہو---

،بے غیرت مرد ہو تم اپنی ہی کزن کے ساتھ------"

زینیہ کے کل بولے گئے کانوں کے اندر سیسہ پگلاتے الفاظ زور زور سے ٹھاٹے مارتے اسکے دماغ کی نسیں چیرتے پھٹنے پر مجبور کررہے تھے --------

اسے ایسا لگ رہا تھا ۔ اسکے اردگرد اکسیجن بلکل ختم ہوگیا ہے ۔ جیسے وہ اب ایک پل سانس نہیں لے پائے گا ۔ وہ پھرتی سے وہاں سے کھڑا ہوا ----------

اور زرتشہ پہ اپنی بھولی بھٹکی سی بھی نظر نہ ڈالے اپنے بھاری قدم اپنے کمرے کے جانب اٹھاتا کمرے میں پہنچتا جھٹکے سے دروازہ بند کرگیا ----------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ارے وائی ٹ لوبیا جاؤ نا--- سب جاچکے ہیں--- کیوں دماغ کھارہی ہو---؟ پکڑن" پکڑائی ی کھیل ختم ہوچکا ہے اور سب بچے اپنے اپنے گھر بھی چلے گئے--- بس ہم دونوں ہی باقی بچے ہیں اور بی جان بلارہی ہیں مجھے بھی--- میری بہن شہزادی بھی جاچکی ہے--- مغرب ہوچکی ہے ---- اب تم بھی جاؤ "۔

اس کمسن لڑکے نے اپنے سامنے کھڑی خود سے تین سال چھوٹی لڑکی بچی کو دیکھتے الجھتے کہا --------

دیکھو رار ہم دونوں کھیلتے ہیں میں نے ابھی نہیں جانا"۔اس لڑکی نے اپنی کہیں بار کی" کہ ئی ہوئی ی بات دھرائی ی --------

وائی ٹ لوبیا !!!مجھے تو اب بھوک لگ رہی ہے اسلیئے میں تو جارہا ہوں۔۔۔کھیلتی رہو"
تم اکیلی"۔ وہ اسے جھڑکتے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

!!!"رار"

اس بچی کہ منہ سے اسکا نام نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رار نہیں ابرار"۔"

اسے دیکھتے اپنے نام کی تصیح کروائی ی گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

رار وہ اچھ۔۔اچھے۔۔نن۔۔نہی۔۔نہیں ہیی۔۔ہیں گند۔۔گندے ہیں"۔ اسے دیکھتے"
اٹکتے اٹکتے اپنی تمام تر معصومیت کے ساتھ کہا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہیں کیا۔۔۔؟ کیا بول رہی ہو کون۔۔۔۔۔؟"

ابھی وہ کچھ آگے بولتا کہ ان دونوں کی پشت سے کسی مرد کی آواز آئی ی --------

ارے میری شونی گڑیا تم ابھی تک کھیل رہی ہو---؟ مغرب ہوگ ئی ہے ---- میرا" بچہ چلو اب گھر چلیں---تمہارے دوست بھی تو دیکھو سب چلے گئے---ابرار بیٹے کو "بھی جانا ہوگا اب---ہے نا ابرار بیٹا---؟

سامنے کھڑے تیس سالہ مرد ہولیئے سے گاؤں کے سادہ سے لباس میں ملبوث اس بچی کا ہاتھ پکڑے اپنے پاس گھسٹتے اسے دیکھتے بولا ----------

جی جی انکل---میں بھی جاہی رہا تھا"۔"

وہ کہتا اپنے سامنے کھڑی اس لڑکی بچی کو دیکھتا جسکا ننھا سا گلابی ہاتھ اس تیس سالہ مرد کی مضبوط گرفت میں تھا ---------

اسے ایک پل کو ایسا لگا کہ ایک وحشی کے ہاتھ میں ایک معصوم قید ہوگ ئی ہو

"""" --------

اب ابرار کی براؤن شہد رنگ آنکھیں جیسے ہی ان معصوم ننھی کانچ سی آنکھوں سے ٹکرائی ی کہ ان آنکھوں سے ٹپ ٹپ گرتے موتی گرم سیال کے قطرے ان لرزتی گرتی اٹھتی جنبش کرتی پلکوں میں امنڈتا خوف و ڈر دیکھ۔۔۔اسے جانے انجانے میں اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

،وہ خود کو سنبھالتا جیسے ہی جانے کے لیئے پلٹا کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

!!! "رار"

اسکی ڈرو خوف سے نکلتی سریلی سی آواز میں اسنے اپنا نام سنا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے پکارتے ہی وہ یکدم اسکے جانب مڑا تو ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی تمام تر معصومیت لیئے اسے ہی تکتی جارہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ اپنا سر نا میں ہلاتی آنکھوں میں شکوہ لیئے۔۔۔جیسے کہ کہہ رہی ہو کہ نا جاؤ۔۔۔"وہ اچھے نہیں گندے ہیں۔۔۔گندے ہیں۔۔۔۔ وہ اچھے نہیں ہیں۔۔۔گندے ہیں وہ اچھے نہیں"۔۔۔۔۔۔

"آہ !!!اے میرے مالک مولا۔۔۔"

ابرار گہری نیند سے جاگا تھا اور خواب کے زیر اثر چوڑے سینے پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ مسلتا بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہر بار کی طرح آج بھی اسے اپنے چارو طرف ایک وحشت اترتی محسوس ہورہی تھی ۔ سانس ٹھہر ٹھہر کر آتی گھبراہٹ میں تبدیل ہورہی تھی ۔ جس وجہ سے اسکے شبیع پیشانی پر پسینے کے چند قطرے نمودار ہوگئے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر پڑے کیپ سے ڈھکے گلاس میں موجود پانی کو اٹھاتا اپنے لبوں سے لگا گیا اور ایک ہی جھٹکے میں سارا پانی سینے میں انڈیل لیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب گلاس رکھ خود کے اوپر سے کمفرٹر سائیڈ کر اسنے اپنے پاؤں نیچے بیچھے قالین پہ رکھے جہاں پڑی سلیپرز پہنتا یکدم ہی کھڑا ہوتا کمرے سے باہر نکل گیا ---------

وہ اپنے کمرے میں مصلحہ بیچھائے تہجد کی نماز پڑھنے کے بعد دعا مانگنے میں مشغول تھی

"میرے شہزدے تم کب آئے--؟"

وہ دعا سے فارغ ہوتی اس پہ پھونک مارتی اسکے بال سہلاتی گویا ہوئی ی --------

بس ابھی جب آپ تہجد ادا کر رہی تھیں۔ آپکے کمرے کی لائٹ آن دیکھی تو"

"آگیا--- کیسی ہیں شہزادی آپ--؟

اس نے ویل چیئر پہ بیٹھی گُل کے گھٹنوں سے اپنا سر اٹھاتے اسکے پرنور چہرے کو دیکھتے کہا ----------

"الحمدُ للہ میں ٹھیک شہزادے۔۔۔ تم اس وقت کیا کوئی ی بات ہے جو کہنی ہو۔۔؟"
اسکے خوبصورت چہرے پر چھائی ی اداسی کی رمق محسوس کر بولی --------

"شہزادی سکون کسے کہتے ہیں۔۔؟"
اسے دیکھتے پوچھا -------

" یہ کیسا سوال ہے بھلا۔۔؟"
اسے دیکھتے اپنی آئی برو اچکاتی بولی --------

بتائیں شہزادی"۔"

اپنی بات پہ زور دیتا ضدی بھاری لہجے میں بولا------

وہ جو ابھی اس وقت شہزادے تمہارے شبیع چہرے پر ہے"۔ اسے دیکھتے جواب دیتی"
بولی ----------

نہیں شہزادی اسے بے سکونی کہتے ہیں ۔ سکون وہ ہے جو ابھی اس وقت آپکے پرنور" چہرے پر ہے-----نا کہ میرے"-----اسے دیکھتے اسکی بات کی نفی کرتا سنجیدگی سے بولا --------

"کیا ہوگیا تمہیں؟ شہزادے کیا کہہ رہے ہو--؟ اچھا چھوڑو یہ بتاؤ تم کب آئے--؟"

گُل کو وہ اضطرابی دماغی طور پر کافی الجھا ہوا لگا کہ اسنے بات کو بدلنا چاہا ----------

دو دن پہلے ----ملنے آیا تھا آپ سے لیکن آپ تھراپی کے لیئے گ ئی ہوئی ی تھیں" " ------ اسکے بعد سے آج ملنا ہوا ہے ----- آپ ٹھیک تو ہے نا---؟

اسکے گلابی چہرے کو اپنے ہاتھوں کے پیالے میں لیتا پیار سے دیکھتے ایک بار پھر پوچھا ----------

شہزادے بتایا تو ہے میں بلکل ٹھیک البتہ مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رہے --- بتاؤ"
کیا بات ہے ایسی جو پریشان کررہی ہے تمہیں---؟ "اسے جانچنے والی نگاؤں سے دیکھ
فکرمندانہ نرم لہجے میں بولی ---------

مجھے سکون نہیں ملتا شہزادی ----- بے حد عزیت، بے بس محسوس کرتا ہوں خود کو"
------ تکلیف اس قدر کہ سر پھٹتا ہے ----- مجھے لگتا ہے شاید اللہ تعالی وہ دو
"جہانوں کا رب مجھ سے راضی نہیں--؟

اور تمہیں ایسا کیوں لگتا ہے--؟"اسے کھویا کھویا دیکھ بولی ---------"

"کیونکہ میری کوئی ی دعا قبول نہیں ہوتی۔ "

اسے دیکھ اپنے دونوں ہاتھ دائیں بائیں ویل چیئر پہ ٹھکائے افسوس ،ندامت میں
اپنا سر جھکائے گھمبیر بھاری آواز میں آہستگی سے بولا ---------

میرے شہزادے تم ان خوش نصیب مردوں میں سے ہو جو اس پاک ذات کے"
سامنے اسکی آسائی ش ،قدرت، نعمت،کائی نات کی ہر نئے ابھرتے دن کے ساتھ روزانہ
شکرگزاری کر پانچ وقت اس رب کائی نات کو سجدہ کرتا ہے --------

شہزادے اس رب نے تمہیں اپنے سامنے جھکنے سجدہ کرنے پانچوں وقت کی نمازیں
پڑھنے کی توفیق عطا کی ہے---کیا یہ ثبوت کافی نہیں کہ وہ پاک رب تم سے کتنا پیار کرتا
ہے--؟ وہ پاک رب تو ہم بندوں سے ستر ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرتا ہے

رہی دعا کی قبولیت کی بات تو -------- وہ تو بے زبان جانوروں ،گونگے، بہروں کی بھی
سنتا ہے ----- تو تم نے ایسا کیسے سوچ لیا کہ وہ تمہاری نہیں سنتا--؟ بس ہر دعا
کے پورے ہونے کا وقت مقررہ ہے اور کچھ نہیں --------

اور پھر اگر جائی ز دعا جو تمہارے حق میں بہتر ہوگی تو گویا وہ ضرور ایک نا ایک دن پوری
ہوگی اور اگر ایسی کوئی ی دعا جو کبھی پوری نا ہو تو اسے ہمیں بھول جانا چاہیئے کیونکہ اس
میں رب کی مصلحت ہے-----جسے ہم اُس وقت نہیں جان سکتے لیکن شاید ہمیں

"بعد میں سمجھ آئی ی جاتی ہے کہ۔۔۔۔۔ وہ دعا ہماری بھلا پوری کیوں نا ہوئی ی۔۔؟
اسے دیکھتے سمجھانے والے انداز میں بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہزادی سچ !!!میں خوش نصیب تو ہوں کیونکہ میرے پاس اللہ کا سب سے پیارا تحفہ"
میری پیاری بہن آپ جو موجود ہیں"۔ اسے اپنی پیار سموئی ی آنکھوں سے دیکھ کہتے اسکے
ماتھے پہ عقیدت سے پیار بھرا بوسہ دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

بہرحال !!!میں آپ کے لیئے شہر سے شال لایا تھا میں لے کر آتا ہوں ابھی اپنے روم"
سے"۔

محبت بھرے لہجے میں کہتا کھڑا ہوا اور وہاں سے قدم اپنے کمرے کے جانب بڑھا دیئے
۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یہ دیکھیں کیسی لگی۔۔؟"
پیچھے سے اسکے کندھوں پر شال اڑاتا اسکے سامنے آتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔

بہت اچھی۔۔۔۔بہت پیاری ہے شہزادے"۔"

اسے دل سے پسند آئی ی تھی ۔ ناجانے کیوں گُل کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے

۔۔۔۔۔۔۔

میری شہزادی بہن سے پیاری ہرگز نہیں"۔"

وہ اسکی بھیگی نم آنکھیں دیکھ چکا تھا کہتا اسکی دونوں آنکھوں پہ باری باری مان

اپنائی بت بھرا بوسہ دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا شہزادی اب اجازت دیں اور آپ بھی آرام کریں"۔"

اسے ویل چی ئی ر سے اپنے بھاری بازؤ ں میں اٹھاتا اسے بیڈ پہ بیٹھاتا اس پہ بلیکنٹ

ڈالتا گویا ہوا اور جانے کے لیئے پلٹا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی اسنے بامشکل دو قدم کا فاصلہ طے کیا تھا کہ ۔۔۔۔۔۔۔،

!!!"ابرار شہزادے"

پشت سے اسے گُل کی آواز آئی ی جسکی آواز سنتا وہ پلٹا اور اپنی آئی برو اچکائی ی ۔ جیسے پوچھ رہا ہو کیا ہوا ؟

ادھر آئی یں"۔"

اسے دیکھ بلاتی بولی --------

جسے دیکھ اثبات میں اپنا سر ہلاتا دو قدم کا فاصلہ طے کر اس تک پہنچا اور بیڈ پہ جگہ بناتا بیٹھا ---------

شبہ بخیر !!اللہ تمہاری تمام پریشانیاں دور کرے"۔"

گُل نے اسکے وجہیہ خوبصورت چہرے کو اپنے ہاتھوں میں تھاما اور اسکے ماتھے پہ اپنائیبت عقیدت بھرا بوسہ دیتے کہا --------

شبہ بخیر شہزادی"۔"

وہ بھی پیار سے کہتا اٹھا اور اپنے بھاری قدم اٹھائے دھپ دھپ کرتا وہاں سے نکلتا اپنے کمرے کے جانب چل دیا ---------

جاری ہے---------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 05

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آ"پ نے اپنے اختیارات کا بے حد غلط استعمال کیا ہے جوکہ میرے نزدیک سراسر گناہ ہے"۔

ابرار سکندر خانزادہ اوپر سیڑھیوں سے اپنے قدم دھپ دھپ تیزی سے اٹھاتا نیچے اترتا تھوڑی دور چلتا سامنے بنے بڑے سے عریض و دراز لاؤنج میں شاہ رب نواز سکندر

خانزادہ کو وہاں رکھے شاندار لمبے ٹویسٹر صوفے پہ بیٹھے دیکھ انکے سامنے ٹھہرتا خود انکے بلکل مقابل رکھے صوفے پہ اپنی پروقار وجیہی شخصیت لیئے اپنی ٹانگ پہ ٹانگ چھڑائے بیٹھتا اپنی گھمبیر بھاری آواز میں گویا ہوا --------

میں نے جو کیا ہے لہذا ٹھیک کیا ہے---مجھے مت سکھاؤ کہ کیا گناہ ہے اور کیا ثواب" ---- باپ ہوں تمہارا----- آئے ہو نا سلام نا دعا مجھے لگتا ہے تمیز و تحزیب بھولتے "جارہے ہو تم---؟

شاہ رب نواز مقابل کو دیکھتے سرد سپاٹ لہجے میں غصے کی رمق لیئے بولے --------

اس تمیز و تحزیب کو بعد کے لیئے رکھیں فلحال----آپ نے گناہ ہی نہیں جرم کیا" ہے---- سمجھے آپ---- کیسے آپ نے ایک نابالغ لڑکی کا نکاح اس سے عمر میں کہی سال بڑے بلکے شادی شدہ مرد سے کروادیا؟ آپ کو معلوم بھی ہے اس جرم کی سزہ کیا "ہے--؟

اس نے اپنے گھمبیر بھاری سرد لہجے میں انہیں چبا چبا کر دبے دبے غصے سے دیکھتے کہا ---------

او بس کرو !آگناہ، جرم، سزہ کا باشن سنانا ----- یہاں کوئی ی قانون نہیں ہے" سمجھے---یہاں کا قانون بھی میں ہوں اور رعایا بھی میں۔ "وہ اسے دیکھتے درشتگی سے گویا ہوئے -------

ہمم پھر ایسے اندھے قانون کو زمین کی ساتوں طے کے وسط میں سالم ہی زندہ دفن کر" دینا چاہیئے---کیا خیال ہے آپکا--؟ "وہ بھی انہی کے انداز میں دوبدو گویا ہوا

تم اپنے باپ کو مارنے کی دھمکی دے رہے ہو--؟ یعنی مجھے ہاں بولو "۔ وہ اس کی" بات پہ بھڑکتے اسے دیکھتے بولے -------

نہیں "!میں اس اندھے قانون کی بات کر رہا ہوں جو سالوں سے چلا آرہا ہے اور آج" آپ نے بھی اس گھٹیا بہتی گنگا میں اپنے ہاتھ دھوہی لیئے"۔ وہ انہیں دیکھتا سپاٹ برفیلے لہجے میں بولا -------

میں کیا کرتا اور ہاں--؟ کیا تمہیں نہیں معلوم یہ سالوں پرانا اصول کہ خون کہ بدلے" خون ورنہ قتل کرنے والے مقتول کے خاندان سے اسکی گھر کی بہن بیٹی کو ونی کر لیا جاتا ہے ---- اور میں نے بھی بس وہی فیصلہ کیا جو صیح ہے۔ "وہ اسے دیکھتے تعمل سے گویا ہوئے --------

آپ نے ایک معصوم کی زندگی برباد کردی اور آپ کے نزدیک یہ صیح ہے--؟ "وہ اب" کی بار انکی آنکھوں میں اپنی بھوری شہد رنگ آنکھیں گاڑے نخوت و غصے

سے بولا --------

تم اس سارے معملات سے دور رہو۔۔۔ابھی میں ہوں اس گدی پہ تو تمام حق" میرے پاس محفوظ ہیں۔۔۔جس دن تم ٹھہرائے جاؤ گے اس گدی کے جانشین اس دن سارے فیصلے تمہارے"۔ انہوں نے بات کو ختم کرنا چاہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے کوئی ی دلچسپی نہیں آپکی اس گدی میں یا گدی کا جانشین کہلانے میں ۔۔۔۔۔" اس گدی کا دم آپ ہی بھریں اور آپ کو ہی مبارک۔۔۔۔۔ میں اب اس معاملے کو خود اپنے طریقے سے ہینڈیل کرونگا اور آپ بیچ میں نہیں آئیں گے۔۔۔۔میں کسی معصوم کی زندگی کو نستے نابود نہیں ہونے دوگا سمجھے"۔ اس نے بھرپور اشتیال میں انہیں دیکھتے کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابرار میں فیصلہ کر چکا ہوں۔۔۔اب کچھ بدل نہیں سکتا اسلیئے اپنی اس فضول" کوشش کو یہی چھوڑ دو"۔

اسکی باتوں پہ وہ یکدم ہی تلملاتے غصے سے بولے ۔۔۔۔۔۔۔۔

کون ہیں آپ--؟ ایک عام انسان---خدا نہیں ہیں آپ سمجھے"۔انکی باتوں پہ ٹھہر" ٹھہر کر اشتیال انگیز لہجے میں کہتا وہاں سے نکلتا چلا گیا --------

جسکا مطلب تھا کہ وہ اپنے فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹے گا --------

اسے جاتے دیکھ شاہ رب نواز سکندر خانزادہ کے ماتھے پہ ہلکے سے پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے جو وہ اپنے پہنے کرتے کی جیب سے رومال نکالتے گھبراتے تھوگ نکلتے ماتھا صاف کرگئے تھے ---------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بیٹا یہ سارے کھانے خاص میں نے تمہاری پسند کے بنوائے ہیں--- آئی یں بیٹا" بیٹھیں شروع کریں کھانا"۔

حمیدہ بیگم باہر سے آتے اپنے خوبرو نوجوان بیٹے ابرار سکندر کو اپنی ممتا بھری، پیار سموئی ی، صدقے واری نظروں سے دیکھتی گویا ہوئی یں --------

جانِ والدہ شکریہ ان لوازمات کے لیئے---میں بس ابھی فریش ہوکر آتا ہوں"۔"

وہ انکے قریب آتا انکے ماتھے پہ بوسہ دیتا بولا اور وہاں سے اپنے کمرے کے جانب چلا گیا

ارے بیٹا میں گُل کو بلوانے کسی کو بھیج ہی رہی تھی چلو اچھا ہے تم لے آئے"۔"

وہ ابرار کو گل کے ہمراہ پشت پہ ویل چی ئی ر چلاتے لاتے دیکھ خوش اصلوبی سے دیکھتی بولیں --------

میں نے تمہارے آتے ہی سوچا تھا کہ تمہارے لیئے خاص سے لوزامات تیار کروائی یں" جائی یں ----- مگر بیچ میں غفور کے بیٹے کا انتقال ہوگیا تو اس وجہ سے تم مصروف

ہوگئے۔۔۔۔ویسے بڑا دکھ ہے غفور اور اسکی بیوی کے لیئے پہلا بچہ تھا اور وہ بھی ایسے بیچارا موزی بیماری میں چلاگیا۔۔۔بس وہ پاک زات ان سب کو صبر و جمیل عطا کرے"۔

ان دونوں کو دیکھ کہتیں ڈائینگ ٹیبل کی سامنے رکھی سربراہی کرسی کو چھوڑتی بلکل اسکے برابر والی کرسی پہ بیٹھتی گویا ہوئیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہاں موجود ان دونوں نے انکی باتوں پر تائید کرتے افسوس سے اپنا اپنا سر ہلایا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"شہزادی کیا لینگی آپ ؟"

ابرابر نے اپنے بلکل برابر میں بیٹھی گل کو دیکھتے مہذب پیار بھرے لہجے میں کہا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ بھی کھالونگی۔۔۔میں خود لے لیتی ہوں"۔"

کہتی اسنے اپنے ہاتھ چکن کڑاہی کے آگے بڑھائے ۔۔۔۔۔۔۔۔

میں سرف کرتا ہوں آپ کو"۔"

کہتا جگہ سے کھڑا ہوا کڑاہی کی ڈش اٹھائی ی۔۔۔اسکے سامنے رکھی پلیٹ میں کڑاہی نکالی اور واپس اپنی جگہ پر بیٹھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

چلیں منہ کھولیں"۔"

ابرار نے گل کو دیکھتے کہا ۔۔۔۔۔۔

مگر میں خود ۔۔۔۔۔۔۔،آپ کھا لینا لیکن پہلا نوالا تو بھائی ی کے ہاتھوں سے کھا سکتی ہیں۔۔۔۔وہ خود کھانے پہ اسرار کر رہی تھی کہ وہ اسکی بات کاٹتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جان والدہ آپ بھی کھائی یں"۔"

کہتا پھر ایک بار اپنی جگہ سے اٹھا اور حمیدہ بیگم کے منہ میں نوالا بناتا ڈال گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا آپ بھی نا۔۔۔اچھا چلیں آپ تو شروع کریں کھانا"۔"

حمیدہ بیگم اپنا سر ہلاتی اسکی پیار بھری حرکت کو دیکھ بولیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابرار یہ لو"۔"

گل اسے جگہ پہ بیٹھتے دیکھ نوالا بناتی کہتی اسکے منہ میں ڈال گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اووو ویری ٹیسٹی !!!میں نے اس سے مزے دار کڑاہی اپنی پوری زندگی میں کبھی نہیں"
کھائی ی"۔ اسکے کھلانے پہ اسے دیکھتا اپنی بھاری آواز میں شوخی سے گویا ہوا

۔۔۔۔۔۔۔۔

!"ہاہاہا اچھا۔۔۔"

گل اسکی فرینکس پہ بے ساختہ ہنسی۔۔۔وہ زیادہ کسی سے جلدی سے گھولتا ملتا نہیں
تھا سب اسے ایک مغرور شہزادہ ہی تصور کرتے تھے لیکن ابھی اس وقت وہ اپنی

شہزادی کے لیئے صرف اسکا شہزادہ بھائی ہی تھا۔۔۔جس ہستی کے لیئے وہ کچھ بھی کر گزرنے کا حوصلہ رکھتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہلکے پھلکے ماحول میں سب کھانا کھانے میں مشغول تھے کہ شاہ رب نواز ٹیبل پہ تشریف لائے اور سربراہی کرسی کھینچ کر بیٹھ گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں سورہا تھا تو مجھے اٹھانے کی کسی نے توفیق ہی محسوس نہیں کی "۔ وہ حمیدہ بیگم کو" دیکھتے گویا ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ رب نواز یہاں سے کچھ کلو میٹر دور دوسرے گاؤں گئے ہوئے تھے۔۔۔اس گاؤں میں بھی انہی کا سکہ چلتا تھا۔۔۔وہاں بھی وہی گدی کے جانشین تھے کیونکہ اس ایک مہنے پہلے ہی وہاں کے سرپنچ الطاف وارثی کا اچانک ہارٹ اٹیک سے انتقال ہوگیا تھا۔۔۔جنکے خالیقی حقیقی سے ملنے کے بعد وہاں ایسا کوئی ہی نہیں تھا نا دولت میں اور نا رتبے مرتبے میں کہ وہ اس گاؤں کی سرپنچ حوکومتی گدی کو سنبھال سکے۔۔۔جسے دیکھتے انہوں نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور خود اس گدی کا دعوی کرتے اس گدی کو خریدتے وہاں اس گاؤں کے بھی سرپنچ بن گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور آج بھی وہ دو تین دن بعد وہی سے آئے تھے وہاں بھی انہوں نے ایک وسعی و عریض گھر خرید لیا تھا جہاں وہ جب بھی اکثر و بیشتر جب کوئی ی اہم فیصلہ کرنے جاتے تو وہی ٹھہرتے تھے ----------

انکے آتے کے ساتھ ہی ابرار سے جھڑپ ہوئی ی تھی اور پھر اپنے کمرے میں بند ہوتے سوگئے تھے اور ابھی رات کے نو بجے اٹھے تھے ----------

میں آئی ی تھی آپکو جگانے پر آپ سورہے تھے تو میں نے جگانا مناسب نا سمجھا اور" میں واپس چلی آئی ی"۔ حمیدہ بیگم نے انکی پلیٹ میں کھانا ڈالتے کہا ----------

میرے خیال میں انسان کو خود اپنے اٹھنے اور سونے کا خیال ہونا چاہیئے ناکہ دوسرے" پر ڈیپنڈ کرنا چاہیئے"۔

ابرار نے اپنی نظریں کھانے پہ ہی جمائے نوالا منہ میں لیتے بھاری طنزیہ انداز میں کہا

تمہارا مطلب کیا ہے میں دوسروں پر انحصار کرتا ہوں---؟ کیا میں خود کچھ نہیں کر" سکتا ہاں---؟ "وہ اسے دیکھتے لٹ مار لہجے میں درشتگی سے بولے ----------

میں نے ایسا کب کہا--؟ میں نے تو بس یہ کہا ہے انسان کو اپنی سستی کاہلی کا" خمیازہ دوسروں پر نہیں ڈالنا چاہیئے"۔ابرار نے انہیں دیکھتے کہا ----------

اوو ہووو "!کیا ہوگیا ہے آپ دونوں کو--؟ بھلا کیوں بے مقصد باتیں کررہیں" ہیں---؟ "حمیدہ بیگم نے ان دونوں کو ایک دوسرے پہ فضول جملے برساتے دیکھ اکتائے لہجے میں کہا ----------

سرکار آپکی گاڑی ٹھیک ہوگئی ہے---یہ چابی لے لیں"۔"

آغر اپنی رعب دار وجہی پر سنٹلی لیئے چلتا حویلی کے اندار ڈائیننگ ایریا میں آیا وہاں سب کو کھانا نوش فرماتا شاہ رب نواز کو دیکھ اپنی ازلی گھمبیر بھاری آواز میں بولتے ڈائیننگ ٹیبل پر چابی رکھی ----------

شاہ رب نواز جب آئے تھے تو گاڑی میں کچھ مس ئی لہ ہوگیا تھا جس وجہ سے وہ اللہ اللہ کرکے گھر تک تو پہنچ گئے تھے مگر برا ہوا کہ گھر آتے دروازے کے باہر ہی گاڑی بند پڑگ ئی تھی۔۔۔جس وجہ سے انہوں نے باہر ہی کھڑے آغر جو انکے پیچھے سے سارے بیرونی کام مس ئی لے مسائی ل سنبھالتا تھا اسے دیکھ کار کی چابی دیتے ٹھیک کروانے کو کہا --------

اس دشمن اول کی آواز پہ گل یکدم ہی بھوکلائی ی تھی --------

آؤ آغر کھانا کھاؤ "۔"

ابرار نے اسے دیکھتے کہا --------

نہیں میری اتنی اوقات نہیں ہے کہ مالک ایک ادنیٰ سے نوکر کے ساتھ کھانا کھائے"۔"

وہ بے دھڑک کہتا وہاں موجود اس دوشیزہ پر اپنی سیاہ آنکھیں ٹکائے اسکے چہرے پہ آئے کہی رنگ دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا بکواس کررہا ہے تو۔۔۔؟ تجھے کبھی بھی اس گھر کے فرد سے کم درجہ ملا۔۔۔؟ جو" فضول بک رہا ہے۔۔۔آہ اور بیٹھ کر کھانا کھا"۔ ابرار اسکی بے تکی بات پہ بھڑکا

۔۔۔۔۔۔۔۔

"اوکے" !!!

بے نیازی سے کہتا وہ سامنے والی رو میں کرسی کھینچ کر بلکل گل کے مقابل بیٹھا۔۔۔جسے دیکھ گل نے اپنے منہ سے تھوگ نکلا ۔۔۔۔۔۔۔

"شہزادی آپکے آرٹ ورکینگ کا کیا ہوا۔۔۔؟ "اب آپ جاتی نہیں کلاس لینے۔۔۔؟ " ابرار نے اسے دیکھتے پوچھا ۔۔۔۔۔۔

نہیں میرا دل نہیں کرتا اور ایسی حالت میں بھلا کیسے جاؤں"۔ اسے دیکھتے مایوسی سے" کہا سے بولی -------

بلکل ویسے ہی جیسے پہلے جاتی تھیں"۔"

اسکے معصوم گلابی چہرے کو اپنی طرف کیئے اردگرد اپنے دونوں ہاتھ رکھتے بھاری آواز میں بولا --------

لیکن میں جاہی نہیں سکتی کیونکہ وہ اوپر ہے اور میری جیسی معزور کیسے عبور کریگی"

"وہاں انٹرنس پہ بنی سیڑھیاں؟

وہ ایک بار پھر مایوس ہوتی اپنا چہرہ جکائے نرمی سے بولی یکدم اسکی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی ---------

شہزادی میرا سینہ چاک کرلیں مگر ان قیمتی موتیوں کو باہر آنے سے روکے ---- میں" قطاً برداشت نہیں کرسکتا اپنی شہزادی کے آنکھوں میں یہ گرم سیال"۔ اسنے اسکی آنکھوں پہ باری باری بوسہ دیتے کہا ---------

یہ بھائی ی بہن کا میلو ڈرامہ کب بند ہوگا"۔"

وہ پاس رکھی بریانی کی ٹرے اٹھاتا ایک گہری نظر ان دونوں پر ڈال خود سے مخاطب ہوا اور اپنا سر جھٹکتے کھانے کی جانب متوجہ ہوگیا ---------

آپ میرے قلب میں کہیں بے حد متعبر جگہ پر موجود ہیں شہزادی اور میرا قلب مجھے" اس سے بغاوت کرنے کی اجازت نہیں دیتا---مطلب آپکی تکلیف میرا دل چیرنے کے لیئے کافی ہے---میرا بس چلے تو دنیا کی تمام آسائی ش و خوشیاں سکون آپکی جھولی میں ڈال دوں---آپ جائی یں گی ضرور جائی ینگی جانتا ہوں آرٹ ورکینگ کا شوق آپکے دل کے کتنے قریب ہے---میں خود لے کر جاؤ نگا آپ کو"۔ کہتا اسے اپنے ساتھ لگا گیا

جانتی ہوں شہزادے کہ تم میرے لیئے کچھ بھی کرنے کا حوصلہ رکھتے ہو مگر میں خود" نہیں جانا چاہتی"۔ کہتی ضبط سے اپنے باہر آتے آنسوں کو اندر حلق میں اتار گ ئی

ٹھیک ہے تو پھر آن لائی ن کرلیں۔۔۔بس میں کچھ نہیں سنوگا آپ لے گی کلاس"۔" کہتا اسکے سر پہ پیار مان بھرا بوسہ دیا -----

"!!!! اوکے"

کہتی اس سے الگ ہوتی بیٹھی --------

"!ایکسکیوزمی۔۔۔"

ابرار کی شرٹ کی جیب میں اسکا موبائل رنگ ہوا۔۔۔جسکی آواز جیسے ہی اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی تو گویا اس نے اپنی شرٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال فون نکالا اور فون کی اسکرین پہ ایک انجانا نمبر جگماتے دیکھ فون کو یس کرتے اپنے کان سے لگاتے کسی کو

ڈسٹرب نہ کرتے کہتے چیئر سے اٹھتے اپنے قدم باہر پل کی سائیڈ بڑھا دیئے

وہ بی بی جی آپ نے اپنے کپڑے استری کروانے تھے نا۔۔۔جی وہ دے دیں میں" کردیتی ہوں"۔ ملازمہ وہاں آتی حمیدہ بیگم کو دیکھ بولی -------

ہاں میں تو بھول ہی گئی تھی۔۔۔چلو میں دیتی ہوں نکال کر"۔ وہ کھانا کھاچکی تھیں" یکدم ہی نیپکن سے اپنا ہاتھ منہ صاف کرتی چیئر سے اٹھیں ---------

شاہ رب نواز تو کھانا کھاتے کب کے جا بھی چکے تھے --------

بیٹا اگر تم نے کھالیا ہے تو میں رجو سے کہتی چھوڑوا دیتی ہوں تمہیں۔۔۔ پہلے تمہارے" کمرے میں"۔ حمیدہ بیگم نے گل کو کھانا کھاتے دیکھ نرمی سے کہا ---------

نہیں خانم کھا کر میں خود چلی جاؤ نگی"۔"

اس نے اپنی مخصوص آواز میں کہتے اپنے منہ میں نوالا رکھتے نگلا -------

"اچھا ٹھیک ہے--"

کہتیں وہ کمرے کے جانب چلدیں جن کے پیچھے ملازمہ بھی ہولی ----------

"ششش !!اکڑاہی پاس کریں زرا--"

آغر نے اسے اپنی پلیٹ پہ جھکے دیکھ اپنی بھاری آواز میں کہا -------

لیکن وہ اسکے یہاں ہونے اور اسکی آواز کو اگنور کرتی اپنے کھانے میں مگن رہی---وہ یہاں سے چلی جاتی شاید آدھا پیٹ کھانا کھاکر مگر اسے شے اور ڈھارس اسکے شہزادے بھائی ی کے باعث ملی تھی کہ جب وہ اسکے گرد موجود ہے تو بھلا اسے کس بات کا ڈر --- ایک معمولی سے نوکر سے --------

"بہری ہیں--؟ سنائی ی نہیں آرہی؟"

ایک بار مزید اسے متوجہ کیا گیا---جسے وہ سرے سے پھر نظرانداز کرگ ئی --------

آغر کو اسکا اسطرح خود کو نظرانداز کرنا سلگا گیا تھا -------

اسنے کانٹے کا فوک جوکہ اسکے ہاتھ میں تھا اسے زور دیتے اپنی ہتھیلی تلے دبایا جس وجہ سے اسکے ہاتھ میں خون کی کہیں بوندیں نمایا ہوگئی تھیں ---------

ویسے آپ انہی عورتوں میں سے ہیں نا--؟ جو اپنی بے خبری بے نیازی کے جوہر" دیکھا کر مردوں کو اٹریکٹ و دیوانہ کرتی ہیں----اور پھر کہتیں ہیں کہ مرد بہک گیا"۔

اسے دیکھتے گہری پرکشش گھمبیر تپش دیتے لہجے میں کہا ---------

"کیا بکواس کررہے ہو یہ---؟"

گل خود کے کردار کو نشانہ بناتے دیکھ آغر کی سیاہ آنکھوں میں اپنی گریش آنکھیں گاڑتے طیش و غصے سے بھڑک اٹھی --------

بلکل یہی اٹینشن چاہتا ہوں میں---کیونکہ میری "..Tha't like a my girl ذات کو کوئی ی اگنور کرے یہ مجھے زرا نہیں پسند---گھمبیر سرد لہجے میں اسے دیکھتے باوار کرواتا بولا --------

تم پورے فسائیکو ہو سمجھے---اٹینشن پانے کے خاطر تم نے میرے کردار کو ہی غلط" قرار دے دیا"۔ وہ اسے دیکھتی تھنک کر غصے سے بولی --------

وہ اسکی باتوں کو نظرانداز کرتا اسے اپنی نظروں کے حصار میں لیئے وہاں سامنے چیئر سے اٹھا اور ڈائیننگ ٹیبل سے گھومتا چلتا اس کے قریب ٹھہرتا اسکے برابر والی چیئر گھسیٹ کے تھوڑی ترچی مگر بلکل گل کے مقابل کرتا اس پہ بیٹھا ---------

جسے دیکھ وہ ایک پل کے لیئے لرزتی سہمی، اور اپنی وئیل چیئر کو نا محسوس طریقے سے ہلکا سا اس سے دور کرگئی---اب وہ بس کھانے سے فارغ ہوتی لاسٹ بائیٹ کھانے ہی لگی تھی کہ ،---------

آپکا یہ لرزنا سہمنا کافی بھارہا ہے مجھے"۔"

کہتا وہ اسکے ہاتھ میں پکڑا نوالا جو وہ اپنے منہ کے قریب لے جانے ہی لگی تھی کہ وہ آہستگی سے اسکا گلابی نازک سا ہاتھ کو اپنے بھاری ہاتھ کی گرفت میں لیتا خود کے لیئے بنائے گئے نوالے کو جھٹ سے اپنے منہ میں لے گیا۔۔۔جسکے عمل سے اسکے ہاتھ کی نازک انگلیاں مقابل کے عنابی لبوں سے ٹچ ہوئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی اس بے باک حرکت پہ غصے و شرم سے جھنپتی نخوت سے اپنا ہاتھ جلدی سے پیچھے ہٹاگ ئی ۔۔۔۔ ناجانے کیوں وہ اسکے انداز سے محفوظ ہوا تھا اور لبوں پہ ہلکا سا تبسم پھیلا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کافی پیار و محبت نچاور ہورہا ہے بھائی ی پہ۔۔۔؟ ہم بھی منتظر ہیں آپکی عنایتوں" کے۔۔۔کچھ کرم ہم ناچیز پر بھی کردیجیئے۔۔۔ "اسے دیکھ بولا جسکا اس نے کوئی ی جواب نہیں دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وائی ٹ اور نارینجی کلر کے سوٹ میں اپنا مخملی سراپا لیئے میکپ سے بلکل چہرہ پاک و شفاف، گریش آنکھیں ان پہ اٹھتی بند ہوتی لرزتی گرتی سیاہ بھاڑ پلکیں ،گلابی نین نقوش ، اور کپکپاتے لال کندھاری خون چلکاتے ہونٹ

ایک پل کو وہ اسے واقع دیوانہ کرگ ئی تھی۔۔۔اسے وہ جملہ یاد آیا کہ خوبصورت و زہین عورت ہر طریقے سے مرد کو قابو کرنے اور اسکے حواس سلب کر دینے کی طاقت رکھتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یہ اتنے لال ہونٹ اصلی ہیں آپکے۔۔۔؟"

وہ اپنے پاؤں سے اسکی وی ئی ل چی ئی ر کو پاس کھسکھا کر اپنی طرف کرتا بے خودی میں اسکے نچلے لب پہ اپنا انگھوٹا پھیرتے آنچ دیتے پرتپش لہجے میں گہری سرگوشی کرتا بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔

دور رہو گھٹیا انسان۔۔۔ تم کبھی نہیں سدھر سکتے۔۔۔ اپنی اور میری عمر میں فرق ہی" بھول جاتے ہو اور اپنی ان کمینی گھٹیا ترین حرکات پہ اتر آتے ہو ؟ "وہ اسے دیکھ اسکا ہاتھ جھٹکتی اس پہ غصے سے دھاڑی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ جھٹکنے پہ یکدم ہی اسکی بے خودی ہوا ہوئی ی تھی اور فوراً ہی اپنے ہوش و حواس میں لوٹا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آپکا مطلب ہے کہ ہم عمری میں یہ سب جائز ہے۔۔۔؟ چونکہ آپ میری ہم عمر" نہیں ہیں تو یہ سب حرام ہے۔۔؟ رائٹ۔۔۔ "!وہ بے خبر تھا پر اتنا بھی نہیں کہ اسکی باتیں نہ سمجھ پائے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہر طریقے سے حرام ہے یہ سب۔۔۔بنا کسی مابین رشتے کے سمجھے۔۔۔دفعہ ہوجاؤ" یہاں سے۔۔۔ "وہ ایک بار پھر اشتیال بھرپا لہجے میں بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جانتا ہوں میں۔۔ اب اتنا بھی ننھا نہیں۔۔۔ پورا ہٹا کٹا نوجوان مرد ہوں"۔ کہتا اسے" آگ لگا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پتہ نہیں کیوں آغر کو یہ بے تکی، کم عقلی گفتگو مزہ دے رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

تم مرد نہیں مرد کے بھیس میں بھیڑیا ہو"۔"
اسے دیکھتے نخوت سے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"اچھا حیوانیت !!!جانتی ہیں حیوانیت کیا ہے۔۔۔؟"
اسے دیکھ غصے کی زیادتی سے بولا ۔۔۔۔۔۔۔

وہی جو بھیڑیوں میں کوٹ کوٹ کے بھری ہوتی ہے"۔"
بے ساختہ گل کے منہ سے پھسلا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور میں نہیں چاہتا آپ کو میں اس "بھیڑیا "لفظ سے واقف کرواؤں اسلیئے میں آج" پھر وارننگ دے رہا ہوں۔۔۔۔ لفظوں کا چناؤ دیکھ بھال کر کیا کریں ورنہ مجھے آپ کو بھیڑیاں اور انسانوں میں فرق بتانے میں دیر نہیں لگے گی ۔۔۔ انڈرسٹنڈ " !!!اسے دیکھ آغر نے دبے دبے غصے میں چبا چبا کر کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے غصے بھرے انداز پہ سر سمیگی سے تھوک نکلتی سہمی۔۔۔مگر ہنوز ہی اپنی آنکھیں بے خوف ہوتے اسکی آنکھوں میں گاڑی رکھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں کیا کہیں صاحیب۔۔۔۔"

تم کمال کرتے ہو۔۔۔۔

ان دو نینوں کو روز ہی تم دوچار کرتے ہو"۔۔۔۔۔

اپنے غصے کو کنٹرول کرتا عالم جزب کی حالت میں اسکے چہرے کو تپش دیتی نگاؤں سے دیکھتا گہری بھاری آواز میں گانے کے چند سطر گنگنائے گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔

MAN E AZIZAM

EPISODE # 06

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آغر کے اسطرح خود کو ٹھوٹکی باندھے دلکشی سے تکتے اور گنگاتے دیکھ وہ پزل سی ہوتی تھوگ نکلتی خفت سے اپنی پلکوں کی سیاہ بھاڑ کو جھکا گ ئی --------

"شرما رہی ہیں--؟"

اسکا پلکیں جھکانا آغر کو دنیا کا دلکش ، طلسم شدہ منظر لگا تھا کہتے بے خودی کے عالم میں آہستگی سے آگے بڑھتے اپنے ہاتھ سے اسکی خمدار جھکی پلکوں کو چھوگیا

"کیا بدتمیزی ہے یہ---؟"

وہ تڑک کر اسکی خماری دیکھتی جھجکتی پیچھے ہوتی گویا ہوئی ی -------

شش --- بدتمیزی نہیں !!!آپ کو پیار سے چھوکر متعبر کررہا ہوں۔ "شدت بھرے" بھاری آواز میں کہا --------

تم مجھے متعبر نہیں میلا کر رہے ہو اور یہ--کک--کیا--ہے--؟ "وہ اسکی فضول" گوئی ی کا لڑکڑاتی خود کو کمپوز کرتی سپاٹ لہجے میں جواب دے ہی رہی تھی کہ سامنے بیٹھے آغر کے ہاتھ کی ہتھیلی پر اسکی سرسری سی نظر پڑی ---------

اوو ایمپریسو !!!کیا میری معمولی سی تکلیف، خون کے چند قطرے دیکھ آپکے قلب کو" "ٹھیس پہنچ رہی ہے--؟

اس پہ گہری متبسم نگاہ ڈالتے گھمبیر پرتپش اسکے چہرے کے گلابی نین نقوش کو ازبر کرتے کہا ----------

میری بلا سے تم بھاڑ چولہے میں جاؤ ، تمہاری تکلیف مائی فوٹ۔۔ "برفیلے نخوت" بھرے سپاٹ لہجے میں اپنی آنکھیں اسکی جانب سے پھیرتے بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

---- "I like it افف !!اتنا غرور ؟"

اچانک اس بار تیز جھٹکے سے اسکی وئیل چیئر کو اپنے پاؤں سے الجھاتے یکدم ہی خود کے بہت نزدیک کر اسکے گلابی چہرے پر پھونک ماری ۔۔۔۔۔۔۔۔

"آہ"!!!

یکدم ہی گل کے منہ سے چیخ برآمد ہوئی، اسکی بے دری پہ اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ سنبھلتے اپنی وئیل چیئر کو مضبوطی سے تھاما ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آغر کی گرم جھلسا دینے والی سانسیں اسے اپنے چہرے پہ محسوس ہوئیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دور رہو مجھ سے کھانا کھاؤ اور اپنی یہ گھٹیا شکل گم کرو۔"ایک ایک لفظ چبا چبا کر اسکی حرکت پہ تلملاتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔

پر مقابل بھی بے حد ڈھیٹ ثابت ہوا تھا یا یوں کہو کہ اکول ٹو گوین ٹیک والا معاملہ تھا۔۔۔وہ گل کے نفرت انگیز جملے اور اشیال بھرپا لہجے پہ بھی اسے سامنے بیٹھے پرسکون سا بس ٹرانس کی کیفیت میں دیکھے جارہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی ہٹ ڈھرمی پہ خاکسکار ہوتی رہ گ ئی اور خود ہی وئیل چی ئیر پیچھے کو کرنے لگی لیکن برا ہواکہ مقابل کا پاؤں نیچھے اسکی وئیل چی ئیر میں پھسا ہونے کے باعث وہ ٹس سے مس نہیں ہوسکی۔۔۔وہ اسکے انداز پہ اب خاصی غصے کا شکار ہوتی اسکی جانب سے اپنا منہ مڑ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"بس اتنا ہی دم تھا۔۔۔"

کہتا اپنا بھاری مردانہ ہاتھ اسکے سر پر پہنے ڈوپٹے کے نیچے مقید سلیقے سے بنائے گئے بالوں میں الجھائے اسے آہستگی سے اپنے قریب کھینچتا اسکی گردن میں اپنا چہرہ چھپا گیا اور اسکی بالوں سے اٹھتی دلفریب مہک کو ایک گہرا سانس بھرتے اپنے اندر اتارا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آ"غر"۔

وہ بھوکلاتی اسکی گھنی مونچھوں کی چھبن پہ اسکا نام لے گ ئی --------

پر نکل آئی یں ہیں آپکے---انہیں کاٹنا میں جانتا ہوں---جانتی ہے نا وہ"
کہانی----جس میں پنجرے سے نکلی چڑیا اس سونے کے بڑے سے پنجرے سے
چھٹکارا حاصل کرنے کے لیئے کافی جدوجہد کرتی ہے---مگر افسوس آخر کار وہ اپنے مالک
کی ظالمانہ گرفت میں آہی جاتی ہے اور وہ اسے پکڑتے پھر سے پنجرے میں قید کرلیتا
ہے ---------

بتانے کا مقصد ہے کہ اگر آپکو ایسا لگتا ہے کہ آپکے بھائی ی صاحب کے تھرو آپ خود
کو مجھ سے بچالینگی تو یہ صرف آپکی خام خیالی ہے---یا یوں کہہ سکتے ہیں دن دھاڑے
خواب دیکھنا ----------

وہ کیا ہے ناکہ آپ ہماری طویل سے گ ئی یں تو صنم ہم جان سے جائینگے "۔۔۔۔
گھمبیر والہانہ خمار سے بھرپور دلکش سرگوشی کرتے اپنے دہکتے لبوں سے اسکی کان کی لو
کو چھوگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس بار اسکے جان لیوا دہکتے لمس پہ تڑپتی غصے و شرم سے سرخ ہوتی اسکے سینے پہ
اپنے دونوں گلابی ہاتھوں کا دباؤ دیتی اسے جھٹکے سے پیچھے دکھیل گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں رشتوں کا تقدوس کرنا بلکل نہیں آتا بس انہیں پامال کرنا آتا ہے۔۔۔انتہائی ی
بکواس ، گھٹیا ترین بدکردار مرد ہو تم۔۔ "وہ اچانک حلق کے بل دھاڑی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے لفظِ لقب "بدکردار "پہ آغر کا پارہ ہائی ی ہوا ، اسکے ماتھے کی نسے ابھریں اور جبڑا
تن گیا ، عنابی لب آپس میں پیوست ہوتے سختی سے بھینچ گئے ۔۔۔۔ غصے اور اشتیال
سے اسنے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔۔۔

لیکن جلد خود کو کمپوز کیئے اپنی آنکھیں موند بھاری ہوتے اعصاب کو پرسکون کرنے لگا پھر آنکھیں وا کیں اور ٹیبل پہ رکھے کانچ کے گلاس میں گل کا جھوٹا پانی ہاتھ بڑھا کر اٹھایا اور ایک ہی جھٹکے میں منہ سے لگاتا اپنے جلتے سینے میں اتار گیا۔۔۔وہ جو پہلے اپنے لفظوں پر سہمتی اسے غصے سے ڈرتی تھوگ نکل رہی تھی اب اسکی یہ حرکت دیکھ ششدر تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب وہ گلاس جگہ پہ رکھتا اچانک کھڑا ہوا اپنے عنابی لبوں سے اپنے بھاری ہاتھ کی پشت رگڑتا پانی کی قطرے صاف کرتا ایک آخری نظر اس ظالم حسینا پہ ڈالتے وہاں سے بنا کھانا کھائے نکلتا چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

زرتشہ اوپر چھت الگنی سے سکھ چکے کپڑے اتار کر نیچے سیڑھیاں اترتی آرہی تھی کہ آخری اسٹیپ پہ سامنے سے آتے ازمیر سے تصادم ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ"۔ اسکی چیخ نکلی --------"

وہ لڑکڑا کر زمین بوس ہوتی کہ ازمیر نے یکدم ہی اسے اسکے بازؤں سے سہارا دیتے تھام لیا۔۔۔جس سے اسکی بچت ہوگئی --------

شکر بھائی ی !!مجھے تو لگا میں گرہی جاؤنگی آپ نے بچالیا۔۔۔کہتی اپنے سرخ ہونٹوں" کو اپنے دانتوں تلے دباگئی ---------

وہ سامنے کھڑے پروقار شخصیت لیئے اسکے اردگرد اپنے بھاری ہاتھ رکھے کھڑا تھا۔۔۔اسکی ہر بارکی یہ حرکت مقابل کے نظروں سے چھپی نہیں رہی بلکہ اس معصوم پہ دلکشی سے اپنی متبسم نگاہ ڈالے اسے دیکھنے میں مصروف ہوگیا ایسے کہ اسکے جیسے سارے نین نقوش کو اپنی حدت بھری نگاؤں سے حفظ کرنا چاہتا ہو ---------

"یہی دلنشیں حرکت میں کروں تو۔۔؟"

بے خودی دلکشی میں اپنی دہکتی سانسیں اسکے گلابی چہرے پر چھوڑتے گھمبیرانہ سرگوشی کی ----------

جج--جی"۔"

اسکی بات پہ نا سمجھی سے زرتشہ نے اپنا سر ہلایا ---------

"ان سرخ دلسوز پتیوں سے شرارت--"

کہتے آگے بڑھتے اپنا انگھوٹا اسکے نچلے بھیگے لب پر سہلایا --------

اسکا انداز کچھ عجیب سا تھا جسے محسوس کر وہ ٹھوٹکی اور یکدم گھبراتی جھجکتی کرنٹ کھاتی اس سے جلدی سے پیچھے ہوئی ی ---------

اسکے پیچھے ہونے پہ ازمیر پہ چھایا سارا خمار ایک سکینڈ میں اترا تھا اور آج پھر وہ دو سو والٹ کا جھٹکا کھاکر اس دوشیزہ کے حصار کو توڑ جلدی سے پیچھے ہوا اور اپنا چہرہ اسکے جانب سے مڑ گیا تھا ----------

"سچ--چائے بنادو آپکو---"

اسے دیکھ زرتشہ نے اپنا سر جھٹک کر اسے اپنی میٹھی آواز میں کہا ---------

"!نہیں---"

یک لفظی جواب دیتا اپنے قدم آگے بڑھائے --------

آپ اس ٹائم چائے پینا پسند کرتے ہیں تو اسلیئے پوچھا بنادوں؟ "وہ ایک بار مزید"
اسے دیکھتی کہہ گئی -------

اکثر وہ رات کے دس یا گیارہ بجے چائے پیتے اپنا کام کرتا تھا جسکا ہمیشہ ہی وہ لاؤنج میں اپنے کالج کی اسائی منٹ بناتی یا ٹیسٹ یاد کرتی زرتشہ سے کہتے چائے بنواتا تھا اور زرتشہ کو لگا شاید وہ چائے کا کہنے ہی آیا ہے ----------

کہا نا نہیں !!ایک بار کی بات سمجھ نہیں آتی"۔"

وہ پلٹتے اسے غصے سے دیکھ بولا ---------

اسکے انداز و اعطوار پہ وہ معصوم سہمتی لرزی ---------

آئی بندہ میرے سامنے آنے سے گریز برتنا تم"۔"

کہتے وہاں سے ریشمہ بیگم کے کمرے کا رخ کر گیا ----------

نجانے مجھ سے ایسی کیا غلطی ہوگ ئی"۔۔"

خود سے ہمکلام ہوتی۔۔۔آنکھوں سے گرم سیال کا قطرہ اچانک ہی ٹوٹ کر سرخ رخسار پر گرا ----------

زرتشہ ابھی تک اسکے دلخراش جملے کے زیر اثر کھڑی تھی جبکہ وہ جا بھی چکا تھا

بیٹا میں بیمار رہنے لگی ہوں زندگی کا کوئی ی بھروسہ نہیں کہ کب رب کا بلاوا آجائے

امی !!کیا کہہ رہی ہیں ؟؟ کچھ نہیں ہوگا آپ کو سمجھی آپ "ازمیر انہیں بیچ میں ہی" ٹوک گیا --------

بس اب خواہش اتنی ہے کہ اپنے پوتہ یا پوتی کو اپنی گود میں کھلانا چاہتی ہوں"۔ وہ مزید" بولیں ---------

امی یہ تو رب کے ہاتھوں میں ہے"۔"

انہیں دیکھتے بھاری آواز میں مگر نرمی سے بولا --------

،امی میں کہہ رہا تھا --------

اسنے بات بدلتے تہمید باندھی -------

"کہ زرتشہ کے لیئے ہمیں اب رشتہ دیکھنا چاہیئے---

بھاری لہجے میں انہیں دیکھ کہا --------

لیکن بیٹا ابھی زرتشہ پڑھ رہی ہے اور ابھی اسکی عمر ہی کیا ہے جو اسے کسی رشتے میں" باندھ دیں"۔

ریشمہ بیگم اپنے برابر میں بیٹھے بیڈ پر خوبرو بیٹے کو دیکھ بولیں ----------

امی بالغ ہے وہ اور مجھے لگتا ہے یہ سہی عمر ہے اسکی شادی کی"۔ اسکا یہ جملہ بولنا" تھا کہ کمرے میں آتی زرتشہ وہی کی وہی رک گ ئی --------

!!!"مگر بیٹا"

ریشمہ بیگم نے اسکی بات کی تردید کرنی چاہی ---------

اگر مگر کچھ نہیں بس یہی ٹھیک ہے۔۔۔آپ آرام کریں۔۔۔میں چلتا ہوں"۔ بنا"
کوئی ی بھی انکی بات سنے وہ انکے سر پر پیار بھرا بوسہ دیتا ان پر بلینکٹ ٹھیک کرتا
باہر نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے جیسے ہی اپنے قدم باہر رکھے تو گویا دم سادھے زرتشہ کو کھڑا پایا۔۔۔اسکی بھیگی
معتروم آنکھیں دیکھ اسکے دل میں ایک ہونک سی اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

بوجھ ہوں آپ پر تو صاف صاف کہہ دیں چلی جاتی ہوں یہاں سے "۔ مقابل کو بنا"
دیکھے کسی بھی تاثر جزبات سے بلکل عاری ہوتے کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زر ایسا کچھ نہیں ہے"۔"

ازمیر اسے تڑپتے دیکھ بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

پہلے بھی میں نے کہا تھا مجھے ہاسٹل چھوڑوا دیں میں وہی رہ لونگی۔۔۔لاکھوں لڑکیاں"
رہتی ہیں گویا میں بھی رہ لونگی"۔ اسکے حلق میں رونے کا باعث ایک گلٹی سی ابھری
تھی لیکن تائی امی کے اسرار پہ میں رک گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھو زر شادی ہر لڑکی کی ہوتی ہے تو بس تمہاری بھی ہوجانی چاہیئے"۔ اسے دیکھتے"
نظریں چراتے سنجیدگی سے کہا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آپ ہوتے کون ہیں یہ فیصلہ کرنے والے۔۔۔؟"

وہ اس بار اس پر اپنی ایک اچٹتی نظر ڈال خائف سے روہانسی ہوتی بولی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر تم نے ہمیں اپنا کبھی بھی مانا ہے زر تو لہذا تمہیں پھر اس فیصلے سے اختلاف"
ہرگز نہیں ہونا چاہیئے"۔ سپاٹ لہجے میں کہتے ہنوز ہی اپنی نظریں نیچے رکھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یوں کہے ازمیر صاحب کہ مجھ جیسی یتیم بے سہارا لڑکی کو آپ لوگوں نے سہارا دیتے" یہاں رکھا تو گویا اسکی قیمت ادا کرنے کا وقت آگیا ہے---؟ "دلخراش سپاٹ سرد لہجے میں بولتی اسے شاکڈ کرگئی ----------

!!!"زر----"

ازمیر نے اسکی فضول گوئی ی پہ اپنی آنکھیں اسکی سیاہ آنکھوں میں گاڑتے غصے و طیش سے اسکا نام لیا ---------

تم اتنا برا سوچتی ہوں ہمارے بارے میں"۔"

ایک پل کو ازمیر کو اسکی صاف سفاک جملوں پر دل کیا اسے ایک لگادے

مجبور آپ نے کیا ہے"۔"

اپنے ڈوبتے دل کے ساتھ سیدھا صاف جواب دیتی بولی ---------

اور امی کے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔؟ "کیا انہیں لیکر بھی تمہاری یہی سوچ" ہے۔۔۔؟ "اسے دیکھتے سرد سنجیدگی سے گھمبیر لہجے میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ میری کل کائی نات ہیں انکے بغیر میں کچھ نہیں"۔"

کہتی وہاں سے پلٹتی اندر گھر میں کہی غائب ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پیچھے ازمیر اسکی باتوں پر ماتھے پر بل ڈالے اسکی پشت دیکھتا رہ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

تیز بخار میں تپتے اسکا گلابی چہرہ سرخ انگارہ ہورہا تھا سر اور جسم میں بخار کے باعث درد کی شدت اس قدر تھی کہ نرم و گداز بستر سے اٹھنا اسے مُحال لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اے میرے پروردگار مجھ میں ہمت بخش کہ میں اٹھ سکوں۔۔۔ "گریش آنکھوں میں" پانی کے قطرے نمودار ہوتے اسکے گلابی چہرے کو بگھو گئے ۔ جب اسکے منہ سے بے بسی میں بے ساختہ اپنے رب کے دربار میں التجا جاری ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اے منحوس ماری اٹھ !!کیا بستر ہی تھوڑتی رہی گی--؟ "اس صنف نازک کے کان" میں مامی کے کاٹدار جملے بازگشت ہوئے ---------

اس بیچاری نے ڈرو خوف کے باعث جلدی جلدی سے بستر سے اٹھنا چاہا مگر وہ ناکام ہوئی ی---اس میں اتنی بھی ساخت نہیں تھی کہ وہ اٹھ کر اپنی جگہ پر ہی بیٹھ جائے ---------

اپنی خستہ بکھری خراب حالت پہ بے ساختہ اسکے منہ سے سسکی نکلتی معدوم ہوئی ی--لیکن اپنی حالت کی پرواہ نہ کرتے وہ اپنی پوری ہمت یکجا کرتی بستر پر اٹھ کر بیٹھ ہی گ ئی---

"اے کمبخت !!آج ناشتہ دے گی بھی یا نہیں---؟"

مامی کی دل چیرتی آواز ایک بار پھر اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی ---------

اس بار انکی آواز پہ اسے خود کے بے یارو مددگار ، بے سہارا ہونے پر ترس آیا تھا

آنا فانا جیسے تیسے بستر سمیٹتی لڑکڑاتی کھڑی ہوئی ی ---

جاری ہے---

MAN E AZIZAM

EPISODE # 07

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

سردیوں کی شروعات تھی چونکہ صبح کا وقت تھا تو سردی کی شدت میں بھی زیادہ اضافہ ہوگیا تھا۔۔۔جس وجہ سے اس معصوم کے پورے جسم میں سردی کی سرد ٹھنڈی ہوا چیرتی سماتی اس پر کپکاہٹ طاری کردے رہی تھی اوپر سے بخار کی شدت اسے سنبھلنے نہیں دے رہی تھی ---

تمہیں معلوم ہے نا--؟ کس قدر محبت کرتا ہوں میں تم سے--؟ "موبائل کی دوسری" جانب سے مردانہ گھمبیر بھاری آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی ---------

"ہاں میں جانتی ہوں--"

مقابل کے جملے پر اپنی سریلی میٹھی آواز میں جواب دیا گیا ----------

تو پھر تم مجھ سے ملتی کیوں نہیں--؟ یا مجھ پر اعتبار نہیں ہے تمہیں--؟ "مخصوص" بھاری لہجے میں سوالیہ کہا گیا --------

غلط سمجھ رہے ہو تم خود کی ذات سے پہلے تم پر اور تمہاری ذات پر بھروسہ ہے"۔" مقابل کی غلط فہمی کو دور کرتے جلدی جلدی کہا گیا ---------

"لہذا مجھے نہیں لگتا--؟"

اسکی بات کی تردید کرتے گھمبیر لہجے میں بولا --------

تو ایسا کیا کروں کہ تم مجھ پر بھروسہ کرلو۔۔۔؟ "سامنے والے کی بے اعتباری کے زیر" اثر جھٹ سے بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باہر ملو مجھ سے آکر میں بس ایک بار تم سے ملنے کا خواہشمند ہوں اور ہم نے تو پوری" زندگی ایک دوسرے کے دکھ سکھ بانٹنے کے وعدے کیئے یعنی شادی کرنے کے تو پھر مجھ سے ملنے میں آخر کیا قباعت ہے۔۔؟ "مقابل نے سنجیدگی سے کہتے اسے راضی کرنا چاہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے میں آؤنگی تم سے ملنے اب رکھو بھی موبائل ہم رات سے فون پہ محو گفتگو" ہیں"۔ پیار بھرے انداز میں اپنی سریلی آواز میں کہتی سر ہلاتی مسکرائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔

تم ہر بار مکر جاتی ہو "۔"

مقابل فون رکھنے سے پہلے لبوں پر شکوہ لاتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں !!اس بار نہیں مکرو گی"۔"

کہتے پھر اسکے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے ---------

مامی بلا رہی ہیں اٹھ جاؤ ناشتہ کرلو"۔"

کنزیش اس چھوٹے سے مگر نفاست سے سمٹے کمرے میں آتی رائمہ کو رضائی ی میں لیٹا دیکھ بولی --------

اس کی آواز پہ رائمہ کے نازک گلابی ہاتھ سے بے ساختہ رضائی ی کے اندر سے موبائل چھوٹتے چھوٹتے بچا تھا جسے بروقت وہ نامحسوس طریقے سے سنبھال گ ئی

آرہی ہوں"۔"

کہتی رضائی ی خود کے وجود سے ہٹائی ی --------

،کنزیش خود کو سنبھالتی جانے کے لیئے وہاں سے پلٹی ہی تھی کہ --------

اووو میڈم !!آئی ندہ دروازہ بجانے کی زحمت کرلینا پھر آنا سمجھی ۔ "وہ اپنے کمرے کے" لکڑی کا دو پٹ کا دروازہ جوکہ ادھ کھلا تھا اسے جاتے دیکھ اسکی پشت کو گھورتی تنک کر نخوت بھرے لہجے میں گویا ہوئی ی ---------

جسکی بات سنتے وہ بنا پلٹے اپنا سر اثبات میں ہلاتی وہاں سے اپنے نازک قدم آہستہ آہستہ اٹھاتی چلی گ ئی کیونکہ وہی جانتی تھی کہ وہ اپنی خراب ہوتی حالت میں بامشکل اپنے پیروں پر کیسے وزن ڈالے کھڑی ہے اور نجانے کیسے اس نے آج ان سب کے لیئے ناشتہ بنایا ہے ---------

دھی زرا اپنے ابا کے کپڑے تو استری کردے "۔"

اپنی بیٹی کو پاس بیٹھے ناشتہ کرتے دیکھ وہ پیار سموئے لہجے میں بولیں --------

مورے مجھ سے تو نہیں ہوتی یہ کمبخت استری۔۔۔اسی کرم جلی سے کروا یہ کام"۔ وہ" باہر بچھی چارپائ ی پر بیٹھی نیچھے سردی کی شدت کو کم کرنے کے لیئے لگائ ی گ ئ

آگ کے بھڑکتے شعلوں پر ایک ہاتھ سیکتی دوسرے سے منہ میں نوالا نگلتی باہر ہی کچے مٹی کے برآمدے میں بنا چھوٹا سے مٹی کے کچن میں صفائی ی کرتی وہ کنزیش کو دیکھ تڑک کر بولی --------

"دھی وہ صفائی ی کر رہی ہے جا توں کردے تیرے ابا حویلی جائی پنگے--- جا شباش۔" اسے پچکارتے محبت سے دیکھتے بولیں --------

آج زیادہ ترس نہیں آرہا تجھے مورے اس منحوس ماری پہ۔ "لٹ مار لہجے میں انہیں" دیکھتی بھڑکی -------

شریف احمد کنزیش کے ماموں گاؤں میں ابرار سکندر خانزادہ کی حویلی میں چھوٹے موٹے کام کیا کرتے تھے جنکی انہیں اچھی تنخواہ بھی مہیا کی جاتی تھی ----------

مورے تجھے اپنی اکلوتی سوہنڑی اولاد کی زرا پرواہ نہیں ہے۔۔۔ مجھ سے زیادہ تجھے اب" وہ عزیز ہورہی ہے۔۔۔ اونہہ "!!لاڈ سے انکے گلے میں اپنے ہاتھ ڈال مسنوئی ی ناراضگی سے مزید بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دھی توں تو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔۔۔میرے جگر کا ٹکرا ہے۔۔۔ تجھ سے اہم" کوئی ی نہیں ہے میرے لیئے "۔۔۔ اسکے خوبصورت چہرے پر اپنے ضعیف لرزتے ہاتھ پھیرتے پیار سے ممتا بھری نگاؤں سے دیکھتے کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا چل چھوڑ میں اسی سے کرواتی ہوں استری"۔"

انکا یہ جملہ بولنا تھا کہ رائی مہ کو لگا تیر بلکل صیح نشانے پہ لگا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

اوو مورے !!تو دنیا کی سب سے اچھی ماں ہے"۔"

کہتی انکے دائیں گال پہ جھٹ سے بوسہ دے گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اے منحوس مجھے چائے تو پکڑا زرا"۔۔۔۔۔۔۔۔"

جج---جی--مامی لل--لائی ی"۔"

کنزیش لڑکڑاتی اپنی مخصوص سریلی آواز میں نرمی سے کیچن سے ہی بولی --------

یہ لل--لیں"۔"

کہتی انہیں چائے کا پیالہ پکڑانا چاہا کہ اسکی خراب حالت کے زیر اثر اسکے ہاتھ کپکپائے ---جس کے باعث ہاتھ سے چائے کا گرم پیالہ زمین پہ گرتا نیچے کچے برامدے میں اپنے نقش و نگار چھوڑ گیا --------

آہ-- سسی "-------"

جیسے ہی ہاتھ سے کپ چھوٹا تو اسکا ہاتھ تو جلا لیکن وہی چائے کے چند قطرے مامی کے ہاتھ پہ بھی پڑے جس کے بعد اسکی اور مامی کی ساتھ ساتھ ہی چیخ اور سسکی برآمد ہوئی ی ----------

جسے دیکھ یکدم ہی خوفزدہ سی پیچھے ہوتی کھڑی ہوئی ی --------

اے کمینی کیا توں ازیت ہی دینے کے لیئے پیدا ہوئی ہے۔۔؟ جلا دیا کمبخت مجھے"
۔ اس بیچاری کو کڑوی، کسیلی سلوتیں سناتی بدعائیں دینے لگیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

رائمہ تو روز بروز کا یہ ڈرامہ دیکھ بور ہوتی اپنا سر جھٹکتی ناشتے کے جانب دوبارہ متوجہ ہوگئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مم۔۔ ممی۔۔ غل۔۔۔ غلطی سس۔۔سے۔۔ہ۔۔ہوگیا"۔"

انہیں دیکھتے خود کے لرزتے کپکپاتے وجود پہ اپنے دونوں نازک ہاتھ باندھتی آنکھوں میں ڈر لیئے تھوک نگلتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رک منحوس ادھر آ۔۔۔تجھے میں بتاؤں"۔"

وہ چارپائی سے اٹھتی اس معصوم کے چوٹی میں مقید ریشمی بال اپنی ظالم ہاتھ کی گرفت میں پکڑتی جھٹکا دیتیں اسے خود سے دور زمین پہ پھینکتی طیش و غصے سے پنکاری

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"!!!آہ"

اسکی وحشت ناک چیخ نکلی اور پیچھے لڑاکڑاتی وہ الٹی پشت لیئے زمین بوس ہوگ ئی

اے اٹھ دفعہ ہوجا اپنی زلیل شکل لیکر"۔"

چارپائی ی پہ واپس بیٹھتی وہ اسے دیکھتی دھاڑی -------

اس کلموہی کو کیا ہوا ؟ آئے دیکھ تو دھی"۔"

اسے بنا کوئی ی حرکت کیئے بے سود پڑھا دیکھ وہ رائی مہ کو دیکھ بولیں ---------

مورے اسے تو بہت تیز بخار ہے بلکل کسی شعلے کی طرح جل رہی ہے-- "رائی مہ'

نے جیسے ہی چارپائی ی سے کھڑی ہوتے آگے بڑھتے نیچھے زمین بوس ہوئی ی کنزیش کو

بازو سے پکڑ کر سیدھا کرنا چاہا تو اسے ایسا لگا اسنے دہکتا انگارہ چھولیا ہو ---- وہ متفکر

ہوتی اپنی ماں کو دیکھ سنجیدگی سے گویا ہوئی ی ----------

"اماں مجھے تو لگتا ہے اسے ہمیں جلد ہی پاس قریبی ڈاکٹر کے لیکر جانا چاہیئے ورنہ بخار اتنا ہے کہ کہیں مر مارا گ ئی تو ؟"

آئے ہائے !!دھی توں تے چپ ہی کر اور چل اسے اٹھا جلدی ۔اسے دیکھ جھڑکا

"مورے مجھ سے تو نہیں اٹھے گی ۔۔۔آ تو بھی تھوڑا سہارا لگا "۔ انہیں دیکھتے اپنا سر ہلاتے کہتے انہیں پاس بلاتی بولی ----------

"مورے یہ بے ہوش نہیں ہے۔۔۔۔ہوش میں ہے۔۔۔ بس جسم میں قوت و طاقت نہ ہوتے اٹھ نہیں پارہی ہے"۔ اسکے معصوم گلابی چہرے کو بخار کی شدت سے جلتا اسکی بند ہوتی کھلتی گریش آنکھوں کو دیکھ وہ جھٹ سے بولی --------

"تبصرے بند کر اٹھا اِسے"۔

اسے ایک بار پھر جھڑکتی کنزیش کو رائی مہ کے ساتھ ملکر اٹھانے لگیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

افسوس ہے مجھے تم پہ بے دھڑک ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیئے تھا۔ "ازمیر کمرے کے" دروازے کی نوب گھما کر دروازہ وا کرتا جوتوں میں مقید بھاری پاؤں اندر رکھتا اپنی پروقار چال چلتا ڈریسنگ مرر کے سامنے اپنا توانا چوڑا وجود لیئے کھڑا ہوا اور مرر سے آج ہی اپنے میکے سے آئی ی زینیہ کو کمرے میں بیڈ پہ موبائل یوز کرتے دیکھ اپنی مخصوص آواز میں گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوو !!ہو ہی گیا آخر کار تمہیں اپنی غلطی کا احساس"۔"

تنک کر اسے بنا دیکھے تنزیہ لہجے میں بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

زینیہ میں اپنی بات پہ اب بھی قائم ہوں سمجھی اور آئندہ کے لیئے خیال کرنا کہ منہ"
اٹھا کر پیر پھٹکتے ہر بار میکے نہ پہنچ جایا کرو میری اجازت لیکر جایا کرو جہاں بھی جانا ہو
"!! تمہیں۔۔۔انڈرسٹنڈ

وہ اپنے ہاتھ سے گھڑی اتارتا نیچے ٹیبل پہ رکھتا اسے سامنے جوں کہ توں موبائل میں ہی
مصروف دیکھ سپاٹ لہجے میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسٹ شٹ آپ !!اب کہی بھی جانے کے لیئے مجھے تم سے اجازت لینی ہوگی تم"
بھی کسی ٹیپکل مرد سے کم نہیں"۔
وہ اسکی باتوں پہ بھڑکی ۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہیں زینیہ یہ تک نہیں معلوم کہ شوہر کیا درجہ و مقام رکھتا ہے ؟ اس سے کس لہجے
میں اور کس طرح سے ہمکلام ہونا چاہیئے ؟

ہاں !!تمہیں میری اجازت درکار ہے اور تمہیں لینی ہوگی شادی کے پہلے دن سے"
تمہاری یہی حالت ہے کہ منہ اٹھایا چلتی بنی تمہاری میں نے حد سے زیادہ ہٹ دھرمی
اور بدتمیزیاں برداشت کی ہیں ۔۔۔۔۔۔کہتے کہتے رکا اور ایک گہری سانس بھری

۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر تمہیں میرے ساتھ رہنا ہے تو تمہیں خود کو سدھارنا ہوگا ۔۔۔گوٹ اٹ "!!سرد برفیلے
سپاٹ لہجے میں اسے باوار کرواتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

میری زندگی میرے اصول اور میری مرضی !!مجھے اس میں کسی کی بھی مداخلت نہیں"
پسند سمجھے۔۔۔ اونہہ !!پتہ نہیں مرتے مرتے میری ماں نے مجھے کس جائی ل
انسان سے بیاہ دیا خود تو چلی گ ئی اور اسے میرے متھے مار دیا "۔
نخوت سے کہتی بدتمیزی کی ہر حد پار کرتی بیڈ سے اٹھی غصے سے اپنا موبائل بیڈ پر
پھینک طیش سے پیر پٹکتی چلتی جاتی واشروم میں بند ہوگ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کم سے کم اپنی مری ہوئی ماں کو تو بخش دو"۔"

سرد پتھریلے تاثرات لیئے وہ واشروم میں بند ہوتی زینیہ کی پشت دیکھتا بولا ---------

اندر اسکا جملہ سنتی زینیہ غصے سے تپ اٹھی تھی ---------

وہ واشروم سے فارغ ہوتی باہر کمرے میں آئی ی اور اپنے قدم اٹھاتی ڈریسنگ تک پہنچی جہاں ازمیر اپنا لمبا چوڑا وجود لیئے مرر کے سامنے کھڑا تھا اسے اگنور کر ڈریسنگ سے اسکن لوشن اٹھائے دوبارہ بیڈ پر بیٹھی اور لوشن کو اپنے مخملی نازک ہاتھ میں لیتی لگانے لگی

وہ اسے دیکھ افسوس میں سر ہلاتا اپنی پہنی وائی ٹ شرٹ دونوں ہاتھوں کے ایک ایک کر کے کف اوپر کرگیا اور زینیہ اور اسکے درمیان دو سے تین قدم کا فاصلہ سمیٹتے چل کر آتا بیڈ پر بیٹھا ---------

خود سے کچھ دوری پر بیٹھی اپنی بیوی زینیہ پر گردن ترچی کر کے ایک نگاہ ڈالی اور پھر ہنوز ہی نظر نیچھے اپنے پیروں میں مقید بلیک شوز پر جنہیں دیکھ وہ اپنے ہاتھ سے اتارتا اپنے پیر آزاد کرنے لگا ---------

کچھ لمحے یونہی خاموشی سے سرکنے کے بعد پھر کچھ توقف کے بعد بولا ----------

زینیہ دیکھو سارے اختلافات ہمارے یک طرف ----میں ہماری شادی شدہ زندگی کو" ان فضول ناچاکیوں کے باعث خراب ہرگز نہیں کرنا چاہتا بلکہ اسے ایک کامیاب خوشحال شادی شدہ زندگی بنانا چاہتا ہوں---میں جانتا ہوں ہماری شادی ایک دوسرے کی مرضی کے خلاف ہوئی ی ہے ----------

اس رشتے میں جہاں تمہاری غلطیاں ہیں تو کہیں بے تحاشہ مجھ سے بھی غلطیاں ہوئی یں ہیں---میں ہماری اذدواجی زندگی کی ن ئی شرعاوت کرنا چاہتا ہوں-----جس میں مجھے تمہارا ساتھ چاہیئے---کیا ہم سب کچھ بھول کر ایک پیارے ازدواجی جوڑے کی طرح ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک سے پیش نہیں آسکتے ؟

شادی کو ہوئے ہماری چھ مہنے ہوگئے ہیں اور اسی روز سے ہم ایک دوسرے پر بس بے بنیاد تہمتیں ہی لگاتے آرہے ہیں؟

شاید ہم دونوں نے ایک دوسرے کو سمجھنے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی۔۔۔میں تمہیں جاننا چاہتا ہوں، سمجھنا چاہتا ہوں اور یہی امید میں تم سے بھی کرتا ہوں کہ تم مجھے بھی سمجھو ہمارے ماہ بین قائم پاکیزہ رشتے کی نزاکات کو حقوق و فرائض کو سمجھو جانو

مجھے نہیں معلوم کہ میں تمہیں صیح سے سمجھا بھی پایا ہوں یا نہیں ؟ بٹ آئی ہوپ !!تم سمجھ چکی ہوگی کہ میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں ؟ "ازمیر اسکی جانب ہوتا اسکے دونوں گلابی نرم ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں کی گرفت میں لیتا اسے دیکھتا سنجیدگی مگر نرمی سے گویا ہوا ----------

لیکن اسکے کوئی ی بھی رسپانس نہ کرنے اور چہرہ مغروریت سے دوسری جانب کیئے رکھنے پہ وہ اب اپنا گہرہ سانس بھر کے رہ گیا ---------

"اوکے ٹھیک ہے تو میں ہمارا بے بی چاہتا ہوں--"

اسکی اسی طرح بے رخی کو دیکھ صاف گوئی ی سے کہہ گیا --------

کیا ؟؟؟ لیکن میں ابھی تیار نہیں ہوں"۔"

اسے دیکھ سرے سے انکار کرتے اپنے دونوں ہاتھ جھٹکے سے چھوڑوا گ ئی ---------

میں یہ شادی کے دنوں سے اب تک سنتا آرہا ہوں اب میں تمہیں مزید وقت نہیں" دے سکتا--- "سپاٹ لہجے میں اسکی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑتے بولا

میں ابھی جاب کرنا چاہتی ہوں اگر بچہ ہوجائے گا تو بھلا کیسے سب ہنڈیل کرسکوں گی"۔"

مطلب کیا ہے تمہارا ؟ کیسی جاب کہاں کی جاب ؟ جب میں کمارہا ہوں تو تمہیں جاب" کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی ی؟ بولو ؟؟؟ سرد ٹھٹھرتے لہجے میں سوالیہ نگاؤں سے اسے دیکھ پوچھا ----------

بس میں کرنا چاہتی ہوں ----خاصی پڑی لکھی ہوں اور جہاں سے مجھے آفر آئی ی ہے" وہاں ایک بار جاب کرنا میرا خواب ہے کیونکہ وہ ایک بڑی وسیع ملٹی نیشنل کمپنی ہے جہاں بہت مشکلوں سے چند لوگوں میں سے کچھ گنے چنے لوگ ہائی یر کیئے جاتے ہیں اور میں ان گنے چنے لوگوں میں سے ایک ہوں---میں انٹر ویو میں سلیکٹ ہوچکی ہوں--بس کل سے جوائی ینگ ہے "۔ وہ چہرے پر خوشی کے تاثرات لیئے اسے دیکھتی گویا ہوئی ی ----------

ازمیز کو کوئی ی جھٹکا یا شاک نہیں لگا تھا کہ اس نے کب انٹرویو دیا جاکر اور کب نہیں ؟ وہ جانتا تھا کہ زینیہ کو اپنی زات کے علاوہ واقعی کچھ عزیز نہیں ہے ----------

تمہارا دماغ خراب ہوگیا؟ کس چیز کی کمی و بیشی ہے تمہیں ؟ کھانے کو نہیں مل رہا ؟" پہننے کو نہیں مل رہا یا تمہاری خواہشات پوری نہیں کررہا یا تمہیں تمہارا حق خرچا نہیں

دے رہا۔۔۔بتاؤ میں کیا نہیں کررہا ؟ اسکی آنکھوں میں دیکھ سپاٹ غصیلے لہجے میں بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔

کب کہا میں نے ایسا کہ تم میرے اخراجات یا ضروری چیزیں پوری نہیں کررہے ؟ مگر" وہ سب اپنی جگہ مجھے اس کمپنی میں جاب کرنی ہے کیونکہ یہ میرا خواب ہے جسے میں ہر حال میں پورا کرکے رہوگی سمجھے تم "وہ اسے دیکھتی دوبدو جواب دیتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم نے کم شوشے چھوڑے ہیں پیچھے ہاں؟ کبھی کچھ کبھی کچھ ۔۔۔۔اب تو مجھے یاد بھی" نہیں۔ اس نے اپنے بھاری انگھوٹے سے ماتھا مسلا ۔۔۔۔۔۔۔

اور اب یہ جاب کرنے کا نیا شوشہ۔۔۔۔ویل آل رائٹ !!ٹھیک ہے کرو تم جاب لیکن یاد رکھو صرف اسی صورت جب تم میری باتوں پر حامی بھرتی ہو ۔۔۔ یعنی بے بی کے لیئے"۔

وہ اسے دیکھتا چہرے پر بنا کوئی ی تاثرات سجائے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوکے فائن !!پر میں پہلے دو ماہ اس کمپنی کو جوائن کروگی ، پھر سوچوگی اس بارے" میں۔ "کہتی اپنا سانس باہر خارج کرتی بیڈ پر پڑے موبائل کو آگے بڑھ اٹھاتی اس میں گم ہوگئی ---------

سنا تھا عورت پیار و محبت کی مٹی سے گوندھا گیا ایک نایاب ہیرا ہے جس سے دو بول پیار کے بولو تو گویا اسکی تمام تھکن اتر جاتی ہے اور پھر دوبارہ وہ ہری بھری ہوتی بے حال -------- حال میں بھی اس طرح مسکرادیتی ہے جیسے آسمان پہ پرسکون سا چمکتا آسودگی سے اپنی ہر سوں چاندنی بکھیرتا چاند ---------

مگر کیا یہ بھی عورت کا ایک روپ ہے ؟ مطلب پرست، فریب ، جھوٹ ، دھوکہ شناس ۔ ازمیر سوچتا اس پہ ایک آخری نظر ڈال اپنا سر جھٹک گیا اور کھڑا ہوتا الماری سے اپنے کپڑے لیتا واشروم میں بند ہوگیا ----------

جاری ہے----------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 08

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

یہ انہیں ابھی کھانے کے بعد اور یہ ایک ٹبلیٹ کھانے کے ایک گھنٹے بعد دودھ کے" ساتھ دینی ہے باقی ان شاء اللہ۔۔۔ اللہ بہتر کرے گا"۔ کنزیش کو ڈاکٹر نے ویکنس کے حوالے سے پہلے ڈرپ لگائی ی پھر اب وہ ڈاکٹر کے کیبن میں بیٹھی ساتھ اسکے اسکی مامی اور رائمہ کو دوائی ی کیسے لینی ہے وہ بتارہے تھے ----------

"ایکسکیوز می !! سلیپنگ پیلز ہوگی آپ کے پاس ؟"

گاؤں میں اس چھوٹے مگر صاف ستھری حالت میں بنے کلینک کے برابر میں ہی میڈیکل اسٹور پر وہ اپنی پروقار طلسم شدہ چھا جانے والا لمبا چھوڑا ابرار سکندر بلیک کاٹن

کے شلوار قمیض میں ملبوس ،گلے میں اسکین کالر کی شال ڈالے اس میڈیکل اسٹور والے سے مخاطب تھا ----------

"جی جی سرکار آپ ؟ جی ہیں ابھی دیتا ہوں--"

میڈیکل والا کہتا جھٹ سے اندر کی جانب بڑھتا ایک ڈبہ اٹھا لایا جس میں سلیپنگ پیلز کی بھرمار تھی شاید ---------

وہ ڈبے سے ایک پتے میں سے بھی بس دو گولیاں پتے سے کاٹتا اسے دینے ہی لگا تھا کہ ---------

"یہ لو۔"

ابرابر سکندر خانزادہ نے اس کاؤنٹر پر پڑے ڈبے پہ اپنا بھاری ہاتھ رکھتے دوسرے سے اسے ان تمام سپلیمنٹ کی جتنی اسکی رقم بنتی تھی دیتا بھاری رعب دار آواز میں بولا

وہ بندہ تو اسے پورا کا پورا ڈبہ لیتا دیکھ ہکا بکا سا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"""""_____ سرکار یہ ڈاکٹر کی پریکوشن کے بغیر

"تمہیں رقم مل گ ئی ہے اب اپنا منہ بند رکھو۔"

وہ میڈیکل والا اسے اس دوا کا بتانے لگا تھا کہ اس دوا کو بغیر ڈاکٹر کی اجازت کے نہیں لیتے لیکن اسکے بولنے سے پہلے ہی وہ اپنی براؤن گہری آنکھوں سے اسے گھورتا سختی سے بولتا اسے چپ کروا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ پیسے صرف اس ڈبے کے نہیں بلکہ اس ڈبے سے کہیں گنا زیادہ تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ جنہیں دیکھ میڈکل اسٹور والا اپنا تھوگ نکلتا پیسوں پہ ہاتھ رکھتا اپنی طرف کرگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"شکریہ ڈاکٹر۔"

رائمہ کی امی یعنی کنزیش کی مامی سامنے اپنی کرسی پر بیٹھے ڈاکٹر کو تشکرانہ دیکھتی بولیں

چل چھوری"۔"

کنزیش کو پیار بھرے لہجے میں کہتیں وہ ساتھ ساتھ اسکو وہاں پیشنٹ چیئر سے اٹھنے کا کہا ---

کنزیش تو انکے پیار سموئے لہجے پر انہیں گھورتی رہ گئی مگر جونہی خود کو سنبھالے اٹھی

وہ جسم میں طاقت نہ ہونے کی وجہ سے نکاہت زدہ حالت میں اپنے چھوٹے چھوٹے قدم لڑکڑا کر اٹھا رہی تھی---اسے کسی سہارے کی ضرورت تھی---مگر اسنے اپنی مامی یا رائمہ سے لینے کی ضرورت نہ سمجھی اور ایسے ہی خود کو گھسیٹتے چلنے کو ترجیع دی اور اس چھوٹے سے بنے کلینک کی راہداری کو پار کرتے جیسے ہی اسنے کلینک سے باہر بنے دو سیڑھیوں کے اسٹیپ پر اپنا لڑکڑاتا قدم رکھا ---

"!!!آہ "

اسکے منہ سے ایک زور دار چیخ نکلی ----------

کسی پھول کی سحر طاری کرتی خوشبو کے مانند وہ نرم و ملائم نازک وجود اسکے مضبوط بازؤں میں پڑا اوپر سے دلکش چاند سے گلابی چہرے پر وہ آتش بھرپا کرتا مہندی کلر کا انچل جو اس دوشیزہ کے ادھے چہرے کو چھپائے ہوئے تھا---اسے لگا پسلتی ریت کے مانند خود کے گرد بنائی ی گ ئی تمام دیواریں جھٹکے سے گرا گیا ----------

اس نازک وجود کی نظریں جیسے ہی خود کو تھامے کھڑے ابرار سکندر خانزادہ کی گہری براؤن آنکھوں سے ٹکرائی ی تو گویا اسے اپنا دل ڈبتا ابھرتا محسوس ہوا---اسے ایک پل کے لیئے لگا کہ وہ اب سانس ہی نہیں لے پائی ی گی ---------

سامنے تھامے کھڑا وہ لمبا چھوڑا مرد اسکی آنکھوں میں پہلے اسکے نا سمجھی والے تاثرات نوٹ کرتا یکدم ہی پھر ایسا کچھ جہاں آباد دیکھا کہ وہ ابرار سکندر کو ہلا کر رکھ گیا---وہ تھی

نفرت انگیز نفرت کی دہکتی آگ سے بھری وہ شعلہ بار آنکھیں۔۔۔جنہوں نے ایک پل کے لیئے اسے ٹھوکنے پر مجبور کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"چھ۔۔چھو۔۔ڑو۔۔"

اٹک اٹک کر الفاظ ادا کرتی نخوت سے نظریں پھیرتی اسکے سینے پہ ہاتھ رکھتے اسے دور کرتے اس نے سیدھا اپنے پیروں پہ کھڑا ہونا چاہا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ابھی بھی اس صنف نازک کے حصار میں کھویا اسے تکنے میں مصروف تھا جب اسے اپنے سینے پہ لرزتے وہ گلابی ہاتھ جھٹکا دیتے محسوس ہوئے۔۔۔اسے منٹ نہیں لگا تھا ہوش میں آنے میں۔۔۔۔۔وہ اسے سیدھا کھڑا کرہی رہا تھا کہ یکدم ہی جھٹکے سے اس نے خود کو اسکی دہکتی قربت سے دور کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا دور کرنا تھا کہ اسکے ہاتھ سے اسکا ڈوپٹہ جس سے اسنے اپنے چہرے کو آدھا چُھپایا تھا چھوٹ کر گرا اور

اس پرنور معصوم گلابی چہرے کو عیاں کر گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سامنے کھڑا وہ مہبوت سا اس چہرے کو دیکھے گیا۔۔ وہ چہرہ اسے ناجانے کیوں اپنا اپنا سا لگا۔۔ وہ حسین دلکش گریش آنکھیں۔۔ ان پے مڑی خمدار جھکی پلکیں۔۔۔ ساتواں چھوٹی سی ناک۔۔۔ گلابی گال۔۔۔ خون چلکاتی وہ نازک گلاب کی پنکڑیوں سے ہونٹ۔۔۔ جنہیں وہ اسے دیکھتی تھوگ نکلتی کانپتی لرزتی ان پر زبان پھیرتی انہیں بار بار نم کررہی تھی اور انکے نیچھے وہ چوکیدار اسکی شاید رکھوالی کے لیئے رب کے جانب سے دیا گیا وہ نکتا نما چھوٹا سا تل۔۔۔اس وقت وہ وائٹ اور مہندی کالر کے سوٹ میں ملبوس کھڑی ایک حشر بھرپا کر رہی تھی۔۔۔وہ ایسی قیامت تھی کہ سامنے والے کا ایمان چند منٹوں میں ڈگمگا دے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تھمیں معلوم ہے؟ تمہاری آنکھیں میری شہزادی جیسی ہیں بس فرق اتنا ہے انکی" تھوڑی سی زیادہ گرے ہیں اور تمہاری ہلکی مگر دلفریب اچھی ہیں۔۔۔ "سامنے کھڑی اس قیامت کو دیکھ اسکی سانسیں دُھنکی کے مانند آہستہ آہستہ چل رہی تھیں۔۔ اسکے سینے میں دھڑکتا دل اور اسکی دھڑکن مدھم پڑرہی ہے پسینے سے اسکا ماتھا شرابور ہوگیا تھا اسنے اپنی آنکھیں بند کی کہ یہ ماضی کے چند الفاظ اسکے سامنے گھومنے لگے یکدم ہی اسنے اپنی آنکھیں وا کیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اب خود کو سنبھالتا بے خودی کے عالم میں اپنا بھاری ہاتھ آگے کرتا اس دوشیزہ کے لبوں کے نیچے اس تل پر اپنی انگلی رکھنے والا تھا کہ ناجانے کنزیش میں اتنی جرات کیسے آئی کہ طیش و غصے کی صورت اسنے اسکا ہاتھ خود سے دور کرتے جھٹک دیا

اور اس پہ ایک بھی نظر ڈالے پلٹتی اپنے راستے کے جانب بڑھنے لگی ----------

معا۔۔معاف کیجیئے گا صاحب وہ زرا بچی کی طبیعت۔۔۔ "اسکے ایسے تراش تر رویے کو دیکھ مامی جلدی جلدی بولیں اور رائیمہ تو بس ڈر کر اپنا تھوک نکلتی رہ گئی

اس نے انکی بات پہ اپنا ہاتھ اٹھا کر انکی بات کاٹی جسکا مطلب تھا کہ وہ لوگ اب یہاں سے چلتے بنے ---------

اسکی آنکھوں میں حقارت اپنے لیئے نفرت دیکھ اسے انتہا کی تکلیف ہوئی ی اسے محسوس ہورہا تھا کہ کسی نے اسے آگ کے جلتی بھٹی میں دکھیل دیا ہو۔۔۔اسکا دل تڑپ رہا تھا۔۔۔وہ ٹرانس کی کیفیت میں اس جاتے وجود کو دیکھ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس وجود کی آنکھیں اسے فنا کرد ینے کی طاقت و قوت رکھتی تھیں اور کرچکی تھیں وہ اسے فنا۔۔۔۔کیا کچھ نہیں تھا اسکی آنکھوں میں بیک وقت شکوہ شکایات درد تکلیف جو اس لمبے چھوڑے مرد کو جھنجھوڑ کے رکھنے کے لیئے کافی تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جسے دنیا میں کنگھال لیا وہ ملی بھی تو ایسے۔۔۔۔۔۔"اسنے خود سے سرگوشی نما کہا"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ خون سے لت پت خستہ حالت میں اس جیل کے کوٹری نما کمرے میں الٹا لٹکا جسم پہ پڑے آبلے نما بڑے بڑے گہرے کٹ ڈنڈوں گھُنسوں حتیٰ کہ ہر نقصان پہنچانے والی

چیز سے لگائے گئے اسکے جسم پہ نشانات منہ سے پانی کی طرح بہتا خون جو نیچے لٹکے ہاتھ سے بہتا زمین پر گرتا زمین کو لہولہان کررہا تھا ---------

"بول کمینے ***اس لڑکی کی لاش کہاں ہے--؟؟"

آہہہ-- "اسکے منہ سے دلخراش چیخ بلند ہوئی ی ----اسکے جسم پہ لوہے کی نوکیلے" آلے سے وار کرتے اسکے گرد چکر کاٹتے رسیوں سے بندھے الٹا لٹکائے شخص سے وہ غصیلے سفاک لہجے میں بولا ----------

"ممم---می--نے--کوئی ی جرم--نن--نہیں کیا---تو ککیس--کیسی لاش--؟؟" وہ آدمی اپنی لڑاکڑاتی آواز میں گویا ہوا ---------

اسکا وہی راگ سنتا وہ آپ تپ کر سرخ ہوا وہ لوہے نما چیز جھٹکے سے دور پھینکتا اب اپنی مٹھیاں بھینچ گیا --------

"تو توں !!ایسے نہیں بتائے گا ؟"

کہتا اب اسکے بال اپنے بھاری ہاتھ کی گرفت میں لیئے اور جھٹکا دیا ----------

"آہہہ۔"

ایک بار پھر اسکے منہ سے چیخ نکلی --------

اگر تو اپنا جرم قبول نہیں کرے گا تو باخدا تو کبھی نہیں بچ سکے گا میں تجھے اس دنیا" میں ہی جہنم کی سیر کرواؤ گا"۔ وہ اسے اپنی بڑھکتی شعلہ بار آنکھیں اس پہ ٹکائے سپاٹ سخت لہجے میں بول رہا تھا کہ اسکی پینٹ کی جیب میں اسکا موبائل رنگ ہوا --------

موبائل نکالتا فون کی اسکرین پہ چمکتا ڈی ایس پی کا نمبر دیکھ اسکی ماتھے کی رگیں ابھریں---- خود پہ کنٹرول کرتے فون یس کیا گیا ----------

ہیلو !!ایس پی ازمیر ملک میں نے سنا ہے تم خلیفہ ریاض کے بیٹے پر بری طرح سے" تشدد کررہے ہو--؟؟ ایم آ رائٹ ؟؟ "بھاری ٹھٹھرتی رعب زدہ آواز فون سے ابھری

ہاں !!مگر آپ تک یہ بات کس نے پہنچائی ی ؟؟ ازمیر کا سکون قابلِ دید تھا

یہ مت پوچھو کہ کس نے پہنچائی ی اور کس نے نہیں--؟ "میں نے تمہیں پہلے بھی" کہا تھا کہ اسے چھوڑ دو لیکن تم نے اسے رعایا نہیں کیا---اب تمہارے پاس کُل چوبیس گھنٹے ہیں اسکی نام کی ایف آئی ی آر رد کرو ---- اسکی مرہم پٹی کرواؤ او اسے چھوڑ دو ----- ادروائی س دیگر صورت تمہیں میں سسپینڈ کردوگا سمجھے "!!دھمکی امیز آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی ---------

اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ڈی ایس پی کو موبائل سے نکال کر دیوار پہ دے مارے

اور یہاں وہ چیلا کون تھا بھلا جسنے یہاں کی انفارمیشن انہیں دی---؟؟ اسکے دماغ میں سوال کوندھا ---------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"بھائی ی وہ میں ہاسٹل جانا چاہتی ہوں۔۔"

وہ تیز چلتی ہواؤں ٹھٹھرتی سردی میں چھت پہ کھڑا ناجانے کن سوچو میں گم تھا کہ اسے اپنے پشت سے زرتشہ کی آواز سنائی ی دی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"زر چلی جاؤ یہاں سے بہتر ہوگا تمہارے لیئے۔۔۔"

بنا مڑے اپنی ازلی آواز میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن میں جانا چاہتی ہوں اور مزید بوجھ نہیں بننا چاہتی آپ لوگوں پہ۔۔ "زرتشہ نے" اسکی سنتے تھوگ نکلا مگر خود کو کمپوز کرتی ایک بار پھر اپنی بات پہ زور دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"""""!!!!زر۔۔"

پیچھے مڑتے اس معصوم کی آنکھوں میں اپنی غصے سے بھاری آنکھیں گاڑی

،وہ--مم--میں تو"----"

وہ ایک پل کو سہم گ ئی ----------

تمہیں منا کیا تھا میں نے میرے سامنے نہیں آنا پھر کیوں آئی یں--؟ اسے دیکھ نرمی" سے مگر سخت لہجے میں بولا --------

"کک۔کیوں نہیں آسکتی--؟"

اسکے اسطرح کے رویے پہ اب زرتشہ کی آنکھ سے ٹوٹ کر موتی گرا جسے وہ اپنے نازک ہاتھ سے رگڑ گ ئی ----------

"جاؤ یہاں سے۔"

اسکے سوال کو نظرانداز کرتے اسکی جانب سے یکدم ہی اپنی نظریں پھیریں ۔۔۔۔ اسکا کمسن رویا رویا نم بھیگا چہرہ، بھیگے نم خون چلکاتے پڑپڑاتے ہونٹ اسکی تمام توجہ اپنی جانب کھینچ رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"نہیں جاؤ نگی۔"

وہ بھی دوبدو کہتی وہی کھڑی رہی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"آہ۔۔"

اسکے منہ سے سسکی نکلی ۔۔۔۔"تم ہاسٹل نہیں جاؤ گی مل گیا تمہیں جواب۔۔۔اب جاؤ"۔۔۔۔اگے بڑھتا اسکی نازک کلائی ی کو اپنی مضبوط گرفت میں لیتا اسے اپنے ساتھ گھسیٹتا سیڑھیوں کے جانب اسے جھٹکے سے چھوڑا ۔۔۔۔۔۔۔جس پہ وہ لڑکڑاتی جلدی سے وہاں بنے دروازے کو تھام گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں شادی کرنا نہیں چاہتی میں پڑھنا چاہتی ہوں مزید اور یہاں بھی نہیں رہنا چاہتی" میں نے اپنی دوست سے بات کرلی ہے وہ ہاسٹل میں رہتی ہے وہاں جگہ خالی ہے اور

میں جارہی ہوں اور ہاں آپ میرے اخراجات کی پروا نہیں کیجیئے گا کیونکہ میں خود اپنے بل بوتے پہ خود کا بوجھ اٹھانا جانتی ہوں"۔ اسکے جارحانہ حرکت پہ اسکا دل ڈبا اور خود میں ہمت جماکرتی جلدی سے کہہ گ ئی اور جانے کے لیئے پلٹی ---------

"!!!!آہہہ--"

پھر ایک بار اسکے منہ سے ایک درد بھری سسکی نکلی ---ازمیر نے اسے جھٹکے سے اپنی جانب کھینچا اور اسکے دونوں بازؤں کو اپنے بھاری ہاتھوں کی گرفت میں لیتے زور دیا کہ اسکی بازؤں کے اندر گڑتی اسکی کھردری انگلیوں سے زرتشہ کے آنسوں تواتر بہنے لگے

"یو ہرٹ می !!آپ ہریس کررہے ہیں مجھے۔"

زرشتہ کے منہ سے درد کی شدت کے باعث بے ساختہ نکلا -------

وہ جو اسے اپنی شعلہ بھری آنکھوں سے دیکھتا اسکے الفاظوں کے نشتر ہضم کررہا تھا کہ اب اسکے نئے لفظوں پر بھپرا شیر بنا اسکے سیاہ گھنگھرالے بالوں کو جن کو اسنے کیچر میں

قید کیا ہوا تھا اسے مزید اپنے بے انتہا نزدیک کھینچتا اسکے بالوں میں اپنی بھاری انگلیاں پھنسا گیا ----------

دل چاہا رہا ہے تمہیں بتاؤں کہ ہریس کیسے کرتے ہیں--؟؟؟ "وہ اسکی گردن پہ" جھکتا گھمبیر مدھم دھیمی سرگوشی کرتا اسکے بالوں کی خوشبو کو اپنے اندر اتارنے لگا

ازمیر کی دہکتی سانسیں وہ اپنی گردن پر محسوس کرتی جھجکتی ڈری اچانک افتاد پہ گلا خشک ہوا --------

آ--آپ--کک--کیا--کر--- اسکا رویہ اسے عجیب لگا کہ وہ ایکدم بول پڑی تھی"

!!شش--"

اسے بیچ میں چپ کرواتے اسکے گلابی رخسار پہ اپنا گال سہلایا ----داڑھی کی چبھن پہ وہ بے بسی کی مورت بنی اپنے لب کاٹتے رہ گ ئی ----------

اور وہ بے خود ہوتا اپنے عنابی لبوں سے اب اسکی کان کی لو کو چھونے لگا تھا کہ

"!!!آہ"

اسکی چیخ برآمد ہوئی ی ----- وہ یکدم اپنے ہوش و حواس میں لوٹا تھا ----اسے ایک جھٹکے سے خود سے دور دکھیلتا اپنے بھاری قدم اٹھاتا جلدی جلدی نیچے سیڑھیاں اترگیا

MAN E AZIZAM

EPISODE # 09

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

میرے خیال میں زینیہ تمہیں ازمیر کے ساتھ جانا چاہیئے تھا اسطرح سے اگر ڈھیل دوگی" تو مرد باغی ہوتا دیر نہیں لگاتا ایسے تو کوئی ی بھی گھڑا خالی دیکھ لے اڑے گی تمہارا شوہر اور بس کل کلاں تمہاری اس سے فضول قسم کی بدنظمی اور جھوٹا غرور ہی رہ جائے گا پیچھے۔"

کرن زینیہ کی بھابھی اسکا آج پھر گھر بنا بتائے میکے آجانے اور اس پر پھر ازمیر کے یہاں سے اسکو لے جانے پر نفی کرتے اسے ایسے ہی خالی ہاتھ بھیج دینے پر اسے ہر بار کی طرح سمجھا بھوجا رہی تھیں کہ وہ اپنی عقل کا مظاہرہ کرے ورنہ چڑیا چگھ جائے گی کھیت اور اسکے ہاتھ کچھ نہیں آئے گا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بھابھی یار میں اس چھوٹے سے گھٹن نما گھر میں نہیں رہ سکتی۔۔۔میری کہی" خواہشات ہیں جو اسکی چند نوٹوں کی سیرلی سے پوری نہیں ہوسکتیں۔۔؟ اسلیئے میں جاب بھی کررہی ہوں اور یہاں تھوڑی دیر سکون لینے کے لیئے آتی ہوں کہ آپکے

مشورے، نصیحتیں شروع ہوجاتی ہیں"۔ وہ انہیں دیکھ اپنے ازلی انداز میں بولی

لیکن مجھے تو نہیں لگتا زینیہ کہ وہ تمہاری کسی بھی ضرورت یا خواہش کو رد بھی کرتا" ہے--؟ پھر تم یہ دعوی کیوں کررہی ہو--؟ اور یہ جاب کچھ دن پہلے تم نے بتایا کہ تمہارا ڈریم ہے تو اب یہ ضرورت کیسے بن گ ئی--؟ "کرن نے اسے دیکھتے دوبدو کہا

ہاں وہ میری ہر ضرورت خواہش کو پورا کرتا ہے مگر بھابھی چھوٹی چھوٹی ضروریات اور" خواہش---اور میرے بڑے وسیع خوابوں کا کیا ؟؟ جنہیں میں پورا کرنا چاہتی ہوں---- بس اسلیئے یہ جاب میرے خوابوں کی تکمیل کا زریعہ بن گ ئی ہے اور اب بس بھی کریں حساب کتاب"۔ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ انہیں یہاں سے کیسے چلتا کرے

زینیہ مجھے سمجھ نہیں آئی ی تمہاری بچکانی بات---خیر میرا فرض ہے تمہیں سمجھانا اور" تمہیں غلط راستے سے سیدھا راستہ دیکھانا----بظاہر وہ چھوٹا سا گھر ہے زینیہ لیکن یہ تو

عورت پہ ڈیپنڈ کرتا ہے یا تو وہ اسے اپنی چھاہو محبت سے جنت بنادے یا خود غرضی نفرت کے بل بوتے پر جہنم ؟

زینیہ تم ایک شادی شدہ عورت ہو اور بھلا ایک شادی شدہ عورت کو اپنے شوہر سے کیا چاہیئے ہوتا ہے۔۔۔صرف عزت احترام محبت و پیار اگر یہ تمام صفت اسکے شوہر میں ہوتو۔۔۔میرے خیال سے اس عورت کی اپنے شوہر پر بادشاہت ہے --------

اور یہ تمام صفت تمہارے شوہر میں ہیں لہذا اس سے زیادہ اور کیا چاہیئے تمہیں زینیہ۔۔؟ "وہ اسے دیکھتے بولی ---------

بھابھی یہ آپ غلط کہہ رہی ہیں مجھ سے زیادہ تو وہ اس منحوس زرتشہ کو عزت و احترام" دیتا ہے"۔ وہ زہر اگلنے والے انداز میں بولی ----------

تو یہ موقع بھی جانے انجانے میں تم نے ہی تو دیا ہے اسے۔۔؟ میں نے تمہیں پہلے" ہی بتادیا کہ گھڑا خالی دیکھ کوئی ی بھی اسے لے اڑے گی۔۔۔ابھی بھی وقت ہے زینیہ

اپنے رشتے کو سدھار لو۔۔۔یہ جو تم اپنے بڑے بڑے خوابوں کا رونا رو رہی ہو نا۔۔۔کہی ایسا نا ہو یہ بہت پیچھے کہی رہ جائیں اور تم اپنے شوہر سے بھی ہاتھ دھو بیھٹو"۔ وہ اسکے دماغ کی بتی جلا کر کہتی وہاں سے نکل گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حد ہے بھاڑ میں جائے سب ایک تو مجھے ناپسندیدہ رشتے میں باندھ دیا اوپر سے نبھاؤں" بھی۔۔۔اونہہ۔۔ "!!نخوت سے منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی اپنے موبائل کو اٹھاتی اس میں آیا ناٹیفیکشن چیک کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

گل جائے نماز کو اگے اپنی ویل چی ئی ر کے بچھائے نماز پڑھنے میں مشغول تھی۔۔۔نماز سے فارغ ہوتی نیچے جھکتے جائے نماز کو اٹھاتی طے کرکے اپنی گود میں رکھی وئی یل چی ئی ر کو چلاتی کمرے میں سامنے رکھی اونچی لکڑی کی ٹیبل پہ اسے رکھتی اسکے سائی یڈ سے اب ریل میں رکھے قرآن پاک کو اٹھاتی وہی اپنی میٹھی آواز میں اسکی تلاوت کرنی شروع کردی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی رس گھولتی آواز پورے کمرے میں گونج رہی تھی اور ماحول کو معطر کر رہی تھی

کچھ ہی دیر میں وہ تلاوت کرتی قرآن پاک کو چومتی اسے واپس جگہ پر رکھ وئی۔یل چی ئی ر سمیت پیچھے ہوئی ی اور کمرے سے باہر کا رخ کیا ----------

"شہزادی آپ یہاں؟"

ابرار حویلی کی بائی یں جانب سٹینگ ایریا میں گل کو لیپ ٹاپ پہ بزی دیکھ یہاں آتا اسکے بالوں پہ اپنے پیار بھرا بوسہ دیتا گویا ہوا ---------

وہی کر رہی ہوں جو تم نے کہا تھا۔۔۔۔ابھی بس دو منٹ ہی ہوئے ہیں آرٹ ورکینگ" کی کلاس ختم ہوئے کافی کچھ مس کردیا ہے میں نے اپنی حالت کی وجہ سے ۔۔۔۔بہت سی چیزیں بتائی ی گ ئی یں ہیں جنکا مجھے بلکل آئی ڈیا نہیں لیکن ان پچھلی کلاسس کا ریکورڈیڈ لینک مجھے دیا گیا ہے جسے دیکھ میں اپنی مس ہوئی ی کلاسس کے لوس کو کور

کرسکتی ہوں ۔ "وہ اسکے مغرور کھڑے نین نقش مگر پرکشش چہرے کو دیکھتی آسودگی سے بولی ----------

ایک بار پھر سے مجھے اچھی لگی یہ تبدیلی آپکی ذات میں۔""""وہ وہاں رکھے گل کے" سامنے فل سائز صوفے پہ ٹک کر بیٹھتا اسکے معصوم چہرے پر خوشی بکھری دیکھ بولا

جو شاید کم ہی دیکھنے کو ملتی تھی لیکن جب بھی خوشی سکون اسکے چہرے پر دیکھنے کو ملتا تو ابرار سکندر خانزادہ کا سیرو خون بڑھ جاتا تھا۔۔اسکا بس چلے تو ایسے ہی ساری خوشیاں چرا کر اپنی پیاری شہزادی بہن کے نام کردے۔۔اسے ہر برے بد نظر سائے سے محفوظ کرتے کہی چھپا دے لیکن اس پر کوئی ی آنچ نہ آنے دے ----------

تم نے ہی ہمت باندھائی ی ہے تو میں کررہی ہوں ورنہ اب میرا کچھ کرنے کا دل" نہیں کرتا"۔ وہ اسے دیکھ صاف گوئی ی سے کہتی لیپ ٹاپ کو بند کرتی بولی

میں نے نہیں آپ کے قلب نے ہی کروایا ہے یہ ورنہ میری کیا مجال کہ شہزادی" صاحبہ کو ٹس سے مس بھی کرسکوں"۔پہلا جملہ سیریز لیکن دوسرا جملہ اپنی طبعیت کے برعکس مزاقیہ بولتے اسکے لبوں پر تبسم پھیلا تھا ----------

ہاہاہا اچھا !!ہاں یہ سچ ہے مجھ سے کوئی ی بھی میری خود کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں" کروا سکتا"۔ اس نے اپنے شہزادے بھائی ی کی بات سے اتفاق کیا ---------

ایسے ہی مسکراتی رہا کریں شہزادی"۔"

وہ اٹھتا اسکے گال تھپتھپاتا بولا ----------

"میری پیاری بیٹی آج آپ یہاں کیسے--؟"

حمیدہ بیگم باہر گاؤں کی عورتوں کے مسئلے مسائل سنتی نمٹتی یہاں آتی گل کو اپنے کمرے سے باہر دیکھتی بولیں ----------

"کیوں میں یہاں نہیں آسکتی۔۔۔؟"

چہرے پر رقص کرتے چمکتے تاثرات یکدم سنجیدگی میں تبدیل ہوئے --------

ارے بیٹا آپکا گھر ہے آپ جہاں چاہے گھوم پھر سکتیں ہیں"۔ وہ ٹھٹھکتیں اسکی بات " پہ جلدی جلدی بولیں --------

شہزادی غصہ کیوں آگیا ہے آپکو۔۔۔؟ والدہ نے تو بس سادہ سا وہی سوال کیا ہے جو" میں نے کیا تھا"۔ وہ اٹھتا اسے اپنے حصار میں لیتا بولا ----------

"ایسا کچھ نہیں ہے تمہیں ایسا لگ رہا ہے۔۔"

گل اسکی بات کی نفی کرتی بولی --------

بیٹا مجھے کچھ بات کرنی تھی تم دونوں سے خان صاحب تو اسٹڈی میں کچھ حساب کتاب" کرنے میں بزی ہیں لیکن انہوں نے مجھے کہا کہ میں تم دونوں سے اس سلسلے میں بات کروں۔۔ "انہوں نے ان دونوں کو دیکھتے گفتگو کا آغاز کیا ---------

"جی کہیئے والدہ۔"

ابرار نے اپنی بھوری آنکھیں ان پر اٹھاتے اپنی سماعتیں انکی نظر کی جسے دیکھ گل بھی ہمتن گوش ہوئی ی ----------

بیٹا گل کا رشتہ آیا ہے"۔"

یہ سننا تھا کہ گل کی پکڑ وی ئی ل چی ئی ر کے ہنڈیل پہ سخت سے سخت ترین ہوئی ی

وہ لوگ-------، والدہ بیٹھ کر تعمل سے بات کریں ۔

وہ کہہ ہی رہی تھی کہ ابرار نے انہیں بیچ میں ٹوکا اور انہیں صوفے پہ بیٹھنے کا اشارہ کیا

"کہیئے والدہ۔"

خود وئیل چیئر پر براجمان اپنی پیاری شہزادی بہن کے برابر میں سنگل صوفے پر بیٹھتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہروز شاہ کے بیٹے شارق شاہ کک ۔۔۔۔۔۔۔۔"

می۔۔ مم۔۔میں اپنے کمرے میں جارہی ہوں"۔"

گل لڑاکڑاتی آواز میں ان دونوں کی گفتگو کے بیچ بولی کہ ایک موتی کا قطرہ نجانے کب اسکی گریش آنکھ کے کونے کو بگھوتا ٹوٹ کر گرا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شہزادی چلیں میں چھوڑتا ہوں آپ کو"۔"

وہ حمیدہ بیگم کی بات کو کاٹتا گل کو وہاں انکنفارٹیبل دیکھ کہتا اسے لیئے اسکے کمرے کے جانب چل دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ان دونوں کو جاتا دیکھ حمیدہ بیگم صبر کے گھونٹ پی کر رہ گ ئیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ جانتی ہیں کہ ان لوگوں میں عورت کو پیر کی جوتی سمجھا جاتا ہے اسکا کردار اسکے" حقوق ،اسکی خواہش، خوشی غم ان سب چیزوں کی ان لوگوں کی نظر میں کوئی ی اہمیت نہیں۔۔۔وہ عورت کو بظاہر ایک چلتے پھرتے ربوٹ سے کم تصور نہیں کرتے اور میں ایسے لوگوں پر تھوکنا بھی گوارا نہ کرو کجاکہ اپنی پیاری بہن کے لیئے رشتہ قبول کرنا۔۔۔صاف انکار کردیں آپ۔۔۔۔۔ ویسے بھی جب تک شہزادی پہلے کی طرح اپنے پیروں پہ چلتی کھڑی پوری طرح سے صحت یاب نہیں ہوجاتی تب تک میں انکے رشتے کے حامی نہیں بھروگا"۔۔۔وہ گل کو چھوڑتا وہاں آتا انکی سن بنا کسی رک رکھاؤ کہ سپاٹ سیدھے لہجے میں بولا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا یہ کوئی ی وجہ نہیں ہوئی ی ہر کسی کا رہن سہن رکھ رکھاؤ الگ الگ ہوتا ہے اور" یہ پہلے کی بات تھی ابھی کچھ دن پہلے ہی میں انکی گھر کی عورتوں سے ملی ہوں سب کچھ چینج ہوگیا ہے اور شارق شاہ کی اسی دن میرے سامنے تاج پوشی ہوئی ی وہ اپنے گاؤں کی گدی کا جانشین بن چکا ہے۔ "حمیدہ بیگم نے اپنے ساتھ والے گاؤں کے سرپنچ کے بیٹے شارق شاہ کے خاندان کا بتاتے اسے دیکھ بولیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب بدل گیا مگر یہ گھٹیا روایت کسی کی بہن بیٹی کو ونی کرنا مطلب کسی زندہ انسان کو" جیتے جی مارتے اسے زندہ درگور کرتے زندہ لاش بنا دینا یہ تبدیل نہیں ہوا۔ "وہ انہیں تلخی سے دیکھ تنزیہ بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسے دیکھ وہ اس کی طرف سے اپنی نظریں پھیرگ ئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سرپنچ بنے مرے جیئے ۔۔۔۔ مجھے اس سب سے کوئی ی سروکار نہیں۔۔۔۔۔ میں" اپنا فیصلہ سنا چکا ہوں اور یہ ابا جان کو بھی سنا دیجیئے گا۔"وہ اپنی بھاری خرکت آواز میں مزید کہتا وہاں سے اپنے قدم اٹھاتے باہر جانے لگا ۔۔۔۔۔۔۔

آخر کب تک اپنی بہن کو ایسے گھر بیٹھا کر رکھو گے۔۔؟ کبھی نہ کبھی تو اسکی شادی" ہونی ہے نہ۔۔؟ اور کونسے اسکے لیئے رشتوں کی بھرمار لگی پڑی ہے ایک رشتہ آیا ہے مر مر کر اسے بھی تم انکار کردو۔۔۔اسکی عمر دیکھی ہے کتنی ہوگ ئی ہے؟ اوپر سے آپائی ی۔۔۔

انففف !!یہ کیا کہہ رہی ہیں آپ ؟؟ کس کے لیئے کہہ رہی ہیں؟؟ اور کس لہجے میں" کہہ رہی ہیں--؟؟ آپکو اندازہ بھی ہے--؟ وہ پیچھے پلٹتا ایک ہی جست میں غصے سے انکے سامنے آتا دھاڑا ---------

باہر اسکی دھاڑ پہ اندر اپنے کمرے کے دروازے کے ساتھ لگی گل بھی سہمی

بیٹا وہ میں تت--تو"-------"

انہیں جب اپنے لہجے کی سنگینی کا احساس ہوا تو یکدم ہی حلق تر کرتی تھوگ نکلتی آہستگی سے بولیں --------

پہلی دفعہ ہوا تھا آج شاید جو ابرار نے ان سے اس قدر بد لحاظی، بد تمیزی سے بات کی تھی ---------

پہلے بھی آپ دونوں نے انکی زندگی کا تباہ کن فیصلہ کیا تھا۔۔۔میں پہلے کچھ نہ کرسکا"
لیکن اس بار میں اپنی شہزادی کو کسی بھی غلط فیصلے کی بھینٹ نہیں چھڑنے دوگا ۔۔۔
بتا دینا آپ اپنے شوہر کو۔۔۔کہتا وہاں سے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا نکل گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور حمیدہ بیگم اسکی چوڑی پشت دیکھتیں ہاتھوں میں اپنا سر گراگ ئی یں اپنے کھیل کی
ناکامی پہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھ رہی ہیں آپ بتائی یں دیکھ رہی ہے نا میری زندگی کا تماشہ۔۔؟ کہی بے تاشہ درد"
تکلیفات، اندرونی زخم یہ سب میری زندگی کا حصہ بن چکے ہیں ۔۔۔۔۔کب کس نے کہا
کتنی تکلیف دی اب تو مجھے یاد بھی نہیں۔۔۔۔۔۔اتنی ان گنت زخموں سے چور ہوں
میں۔۔۔۔۔۔ مجھ میں اتنی بساط نہیں کہ میں اب کچھ بھی سہہ یا برداشت کرسکوں
۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا حساسیت اتنا بڑا جرم ہے۔۔؟ سنا ہے حساسِ طبیعت والوں کے ضمروں میں دکھ
بڑے سے بڑے گہرے تر ہوتے ہیں۔۔؟

! تو کیا حساسِ طبیعت انسان کو مر جانا چاہیں--؟ میرے خیال میں تو ہاں

میں تو حساس بھی نہیں-----ہاں مگر آپ کہتیں تھیں کہ میرا ظرف اور دامن وسیع ہے تو آزمائشیں بھی ایسے لوگوں کو وسیع ملتی ہیں ---------

پر میرا رب تو بساط کے مطابق ہی ڈالتا ہے آزمائشیں بھی تو یعنی مجھ میں اتنی برداشت ہے--؟ "گل اپنی ڈریسینگ مرر کے سامنے موجود اسکی دراز سے ایک فوٹو فریم نکالتی اپنی گود میں رکھ اس تصویر پہ اپنا گلابی ہاتھ پھیرتی غیر دماغی سی کیفیت میں اس تصویر سے باتیں کر رہی تھی جبکہ آنسو آنکھوں اور چہرے کو نم کرتے ٹپ ٹپ کرتے اس بے جان تصویر پر گرتے اپنے نقش و نگار بنا رہے تھے ----------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آغر یہ چیک کیش کروا کر ملازمین کی تنخواہ دے دے"۔ حویلی کے داخلی دروازے کے اندر قدم رکھتے پروقار چال چلتے آغر کو سامنے سے آتا دیکھ ابرار اسکے مقابل آتا اپنی ازلی آواز میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"باہر ہی جارہا ہے توں۔۔۔۔۔تو خود کروا لینا۔"

آغر تھوڑی دور گارڈن میں وئیل چیئر پر سادھے سے بلو سوٹ اور سر پر سلیقے سے سجائے ڈوپٹے میں اس دشمن اول پر اپنی سیاہ آنکھیں ٹکائے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جو اپنے پالتو جانوار کتے ٹومی کے سر کے بال سہلاتی اس سے ناجانے کونسی باتیں کرنے میں مگن تھی کہ اسے اپنے آس پاس کا ہوش ہی نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابرار اپنی بات کے جواب پہ اسے اسکی نظروں کے ارتکاز پہ خود بھی پلٹ کے دیکھنے لگا تھا کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوکے میں کروا کر دے دوگا"۔ "

اسکے پلٹنے سے پہلے ہی گڑبڑاتا جلدی جلدی اپنی بھاری آواز میں کہتا اسکے ہاتھ سے چیک لے لیا ---------

کن سوچوں میں گم ہو میاں"۔"

آغر کے کندھے پر اپنا مضبوط ہاتھ کا زور دیتے اپنی ابرو اچکاتے پوچھا ---------

"مط--مطلب--؟؟"

وہ ایک بار پھر گڑبڑایا --------

تو میرے خیال میں باہر جارہا تھا---رائٹ !!تو جا اپنا کام کر۔ "آغر نے اسے" دیکھتے وہاں سے اسے ٹھیلانے والی کی ----------

ہوں"۔"

کہتا اسکے عجیب و غریب انداز کو دیکھ وہاں سے اپنا سر جھٹکتا مگر اس پر ایک گہری نظر ڈالتا نکل گیا ----------

آہ۔۔۔آغر نے اسکے جاتے ہی سکون کا سانس بھرا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"!! بھاؤ بھاؤ"

ٹومی اسکے سامنے آنے پر اپنا گلا پھاڑتے اسے دیکھ چیخا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک تو بہن کا بھائی ی اوپر سے یہ مخلوق ؟؟ اوئے کتے آخر کیا بروبلم ہے تیری"
میرے آتے ہی تیرا ٹیٹوا کیوں پھٹنے لگتا ہے۔۔؟؟ "دبے دبے غصے میں کہتا اسے گھورنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور دفتاً ہی سامنے وئیل چئیر پر بیٹھی وجود پر نظر پڑی جو اسے خونخوار نظروں سے دیکھ رہی تھی جیسے اسے کچا چبا جائے گی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آغر نے اپنا حلق تر کیا اور اپنا گلا کنکھار کے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ محض ایک جانور ہے اور تم بھائی ی بہن کی اس سے بے جا اپنائیبت میری تو"
سمجھ سے باہر ہے اوپر سے نام بھی ٹومی اسکےگلے میں یہ مہنگا ترین پھٹا دیکھتا مزید بولا

یہاں ملک میں غریبوں کو کھانے کو نہیں مل رہا اور اس پالتو کتے کے نام کا پٹھہ بن وایا
"!!آگیا ہے----واٹ ربش

کہتا اسے آگ لگا گیا --------

جو بس اب پھٹنے کے ہی در پر تھی --------

آہہہ !!ہش ہش کیا کررہا ہے یہ تمہارا کتا--؟ زرا جو اس میں شرم و لحاظ ہو--؟؟ ابے
کیوں میری عزت کا فالودہ بنانے پر تولا ہے--؟؟ ٹومی اسکی بلیک بینٹ کو نیچھے سے
اپنے منہ سے پکڑ کھینچنے لگا شاید اسے معلوم ہوگیا تھا اپنی اور اپنی مالکن کی بے عزتی کا

"!!! ہاہاہاہاہا"

گل کا اسکی حالت پہ ایک جاندر قہقہ پورے گارڈن میں گونجا --------

جاری-------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 10

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

آپکی مسکراہٹ دلکش صیح مگر ایک گہرا فریب ہے"۔"

اسے مسکراتے دیکھ بولا ---------

اس کا کہنا تھا کہ گل کے لبوں سے ہنسی مدہم ہوئی ی اور گلابی لب یکدم سکیڑ گئے

"میں سمجھی نہیں ؟"

اپنی گریش آنکھیں آغر کے مغرور چہرے پر ٹکائے اپنے سر کو بے نیازی سے جنبش دیتے بولی ---------

کچھ باتیں سمجھنے کی نہیں ہوتی میڈم گلنار ----- بحرحال چھوڑیں یہ سب---کہاں" تھیں اتنے دنوں سے ؟؟ کافی انتظار کروایا"۔ اسکے معصوم گلابی چہرے کے ایک ایک نقوش کو اپنی سیاہ رنگ آنکھوں سے ازبر کرتے گھمبیر بھاری لہجے میں کہا --------

اور ٹومی کو اپنی مضبوط گرفت سے قابو کرتا اسکی رسی کو تھامے اپنے قدم اٹھائے اسے ساتھ لے جاکر دائیں جانب اسکی جگہ لوہے کی پیلر سے بندھ دیا ---------

وہ جب کبھی بھی کمرے سے باہر آتی تھیں تو اتفاقیہ طور پر اس وقت آغر کہیں گھر سے باہر ہی ہوتا تھا کسی کام سے---جس وجہ سے ان دونوں ایک دوسرے سے کا ٹکراؤ نہیں ہوا تھا ---------

وجہ جان سکتیں ہوں میرے انتظار کی--؟؟ اور کیوں کرنے لگے تم میرا"
انتظار--؟؟ "اسے سامنے اپنی جگہ پر واپس آتے نک سک سے حلیے میں دیکھ
استزائی یہ اپنی ابرو اچکاتے پوچھا --------

سمندر موجوں کی ضد میں تھا اب سکوت چھا گیا ہے-- "اسکی خمدار پلکوں کے اٹھتے"
گرتے رقص کو دیکھ بولا ---------

یہ پہلیاں کیوں بجھا رہے ہو؟؟ سیدھا سیدھا کہو"۔"
اسکی باتوں پے وہ سر ہلاتی بے نیازی سے بولی ---------

عمر میں مجھ سے بڑی آپ ہیں پر لگتا ہے اب مجھے آپ کو طعنے دینے شروع کر دینے"
چاہیئے------- عمر بڑی مگر عقل ناپید "!!اپنے ازلی انداز میں کہتے اسکے جانب بڑھنے
لگا ---------

"اب کیا مس ئی لہ ہوگیا ہے--؟ تم ادھر کیوں آرہے ہو--؟؟"

وہ اسکی باتوں کو سرے سے نظرانداز کرتی اسے خود کے قریب آہستہ آہستہ چند قدموں کا فاصلہ مٹاتے دیکھ تنک کر بولی ---------

میم کافی -------آہ لیو مائی ہینڈ -------- وہ درشتگی سے آغر کی مضبوط گرفت میں اپنا ہاتھ دیکھ چیخی ----------

اسکے سر پر فائی کہ ملازمہ جسکا ابھی ہی ملازموں میں نیا نیا اضافہ ہوا تھا کافی کی ٹرے لیئے وہاں تیزی سے آتی بولی کہ آغر کو خود کے جانب آتے دیکھ بے دھیانی میں گل کا ہاتھ ٹرے میں موجود گرم گرم کپ پر لگنے والا تھا کہ آغر نے تھام لیا ----------

اور اب اس ملازمہ کو اپنی سیاہ رنگ آنکھوں سے غصے سے گھورنے لگا-----اسکے چہرے پر نظریں اٹھاتی ملازمہ اپنا حلق تر کرتی تھوک نکلتی رہ گ ئی اور ہنوز ہی اپنی سیاہ بھاڑ خمدار پلکیں نیچے گرا لی --------

وہ معاف کیجیئے گا میم میری ہی غلطی ہے میں ہی پاگلوں کی طرح بے دھیانی میں" آرہی تھی۔"جلدی جلدی بولتی وہ پھر ایک بار اپنی ترچی نظر اس سامنے کھڑے لمبے چوڑے شاندار وجہیہ مرد کو دیکھ بولی ----------

گل کو جب معاملہ سمجھ آیا تو ایک جھٹکے سے اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھوڑوایا

اس میں تمہاری کوئی ی غلطی نہیں ہے-----تم شرمیندہ مت ہو-----ہاتھ لگا تو " نہیں نا-----

اور اگر لگ جاتا کافی زرا سی بھی چھلک کر آپکے ہاتھ پر گر جاتی تو؟؟ "گل کی بات بیچ میں کاٹتا سرد لہجے میں بولا ---------

اگر گر بھی جاتی تو کوئی ی بڑی بات نہیں تھی سمجھے"۔"

وہ آغر کی بے وجہ کی فکر دیکھ غصے سے کہتی جھڑک گ ئی ----------

وہ اسکے جواب پہ تلملاتا خود کو پرسکون کرتا ٹرے سے اگے بڑھتا کافی کا کپ اٹھا گیا اور ساتھ ہی وہاں سے ملازمہ کو جانے کا اشارہ کیا ----------

وہ ملازمہ جانے ہی لگی تھی کہ اسے کچھ یاد آیا-------

وہ۔ وہ آغر جی"۔"

آغر تو غش کھاتا رہ گیا اسکے طرز مخاطب پہ کیونکہ جب سے یہ لڑکی آئی ی تھی کام کم اور اسے لیکر اسکی آنکھوں میں ایک الگ ہی چمک ہوتی تھی --------اس نے اپنا سر جھٹک اپنی ابرو اچکاتے اسے اگے بولنے کو کہا ---------

آپ نے کیچن کا سامان لادیا تھا جو لکھ کر دیا تھا رضیہ باجی نے"۔ رضیہ پرانی ملازمہ جو" سب ملازمین کی ہیڈ کہلاتی تھیں --------

بہت پہلے ہی لاکر دے چکا ہوں جاکر دیکھیں کسی اور ملازمہ سے پوچھیں وہی کیچن میں"
ہوگا"۔ آغر بنا اسکے چہرے پر نظر ڈالے وئیل چیئر پر گل کو دیکھ بولا -------

جسکی آنکھیں کچھ اور ہی بیان کر رہی تھیں ---------

اچھا آغر جی میں دیکھ لیتی ہوں"۔"
کہتی سراسیمگی سے مسکراتی چلی گئی ---------

"ویسے جوڑی اچھی ہے۔"
گل مسکراتی کہتی لب دانتوں تلے دباگئی --------

وہ اسکی بات پہ بس اسے گھور کر رہ گیا اور پھر کافی کا مگ اپنے عنابی لبوں سے لگا گیا

" یہ میرے لیئے تھی کافی ناکہ تمہارے لیئے ؟"

اسے بڑے مزے سے کافی پیتے دیکھ تڑک کر کہتی اسکی طرف سے نظریں پھیر گ ئی

"یہ لیں--"

کہتے اسکے گلابی ہاتھ میں مگ تھمانا چاہا --------

"مجھے نہیں چاہیئے تمہاری جھوٹی۔"

کہتی اسکی پکڑ سے ہاتھ جھٹک گ ئی ----------

اور ہاں تمہیں میری فکر کرنے کی کوئی ی ضرورت نہیں-----گل اشارہ اسکے ہاتھ کو کافی کے مگ پر لگنے سے بچانے پر تھا ---------

آپ کو توڑنے سے لیکر جوڑنے تک پھر تکلیف د ینے سے لیکر مرہم رکھنے تک بکھیر نے" سے لیکر سمیٹنے تک کا صرف اور صرف میرا حق ہے ----- شرافت سے یہ کافی پکڑیں

اور پیئے۔۔۔۔۔۔۔میں نے کوئی ی زیر نہیں ملادیا ہے اس میں۔ "کہتا بنا اسے سمجھنے کا موقع دیئے اسکے ہاتھ کو اپنی گرفت میں لیتا مگ پکڑواتا اسکے سرخ لبوں سے لگا گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔

"سسسی۔۔"

زبان پہ گرم گرم کافی لگنے سے اس کا منہ جل اٹھا اور جیسے ہی گل نے اسکی بکواس پہ اسے کھری کھری سنانے کے لیئے منہ کھولا ہی تھا کہ وہ اسے بنا دیکھے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔ جسے دیکھ بس وہ کھڑی رہ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اس سے پہنچنا چاہتی تھی کہ کس حق کی بات کر رہے ہو ؟؟ آخر تم؟

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اے یہ پی لے ک ئی ی مر مراگ ئی تو الزام ہم سادہ سے لوگوں پر آئے گا۔ "باہر" چارپائی ی پر بے سود خیالوں میں کھوئی ی بیٹھی کنزیش کو دیکھ رائی مہ دودھ کا گلاس دیتی بولی ----------

جو دو دن سے ناجانے کن سوچوں میں گم تھی---- بس گھر کا کام کاج کیا کھانا بنایا دیا اور ایسے ہی ٹھٹھرتی سردی میں باہر چارپائی ی پہ آکر بیٹھ جاتی ---------

کھانا تو وہ تھوڑا بہت چند نوالے دل مار کر کھا چکی تھی اور اب ٹیبلیٹ ہی لینی تھی کہ نجانے کیسے رائی مہ نے اس پر مہربانی کرتے اسے دودھ کا گلاس پکڑوایا ----------

جس سے لیتی وہ اندر سے لائی ی برابر میں پڑی تھیلی سے وہ کڑوی کسیلی دوائیاں اپنے ہاتھ میں نکالتی منہ میں ڈالتی دودھ کا گلاس منہ سے لگا گ ئی ----------

لاڈ صاحب کو دیکھ تیرے عجیب و غریب تاثرات کیوں ابھرے--؟؟ کیا تو جانتی ہے" انہیں پہلے سے--؟؟ مطلب پہلے کبھی ملاقات--؟؟ لیکن وہ تو زیادہ تر شہر میں رہے

ہیں اور اب کچھ مہینوں پہلے واپسی ہوئی ہے انکی۔۔؟؟ انہیں دیکھ تونے اتنا عجیب رویہ کیوں دیکھایا۔۔؟؟ "رائی مہ ابرو اچکاتی اسے دیکھ کہتی اسکے دل میں ایک کہرام بھرپا کرگ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جس شخص کو دیکھ وہ سرے سے برا خوب سمجھ کر بھول جانا چاہتی تھی جیسے وہ شخص اس سے کبھی ٹکرایا ہی نا ہو۔۔؟؟ مگر یہاں رائی مہ کی باتیں جانے انجانے میں اسکے دل کو جلتی بھٹی کی نظر کررہی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

چل جو بھی ہو لیکن یاد رکھ کے لاڈ صاحب میری نظر میں ہیں تو انکے بارے میں کبھی" غلطی سے بھی سوچنے کی غلطی مت کریوں"۔ گم سم بنا کوئی ی جواب دیئے اسے ایسے ہی بیٹھا دیکھ وہ مزید بولتی وہاں سے واک آؤ ٹ کرگ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رات کا تیسرا پہر تھا۔۔ چارو طرف گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔۔۔۔۔ جہاں لوگ اپنے اپنے گھروں سے میں سردی کی ٹھنڈی یک بستہ ہوا سے بچتے گرم گرم لحافوں میں دھیکے سکون و چین کی نیند میں خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہی اسکے بخار میں کمی ہوتے وہ ٹھنڈے پسینے سے شرابور تن و تنہا سسکتی تڑپتی ایک کھونے پر گھڑی نما پڑی تھی۔۔۔۔۔۔نازک جسم ہچکولے لیتا ہلکا ہلکا لرز رہا تھا اور منہ سے بے آواز روتی آنکھوں سے گرم سیال موتی لڑی کی صورت بہہ رہے تھے

ارے میری پیاری سی رانی آج آپ کہاں چھپی ہیں چلیں جلدی سے باہر"
آجائیں۔۔۔۔الماری کے اندر ہے یا چارپائی کے نیچھے۔۔؟؟ "وہ آدمی اس چھوٹے سے لائٹ بند ہوئے کمرے میں لوہے کا دوپٹ کا دروازہ وا کرتا اندر اپنے قدم رکھتا چہرے پر خباثت لیئے اس چھوٹے سے وجود کو مخاطب کرتا بولا ----------

جو سامنے کھڑکی پہ لگے پردوں میں اپنا کمسن نازک وجود چھپائے تھر تھر کانپ رہی تھی۔۔۔آج پھر شاید اسکی تائی نے اپنے کمرے میں اسے سولانے سے انکار کرتے باہر نکال پھینکا تھا۔۔۔۔جسکے باعث وہ وہی اپنے چھوٹے سے بے حال ٹوٹے پھوٹے اسٹور نما کمرے میں موجود تھی ----------

اچھا تو آپ آج پھر چھپن چھپائی ی کھیلنے کے موڈ میں ہیں --؟ چلو تو پھر بہت مزہ" آئے گا ----ڈھونڈتے ہیں پھر آپ کو--؟ "کہتے آہستگی سے اس نے اپنے قدم اگے بڑھائے --------

سامنے کھڑکی سے چھنک کر آتی چاند کی روشنی میں وہ بلو پردوں کے پیچھے اس معصوم کا پیلا انچل لہرایا جسے دیکھ اسکی آنکھوں میں خباثت اتری اور مونچھوں تلے عنابی لبوں پر گہرا تبسم چھایا-----دبے پاؤں چلتا اس تک پہنچا اور ایک ہی جست میں اسے اپنے جانب کھینچا ---------

"آہ !!!!----نن--نن--نہیں--نہیں--"

اسکا وجود اس زہر انڈھیلتی یاد پر جھٹکوں کی ضد میں آگیا تھا سانسیں جیسے سینے میں الجھنے لگی تھی آس پاس ہوا کا تناسب کم ہوتا اسکی سانسیں رکھنے کے در پر تھا حواس جیسے جکڑ لیئے گئے تھے ----------

خود کو سنبھالتی لمبے لمبے سانس لیتی کچھ پرسکون ہوئی ی --------

کون کہتا ہے کہ ہمیں ماضی بھول گیا۔۔؟؟ ماضی سے جڑی کوئی ی بھی نشانی، یاد، یا اس سے منسلک کوئی ی بھی رشتہ بھولے بھٹکے جب سامنے آتا یا دماغ کے پردوں پر کسی برے سائے کی طرح لہراتا ہے تو اعصاب چھٹک کر سنسنا اٹھتے ہیں اور ہم ایک بار پھر وہی پہنچ جاتے ہیں جہاں سے شاید ہم نے خود کو سنبھال کر زندگی جینے یا کاٹنے کا عہد کیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

وہ خوفناک ڈستی زہر خند یادیں ہمیں پھٹک کر وہی پہنچا دیتی ہیں جہاں موت کی خواہش سے لیکر حیات کی خواہش کے خاطر جینے کو ترجیع دیتے اپنے سارے دکھ و غم مہر بند کرکے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں لیکن پھر بھی یہ بھیانک دل کو مٹھی میں قید خون خون کر دینے والی یادیں ہمیں وہی لاکر پھٹکتی ہیں اور ہم منہ کے بل گرتے ہیں

۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ واقعات ہماری زندگی میں ایک ہی بار رونما ہوتے ہیں ان میں "دوبارہ "کی گنجائش نہیں ہوتی۔۔سچ ہی تو ہے کچھ دکھ ایسے ہوتے ہیں جو بانٹنے سے بھی کم نہیں ہوتے دل کسی طور بھی نہیں سنبھلتا بس ان کے لیے واحد مرہم وقت ہوتا ہے وہی اس کی

شدت کو کم کرتا ہے لیکن اپنی ذات کی بے وقعتی کا احساس کبھی کم نہیں ہوتا دکھ بار بار سر اٹھا کر کھڑا ہوجاتا ہے --------

آہ "کون کہتا ہے کہ ہمیں ماضی یاد نہیں--؟ ہمیں ماضی یاد نہیں؟ "کنزیش اپنی" ایک لمبی سانس خارج کرتی سب سوچتی اپنی آنکھیں درد سے بند کرگ ئی ---------

آہ کوئی ی چھین لے آکر مجھ سے یہ یاداشت"

"یہ تماشہ ماضی میرے بس سے باہر ہے۔

کاش کوئی ی ایسا جو اپنے حصار میں لیتے نرم چھاؤں تلے سینے سے لگائے اور بنا کوئی ی سوال جواب کیئے سارے منجمد غم سیمٹ لے----اسکے دل نے بند آنکھوں کے پیچھے سے ہلکی سی خود سے سرگوشی کی --------

کتابوں کے کچھ باب بند ہی ہوں تو بہتر ہیں۔۔۔۔۔اگر وہ رونما ہو جائیں تو انکے کھلنے ظاہر ہونے سے لہو نما زخم تازہ ہوتے رسنے لگتے ہیں اور ان میں اٹھتی ٹھسیں ہماری پوری بنیاد ہلا کر رکھ دیتی ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

تم بھی ابرار سکندر خانزادہ انہی باب میں سے ایک قصہ ہو۔۔۔۔۔کیوں آئے ہو تم آخر" ؟ کیوں میری زندگی کو سلگتی دہکتی جھلساتی آگ کے مانند کر دیا ہے ؟؟ کیوں میرے مہر "بند زخموں کو ادھیڑنے ہرا کرنے چلے آئے ہو ؟

، اسکی اب گریش بند آنکھوں کے پیچھے وہ دو شہد رنگ آنکھیں، بھوری داڑھی سفید رنگت کھڑا نین نقوش ، لمبا چوڑا وجاہت کا شکار مرد گھما تھا جونہی اسکی دھڑکنیں ساکت لب آپس میں پیوست اور آنکھیں وا ہوچکی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ابرار"

آنکھوں کی بھاڑ سے نم گرم سیال کا قطرہ گرتا اسکے ہونٹوں پر ٹھہرا اور بے ساختہ ہی اسکے ہونٹوں سے ابرار کا نام سرگوشی نما نکلا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 11

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"امی آپ یہیں بیٹھیں میں ذرا ڈاکٹر سے بات کرلوں۔"

ازمیر ریشمہ صاحبہ کی دن با دن گرتی طبیعت کو لیکر پریشان سا انکا معائنہ کروانے یہاں بڑے اسپشلیسٹ کے پاس آیا تھا --------

جھوٹے موٹے ڈاکٹروں کی ہدایات ادوایات سے جب انہیں کوئی ی فائدہ نہ ہوا تو اس "ڈاکٹر شجاع مستان نے شہر کے سب سے بڑے ہسپتال کے معروف قابل احترام سے انکی اپائی منٹ فائی نل کرواتے اب وہ یہاں تھا --------

ڈاکٹر شجاع مستان سے انکا قیمتی وقت لینا ایک عام سے انسان کے لیئے بے حد مشکل ہدف ثابت ہوتا تھا چونکہ ازمیر کی تھوڑی بہت اگے تک پہچان تھی جس وجہ سے آج اسے ریشمہ صاحبہ کے لیئے انکا اپائی نمٹ مل گیا تھا ----------

یہ تمام رپارٹس اس بات کی تشخیص کو باقاعدہ وضع کررہی ہیں کہ آپکی مدر کی کنڈیشن بلکل" بھی ٹھیک نہیں ہے "۔ سامنے بیٹھے ڈاکٹر شجاع ریشمہ صاحبہ کی کہی جسمانی ٹیسٹ کی رپارٹس دیکھتے مقابل بیٹھے ازمیر ملک کو دیکھ بولے -------

یہ رپارٹس اسنے ابھی ہی کچھ دیر پہلے کروائی ی تھیں اور کچھ رپورٹس کچھ دن پہلے چھوٹے موٹے ڈاکٹرز نے کروائی ی تھیں تو وہ بھی موجود تھیں۔۔۔۔۔ جنہیں ایک ایک نظر دیکھ ڈاکٹر شجاع کے چہرے پر بیک وقت کہی رنگ آرہے تھے۔۔۔۔ سمجھنا مشکل تھا کہ انکے دماغ میں آخر چل کیا رہا ہے؟؟

آزمیر صاحب دل کے چار وال ہوتے ہیں جوکہ آپکی باڈی کو خون سپلائی کرتے ہیں اگر ان میں سے ایک بھی کام کرنا چھوڑ دے تو۔۔۔۔۔۔۔ہمیں سانس لینے میں مس ئی لہ۔۔۔۔۔۔ ہر وقت اعصابی کمزوری ۔۔۔۔۔۔گھبراہٹ کا شکار رہنا اور اگر ایسے مریض کو غلطی سے بھی کسی بھی بات کو لیکر فکر مندی یا ان سے کسی دوسرے شخص کا اونچی آواز میں کچھ بھی کہہ دینا یا پھر ایسی کوئی ی بات جو تکلیف کے اونچے درجے کے پیمانے سے جڑی ہو۔۔؟ یہ ساری ہی باتیں مریض کے لیئے خطرناک ثابت ہوسکتی ہیں جن سے۔۔۔۔۔۔۔، وہ کچھ توقف کے بعد بولے ۔۔۔۔۔ اگر میں صاف صاف کہوں تو؟ آپکی والدہ ماجدہ کو ہارٹ اٹیک بھی پڑنے کے چانس ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور سب سے گھمبیر اہم بات یہ ہے کہ ۔۔۔۔۔۔۔ وہ ایک بار پھر اسے دیکھ بولتے بولتے روکے ۔۔۔۔۔۔۔۔

"کیا ڈاکٹر جو کہنا ہے کھل کر کہیئے ۔"

ازمیر انہیں بات کرتے ٹھہر جانے پر سرسیمگی سے دھیمے لہجے میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بد قسمتی سے آپکی والدہ کے تین وال بند ہوچکے ہیں ۔۔۔۔۔میں تو یہ دیکھ حیران ہوں کہ آپکی والدہ خود سروائیو کرتی یہاں تک آئی ی ہیں ۔۔۔۔۔۔میرا مطلب ہے کہ آپ ابھی انہیں گاڑی وغیرہ یا کسی پبلک سروس سے ہی لائے ہونگے مگر پھر بھی خیال رکھئی لیے گا ایسے امراض میں زیادہ چلنا پھیرنا بھی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے

۔۔۔۔۔۔۔۔

باقی انکی بلڈپریشر ، بلڈ ٹیسٹ اور مزید رپورٹیں دیکھ بھی یہی مشورہ دونگا کہ آپ انکا زیادہ سے زیادہ خیال رکھیں انہیں کسی بھی بات کی ٹینشن دکھ تکلیف سے قطع دور رکھیں۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر نے اسے دیکھ اپنی بات ختم کرتے ریشمہ صاحبہ کی رپورٹوں سے مزین فائل کو بند کرتے ازمیر کے سامنے کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنی ماں کی تشویش ناک حالت کا سن وہ ششدر تھا چہرہ لٹھے کے مانند سفید پڑچکا تھا مگر جونہی جیسے تیسے خود کو سنبھال کھڑا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

!!"شکریہ ڈاکٹر"

ٹیبل سے فائل اٹھائے کہتا انکا طے دل سے مشکور ہوا جسے دیکھ اسکے شکریہ کو سامنے بیٹھے ڈاکٹر شجاع نے اپنے سر کو خم دیتے وصول کیا۔۔۔۔۔۔اور پھر وہ وہاں سے اپنے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا باہر نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ انہیں لیکر گھر پہنچا اور بڑے ہی احتیاط پسندی سے انہیں سنبھالتے ٹیکسی سے باہر نکالا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھر میں قدم رکھا تو اسے اپنا ہستا کھیلتا گھر ایک جیل کی کال کوٹھری سے کم نہ لگا۔۔۔۔۔بکھری بے حال گھر میں موجود تمام چیزیں۔۔۔۔۔۔مٹی سے آٹھا پورا گھر جیسے اس گھر میں کبھی جھاڑو یا صفائی تک نہ کی گ ئی ہو۔۔۔۔۔۔کیچن جہاں سے اسے گھر میں گھستے ہی نئے نت پکوان کی خوشبو اسکے ناک کے نتھنو سے ٹکراتی اسکے دل میں ہلچل پیدا کرتی اسکی پیٹ کی بھوک کو بڑھا دیتی تھیں اور آج وہ کیچن گندھے غلیظ جھوٹے برتنوں اور گندگی کا ڈھیر بنا اسے اکتانے پر مجبور کر رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سامنے ہی کیچن میں مسکراتے اس حسین پری کا کہنا کہ کھانا تیار ہے آج یہ بنایا ہے فلانہ یا ڈمکانہ بنایا ہے۔۔۔۔۔۔اور وہ اسکے معصوم چہرے پر خوشی و آسودگی کے تاثرات محسوس کرتا ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھتے اس معصوم کے بنائے گئے مزیدار کھانوں سے لطف ہوتے خود با خود اس پری کے لیئے منہ سے بے ساختہ تعریف کے چند بول نکل جانا ۔۔۔۔۔۔۔کچھ لمحات اسکے دماغ کے پردوں پر لہرائے تو اسنے اپنی آنکھیں بند کر کے خود کو پرسکون کرتے کھولیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب نہ تو وہ حسین پرکشش معصوم گلابی چہرہ تھا اور نہ اسکی بیوی جسنے شاید ہی اسے کبھی سمجھنے کی کوشش بھی کی تھی ؟

جس عالم وحشت کا شکار اس شب چھت پر آئی ی زرتشہ بنی تھی ۔۔۔۔۔۔۔ وہ اس رات بھی زینیہ کو اسکے گھر سے لینے گیا تھا جب اس نے اسکے ساتھ آنے سے صاف انکار کرتے اسے خالی ہاتھ بیج دیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔ غصہ اسکا سوا نیزے پر تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور وہ چھت پر کھڑا یہی سوچ رہا تھا کہ کہاں اس سے آخر اس رشتے میں غلطی ہوئی ی ؟؟ جسکی سزہ وہ اسے دے رہی تھی ؟ اس نے تو خود کو مار کر زینیہ کی تڑپتی سسکتی آخری لمحات میں خالیقی حاقیقی سے ملتی ماں اور اپنی ماں کے فیصلے پر اپنے سر خم کیا تھا ؟ تو کیا یہ اس ہمدردی کا صلہ ملا تھا اسے ؟؟

اس نے تو بس یہی چاہا کہ وہ اسکے ساتھ آئے اپنے بکھرے گھر اور اس سمیت اپنی تمام زمیداریاں سمجھتے جانتے سنبھال لے لیکن یہ اسکی شروع سے خام خیالی یا خواہش ہی رہی۔۔۔۔۔۔ اب تو اس نے اس سے کسی بھی قسم کی امیدیں لگانی یا تواقعات کرنی چھوڑ دی تھی۔۔۔۔۔جب اسے ہی اسکی کوئی ی فکر نہیں تو وہ کیوں کرے بھلا ؟

امی آپ بیٹھیں میں کچھ بنا کر لاتا ہوں"۔"

انہیں انکے کمرے میں بیڈ پر آرام سے بیٹھاتے چپل سے انکے پیر آزاد کرواتے وہی پڑا ان پر سکیڑا سمٹا بلینکٹ ڈال وہ کیچن میں کچھ بنانے کے لیئے چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ ازمیر اب تک تو تجھے یہ کچا پکا انڈا، جلی بریڈ، دلیاں، کیچڑی بنانے کی عادت ہوجانی " چاہیئے تھی ؟ "خود سے بڑبڑاتا اپنے ہاتھ پہ پھونک ماری جہاں انڈے پین میں ڈالتے ہی تیل ہلکا سا اسکے ہاتھ پہ چھلک پڑا ----------

تم اپنی ضد کی کتنی پکی نکلی نا ؟؟ آخر چلی ہی گ ئی تم؟ یہ دیکھیں بغیر یہ گھر تمہارے" بنا کچھ نہیں؟ مگر تم سے بھی کیا امید رکھتا جب جسکا یہ گھر ہے؟ جسکا حق ہے؟ جسکی احساس زمیداری ہے جب اسے ہی پرواہ نہیں تو غیروں سے کیا امید رکھنا۔ "زرتشہ کا عکس ایک بار پھر دماغ کے اوزانوں پر لہرایا اور بے ساختہ اسکے عنابی لبوں سے شکوہ آزاد ہوا ----------

آج پھر دو دن بعد انڈا بریڈ اور دودھ کا گلاس ؟؟ بیٹا یہ صبح نہیں ہو رہی ؟؟ دوپہر ہے" اس ٹائم دوپہر کا کھانا کھایا جاتا ہے ناکہ صبح کا ناشتہ؟ "ریشمہ صاحبہ نے ٹرے میں رکھے لوازمات دیکھ اپنی ہنسی دباتے اپنے سامنے بیٹھے لمبے چوڑے ازمیر کو دیکھ کہا

جانتا ہوں اور آپکا یہ فکرہ کہنا بھی"۔

اپنے ازلی انداز میں بولتے منہ بسور کر دوسری جانب پھیر لیا اور ریشمہ صاحبہ کو کھلکھلانے پر مجبور کردیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باہر کسی رسٹورینٹ کا وہ انہیں کھلا نہیں سکتا تھا انہیں سختی سے منا کیا تھا جہاں سے پہلے علاج چل رہا تھا انہوں نے بھی اور اس ڈاکٹر نے بھی۔۔۔۔۔۔اسلیئے کبھی دلیاں کبھی کھچڑی کچی پکی وہ بھی یوٹیوب سے دیکھ اور کبھی انڈا بریڈ یہی بنا بنا کر کھلا رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا بیٹا مجھے برا لگ رہے تمہیں باہر کے ساتھ تھوڑی گھرداری بھی سیکا دیتی"۔ اسکے" بچے کی طرح منہ بناتے دوسری جانب کرنے پر انکا بے ساختہ قہقہ نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لہذا آپ صیح ہیں۔۔۔۔۔۔مجھے ابھی اگر کچھ خاص بنانا آتا تو ابھی آپکی خدمت میں وہ" پیش کررہا ہوتا لیکن خیر یہ بھی اچھا ہے۔۔۔۔۔ناٹ بیڈ "!!!انکے چہرے پر اتنے دنوں بعد مسکراہٹ دیکھ انکی کہی بات کو انجوائے کرتا انہیں دیکھ بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ گھر کتنا سونا سونا ہوگیا ہے ایک میری بچی زر کے جانے سے؟؟ "وہ افسردہ ہوئی یں"

امی ہم نے نہیں کہا تھا اسے جائے؟؟ اسکا خود کا فیصلہ تھا کہ وہ ہم پر بوجھ نہیں" بننا چاہتی اور خود محنت کرتے اپنا بوجھ اٹھاتے اپنی پڑھائی ی بھی پوری کرنا چاہتی ہے ----رکا تھا ہم نے مگر وہ محترمہ رکی نہیں ؟ اور چلتی بنی۔ "درشتگی سے کہتا بریڈ سے انڈا کا نوالا بناکر انکے منہ میں ڈالا ---------

بیٹا وہ نا سمجھ ہے نجانے اسے کیوں لگا کہ وہ ہم پر بوجھ ہے؟؟ اسکا فون آیا تھا" میرے پاس ---- "وہ انکی باتیں سرسری سا سن رہا تھا کہ انکی آخری بات پہ چونکا -----مگر خود پر خول چڑھائے وہ یکدم ہی بے حس بن گیا --------

"کیا کہہ رہی تھی محترمہ؟؟"

ہنوز ہی اپنے اہنکار و غصے کو پشت پش ڈال ان سے گویا ہوا ---------

کہہ رہی تھی اسے نوکری مل گ ئی ہے کسی اسکول میں ٹیچر کی اور وہاں جو تو اسے" موہے ہاسٹل میں چھوڑ آیا تھا وہ جگہ بھی ٹھیک ٹھاک ہے ماحول بھی صاف ستھرا ہے۔۔۔۔بتاتے بہت خوش تھی میری بچی۔۔۔۔۔اللہ اسے ایسے ہی خوشحال رکھے۔۔۔۔۔ "دعائیں دیتی وہ اسے دیکھ زرتشہ کے بارے میں بتاتی بولیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

" !! آمین"

اس صنف نازک کو تصور میں لائے ریشمہ صاحبہ کی دعاؤں کے ساتھ ازمیر کے دل سے سرگوشی نکلی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب ازمیر انہیں کھانا دوائی ی کھلاتا انکی گود میں سر رکھے لیٹ گیا۔۔۔۔۔۔وہ اسکے گھنے بالوں میں اپنا ممتا بھرا ہاتھ پھیرتی اسکی جڑوں کو سہلانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"بیٹا وہ زینیہ ۔۔۔۔۔۔۔،،، امی سکون چاہتا ہوں پلیز اس ٹاپک کو نہ چھیڑیں۔"

وہ اپنی آنکھیں موندیں ہی ان سے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھ سے بچھڑ کر خوش رہتے ہو"

"بے رحم تم بھی کتنے جھوٹے ہو

اسکے دماغ میں یہ چند سطر آئے جنہیں سوچتا ضبط سے آنکھیں کھولتا پھر میچ گیا

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ اپنا نازک وجود چادر سے ڈھانپے کنپکپاتی لرزتی ادھر ادھر اپنی سہمی ہرنی جیسی نظریں چارو طرف گھماتی آہستہ آہستہ اپنے گھر کی دہلیز پار کرتے داخلی دروازہ بند کرتی اگے چند قدم اٹھائے ---

اسکی ٹانگیں وجود اس قدر کنپکپارہا تھا کہ جیسے وہ یہی زمین بوس ہوجائے گی لیکن اسے ہمت کرنی تھی اسنے ٹھان لیا تھا کہ آج رات کی سیاہی میں وہ دبے پاؤں نکلتی یہاں

سے بہت دور چلی جائے گی اور کسی زی روح کو بھی کان و کان خبر بھی نہ ہوسکے گی

وہ اس سردی کے موسم میں بھی اپنی شفاف پیشانی پر آئے خوف کے زیر اثر پسینے کو اپنے گلابی ہاتھ سے رگڑتی صاف کررہی تھی اور چادر کو مضبوط گرفت سے تھام لیا تھا

کھیتوں سے گزرتی وہ ادھا رستہ طے کرچکی تھی ڈر بھی تھا کہ کوئی ی زہریلے کیڑے سانپ، بیچھو جیسے جانور اسے اپنا شکار نہ کرلیں ---

مکمل پیسنے سے شرابور ہوتی اب اسکی سانسیں پھولنے لگی تھی اور دل کی دھڑکن اتنی تیز تھی کہ اگر کوئی ی بھی شخص یا شے اسکے سامنے آجائے غلطی سے بھی تو وہی وہ اپنا دم دے دے گی ---

وہ اب کھیت سے نکلتی کھیت کے ساتھ ہی سیدھی سیدھی بنی کچی سڑک پر آئی ی
جہاں دور دراز سے آتی پیلے بلب کی روشنی اور چاند کی چاندنی اس سڑک کو روشن کرتی اس
پہر ایک الگ ہی جہاں آباد کر رہی تھیں -------

اس نے ایک بار مزید پیچھے مڑکے دیکھا کہ کوئی ی اسکے پیچھے تو نہیں--؟ مگر اپنے اردگرد
موت جیسا سکوت چھایا دیکھ وہ تھوک نکلتی اگے اپنے قدم بڑھا گ ئی ----------

"!!!آہہہ-"

پیچھے سے کسی مضبوط مردانہ گرفت میں اپنا نازک ہاتھ دیکھ ہکا بکا تھی کہ اس شخص
نے اسے اپنے ساتھ کھینچا جو پلٹتی کٹی پتنگ کی طرح اسکے جانب کھینچتی چلی گ ئی

اسکا چہرہ ڈرو خوف سے فق پڑتا جسم تھر تھر کانپتا لب آپس میں بھینچے پیوست ہوگئے اور
وہ اس آدمی کے ساتھ خالی دماغ کے ساتھ گھسٹتی چلی گ ئی

جسکی پشت سے بس اسکے شانے اور چوڑی پشت ہی دیکھ اسکے گلے میں گلٹی سی ابھر کر معدوم ہوئی ی۔۔۔۔۔خوف کے کالے سائے اسکے رونگٹھے کھڑے کردے رہے تھے۔۔۔۔۔۔وہ جانتی تھی کہ گاؤں سے بھاگنے والی لڑکی کے ساتھ کتنا عزیت ناک سلوک کرتے اسے غضب ناک سزہ سنائی ی جاتی ہے

کہ دوسری کوئی ی لڑکی بھاگنے سے پہلے اس سزا کو یاد کر لاکھوں کڑوڑوں بار سوچے اور پھر بھاگنے کو ترجیع دے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ "!!وہ یکدم جھرجھری لے اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اسے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ آدمی اسے لیکر کہاں جارہا ہے ؟؟ اسے تو بس اپنے سامنے خود کی قبر کے گرد کھڑے لوگ فاتحہ پڑھتے نظر آرہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آنکھیں اسکے تکلیف دہ حال پر برسنا تو چاہتی تھیں مگر شاید اسکا ڈر ان پر غالب آگیا تھا جسکے باعث وہ یکدم ہی ایک ہی جگہ مرکوز ہوتیں ساکت و جامد ہوگئی یں تھیں

اسکے نازک وجود کو لاتے اس نے گھماتے جھٹکے سے چھوڑا ------اسکے چھوڑنے پر وہ لڑکڑاتی پیچھے دیوار کا سہارا لیتی کھڑی ہوئی ی ----------

"کہاں جارہی تھیں بولو؟؟؟"

اسکی غضب ناک دھاڑ پر پورا جرگا گونجا ----------

اس دھاڑ پہ اس معصوم کا وجود زور زور سے لرزتا جھٹکوں کی ضد میں آتا قلب کے اندر سینے میں اسکی سانسیں الجھا گیا ----------

وہ گھبراتی سہمتی اپنی گریش آنکھیں جو اب برستی اسکے گلابی چہرے کو تر کرتی بگھوتی ٹھوڑی سے ہوتیں مقابل کے بوٹوں میں قید پیروں پر اپنے نمکین پانی کے نقش چھوڑ گ ئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔

MAN E AZIZAM

EPISODE # 12

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

شاہ رب نواز کی طبیعت خراب تھی تو ناچاہتے ہوئے بھی وہ انکی زمیداری نبھاتا رات کے دوسرے پہر جرگے کے معملات سے نمٹتا اپنی پروقار چال چلتا گھر جارہا تھا کہ 'اسے ڈری سہمی چھپتی چھپاتی جاتی وہ دیکھی جیسے دیکھ اسکی آنکھوں میں غصے سے پھوٹتے شرارے نمایا ہوئے اور وہ اسے بے دردی سے گھسیٹتے یہاں جرگے میں لے آیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"بولو؟؟؟"

وہ پھر دھاڑا -------

ایک بار مزید وہ اسکی دھاڑ پہ ہراسا ہوتی کانپکپاتی جھرجھری لے اٹھی اور خوفزدہ ہوتی اپنے سرخ لب کچلتی اپنے ہاتھوں کو ایک دوسرے میں الجھائے ہتھیلی میں ناخن چبھو گ ئی ---------

"سنائی ی آرہا ہے تمہیں ؟؟ میں کیا پوچھ رہا ہوں ؟؟"

اسے سن ساکت سا نیچے سر جھکائے کھڑی دیکھ وہ آگے بڑھتا اسکے دونوں نازک بازؤں پہ اپنی مضبوط گرفت جماتے غصیلے لہجے میں بولا ---------

"!!آہہہ"

اسکی مردانہ انگلیاں اسے اپنے بازؤں میں دھنستی محسوس ہوئی یں جس پر ہلکی سے اسکی پھنسی پھنسی سی چیخ نکلی اور آہستگی سے اپنی بھیگی لرزتی سیاہ پلکوں کی بھاڑ

اٹھائے اپنے سامنے لمبے چوڑے ابرار سکندر خانزدہ کو دیکھ اسکی سانسیں مدہم ہوئی یں لیکن مقابل کا چہرہ دیکھ وہی اسکا حلق تک نیم کڑوا زہر ہوگیا اور باہر آتے آنسوؤ ں کو دوبارہ اپنے اندار انڈیل گ ئی -------

مجھے چھونے کی ہمت کیسے ہوئی ی؟؟جاہل آدمی ہٹاؤ یہ اپنے ہاتھ---جانور "!!۔" اسکی آنکھوں میں اپنی گریش آنکھیں گاڑے اسکے لمس پر تڑپتی درشتگی سے سپاٹ لہجے میں بولتی اسکے ہاتھ اپنے بازؤ ں سے جھٹک گ ئی ---------

مقابل تو اسکی سیاہ جھالروں کے اٹھانے پر مبہوت ہوگیا اور اسکے گرے معصوم آنکھوں کے نین کٹوروں میں پانی دیکھ تڑپ اٹھا معاً اسکے منہ سے ادا ہوئے الفاظ سن کے ششدر رہ گیا ----------

"رات کے اس پہر کہاں جارہی تھیں تم؟؟؟"

اسکے لفظوں کے زہر کو بردشت کرتے اس نے پھر وہی سوال دھرایا --------

میں کہیں بھی جاؤں آؤں مروں جیوں تمہیں اس سے کوئی ی غرض نہیں ہونی"
چاہیئے ابرار سکندر خانزدہ ہٹو یہ اپنا گندا وجود لیکر میرے سامنے سے"۔ وہ اسکے چہرے پر
غصے سے پنکارتی ایک ہی جست میں اسکے سینے پہ اپنے نازک گلابی ہاتھوں کا زور دیئے
اسے جھٹکا دیتے دور کرتے وہاں سے اپنے قدم اگے بڑھا گ ئی -------

کیا یہ وہی گم سم چپ سے دھبوں سی کنزیش تھی جو کبھی کسی کے سامنے غلطی سے
بھی افف تک نہیں کرتی تھی ہمیشہ تحزیب و طمتدن کا دامن تھامے ہوتی تھی پر آج وہ
اپنی ساری تمیز بلائے طاق رکھ ایک آتش جوالا بنی ہوئی ی تھی----اپنے ہر دفعہ کے
رویے سے بے حد مختلف تھا گویا اسکا یہ روپ ---------

اسکے مرنے کی بات پہ تڑپتا جاتی کنزیش کے بازؤں کو ایک بار پھر بے رحمی سے پکڑتا
اسے اپنی جانب کھینچ گیا اور وہ کسی بے جان کٹ پتلی کی طرح اسکے چوڑے سینے سے
لگتی لگتی بچی --------

یہاں سے باہر ایک قدم بھی نکالا تو میں تمہاری ٹانگیں کاٹ دونگا سمجھی--"وہ اسکی"
ٹھوڑی کو اپنے دوسرے ہاتھ سے دبوچے اسکے دلکش چہرے کو دیکھ آنکھوں میں غیض

و غضب کی چنگاریاں لیئے غرایا۔۔۔۔کنزیش کا دماغ ہی سنسنا اٹھا اسکے سفاکیت بھرے انداز پر ۔۔۔۔۔۔۔۔

اتنی مشکلوں سے تو ملی ہو اب خود سے ایک منٹ جدا نہیں کرونگا"۔ گھمبیر بے خودی" میں کہتے اسکی گرے آنکھوں میں اپنی بھوری آنکھیں گاڑے اسکی ٹھوڑی سے اوپر ہونٹ کے نیچے سیاہ تل پہ اپنا انگھوٹا سہلایا ۔۔۔۔۔۔۔

اسے ایک سیکنڈ میں تولہ سے ماشہ ہوتے دیکھ وہ غش کھاتی رہ گ ئی اور ہنوز ہی اسکے بدلے رویے پر تھوگ نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔

تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے سمجھے جاؤ گی مم۔۔۔۔"

شش !!آؤ وہاں بیٹھ کر بات کرتے ہیں"۔"

اسکی بات کاٹتا اسکے سرخ اناری لبوں پہ اپنی انگلی رکھتے جرگے میں رکھے سربراہی تخت کو دیکھ بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہی نہیں جانا بھاڑ میں جاؤ تم"۔"

وہ اسے دیکھ غصے سے سرسراتی آواز میں کہتی اسکا بھاری ہاتھ نخوت سے جھٹکتی اسکی پکڑ سے دور ہوئی ی ---------

ٹھیک ہے تو یہیں بات کرلیتے ہیں"۔"

اسکا گریز دیکھ وہ سنجیدہ سا اسے دیکھ بولا --------

مگر مجھے تم سے کوئی ی بات نہیں کرنی اور نہ تمہاری شکل دیکھنی ہے کبھی"۔ وہ اسکی بات پہ اسے جھڑک گ ئی ---------

تم نے مجھے اس دن پہچان لیا تھا--؟؟ ویسے ہی جیسے میں نے تمہیں"۔ اس نے " ان دونوں کی پہلی ملاقات کو یاد کرتے اس کہا --------

" ہمم !!ناسور دینے والے کب بھولتے ہیں بھلا ؟؟؟"

وہ تڑک کر کہتی اپنے لہجے میں غصے کی رمق لیئے اسے دیکھ ناگواری سے گویا ہوئی ی

اسکے لہجے کی کاٹ پر مقابل کا دل زخمی سا سو ٹکرے ٹکرے ہوکر رہ گیا --------

تمارے سارے درد و غم سمیٹ لوگا ۔ تمہیں ہر گرم سرد ہوا سے بچا کر خود کے پاس" محفوظ رکھوگا یقین کرو مجھ پر"۔ گھمبیر ٹوٹے لہجے میں بولا ---------

ہاہاہا اعتبار وہ بھی تم پر ؟؟؟ یہ فریبی دھوکے بازی کا جال کہی اور جاکر پھینکو کیونکہ" میں اس میں نہیں پھسنے والی"۔ مقابل پہ اپنی ایک کاٹدار نظر ڈال اسکا تمسخرہ اڑاتی وہاں سے جانے کے لیئے پلٹی ---------

آخری خواہش تو مرنے والے کی بھی پوری کی جاتی ہے اسے بھی ایک آخری موقع دیا" جاتا ہے ؟؟ تو تھوڑی گنجائش پیدا کرلو"۔ بھاری لہجے میں اسکی پشت دیکھ بولا --------

ابرار کی آواز پہ اسکے پاؤں وہی جکڑ گئے ایک عزیت ناک لہر اسکے پورے وجود میں دوڑ گئی --------

"""""ٹرسٹ می پیلز !!ہر زخم بھر دونگا ان پر مرہم"

اگے اس سے بولا نا گیا --------

میں تمہیں اپنے زخموں کو ادھیڑنے تک نا دوں اور تم ان پر مرہم رکھنے کی باتیں کرتے" ہو؟؟؟ "چہرے پر سخت پتھیر لے تاثرات لیئے پلٹتی اسے دیکھ پنکھاری --------

اسکی بدگمانیوں پہ مقابل کے دل کو کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا اور اسکی بھوری آنکھیں تپتی لال سرخ ہوئی یں ---------

"ایسا کیا کروں کہ تم مجھ پہ بھروسہ کرلو؟؟"

ٹوٹے بکھیرے بھاری لہجے میں سامنے کھڑی اس دوشیزہ کو دیکھ بولا ----- جو صرف منہ سے انگارے ہی اگل رہی تھی ----------

'ایک ٹائم منافقت سے بھرپور بہت سے گناؤ میں غرق کوئی ی بھی شخص کہے کہ" مجھ پر یقین کرلو تو میں اس پر بھی یقین کرلوگی -------- مگر ابرار سکند خانزادہ تم مر کر بھی دوبارہ زندہ ہوجاؤں نا تو میں پھر بھی تم پر بھروسہ نہیں کروگی --------

بھروسہ جتنا پڑتا ہے لیکن اگر بھروسہ جتنے کے بعد اسے بری طرح سے توڑ دیا جائے تو اسے کیا کہے گے ؟؟؟ "مقابل کی سرخ انکھوں میں اپنی گرے آنکھیں گاڑتے غصیلے تاثرات لیئے اپنی آئی برو اچکاتے پوچھا ----------

"میں بتاؤں میں اپنے لفظوں میں کیا کہونگی ؟؟"

سامنے والے کی جانب سے جواب ندرد دیکھ اسے اداسی سے خود کو تکتا پائے دیکھ بولی

کمظرف گھٹیا بے غیرت"۔"

اسکے سیسہ پگلاتے الفاظ اسکے کانوں میں سائے سائے کرنے لگے ---------

میری بات کان کھول کر سن لو تم۔۔۔۔میری راہوں میں آنے کی غلطی مت کرنا"
تمہارے گاؤں میں بھاگی ہوئی لڑکی کو زندہ جلایا جاتا ہے ؟؟؟ میں تمہارا اس بھی برا
حشر کروگی "۔۔۔۔۔انکھوں میں غضب کی چنگاریاں لیئے غصے سے بولتی اس پر اپنی ایک
کاٹدار نظر ڈالتی پلٹتی وہاں سے اپنے قدم باہر بڑھا گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جلا کر خاک کب کا کرچکی ہو بس اب راکھ کا ڈھیر بننا باقی ہے۔ "اپنے لہجے میں"
افسردگی سمائے خود سے بڑبڑایا ہنوز اپنی نظریں سامنے ہی ٹکائی ی رکھیں جہاں کچھ دیر
پہلے وہ حسین اپنا سراپا لیئے سراپائے قیامت بنی کھڑی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہاں گیا اسکا غصہ اہنکار بلا کی سختی ؟؟ وہ کسی ہوا کے جونکے کی طرح آئی ی اسے بے
چھینیوں کی نظر کرتے سب کچھ مسمار کر اپنے ساتھ لے گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رار تمہارے ہاتھ تو میرے ہاتھوں سے کتنے بڑے بڑے ہیں اور سخت بھی بلکل کسی"
دیو کی طرح "۔۔۔۔۔ وہ ننھی سی پری کہتی کھلکھلاتی اسکے ہاتھ کو اپنی نازک گرفت میں
لیتی اس پر اپنا دوسرا ہاتھ بلکل پنجھے کی صورت رکھ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا ہاں تمہارے بلکل بونوں کی طرح چھوٹے چھوٹے"۔اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ پر دیکھ"
کہتے اسکا چھت پھاڑ قہقہ گونجا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہنہ !!تم ہوگے بونے ؟؟؟ ابھی تو میں چھوٹی ہونا اسلیئے ایسے ہیں جب بڑی"
ہوجاؤ گی تو میرے ہاتھ بھی بڑے ہوجائینگے "۔۔۔۔۔ اسے دیکھ اپنی سوچ کے مطابق
بولتی منہ پھولاتی اسکی جانب سے پھیرگ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن میں بھی تو ابھی چھوٹا ہوں مگر پھر بھی دیکھو میرے ہاتھ بڑے ہیں "۔۔۔۔"
اسکے منہ دوسری طرف کرنے پہ وہ دکھی ہوا بولا اور چہرہ تھام کر دوبارہ اپنی جانب کیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں یہ بھی ہے تمہارے ہاتھ ابھی سے بڑے اور مضبوط ہیں۔۔۔ رار تم جب بڑے" ہوگے۔۔۔ تو تم واقع دیو بن جاؤ گے ۔۔۔۔ ایک بہت بڑا دیو "۔۔۔۔ اسکے مردانہ چھوٹے سخت مگر بھاری ہاتھ کو دیکھ اپنے ننھے ہاتھ پھیلاتے اپنی چھوٹی چھوٹی گریش آنکھیں بڑی کیئے بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا پاگل اپنے ننھے سے دماغ پر زیادہ زور نہ ڈالو جگہ سے ہل جائے گا پھر تمہیں" مس ئی لہ ہوجائے گا"۔۔کہتے اسکے چھوٹے سے سر پر چھپت لگائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔

تم ہوگے پاگل۔۔۔۔مٹر سے نکلی سنڈی"۔"

منہ بنا کر کہتی وہاں سے بھاگ گ ئی۔۔۔جب بھی اسے زیادہ غصہ آجاتا تو اسے یہی کہتی چیڑاتی چلی جاتی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہنہ !!وائی ٹ لوبیا"۔"

اسے جاتے بھاگنے کی وجہ سے اسکے سر بالوں پر بندھی دوپونیاں ہلتے دیکھ اسکی پشت کو گھورتے غصے سے بڑبڑایا ۔۔۔۔۔۔۔

کنزیش کے جاتے ابرار دم سادھے ہی کھڑا تھا کہ تصور میں بچپن کے کہیں دلکش لمحوں میں سے ایک لمحہ لہرایا۔۔۔۔ جو اسکی آنکھوں کو نم اور گھنی مونچھوں تلے ہلکا سا تبسم بکھیر گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرے ہاتھ پر پھر تم اپنا ہاتھ رکھ "۔۔۔۔۔۔ مجھ سے اس قدر بدناں نہ ہو تمہاری یہ" بے رخی میری برداشت سے باہر ہے "۔۔۔۔ بے خیالی میں اپنے بھاری ہاتھ کی ہتھیلی کو آنکھوں کے سامنے کیئے اسے سوچتے بڑبڑایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ کا شششششش !!"تمہارا دل جو کانچ سے بھی ذیادہ نازک اور جھیل سے ذیادہ گہرا اور" پانی سے ذیادہ صاف شفاف ہے اور تمہاری روح جو ظاہری خوبصورتی سے بھی کئی گنا ذیادہ اچھی پیاری اور خوبصورت ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ میں تمہاری آنکھوں میں خوشی سے مہکتے جگنو جلملاتے، گلابی چہرے پہ سکون و سرور ، نرم ملائم ہونٹوں کے گوشوں پر آسودگی بکھیرتی مسکراہٹ دیکھنے کا خواہشمند ہوں۔ "ایک بار پھر اسے تصور میں لائے اسنے سرگوشی کی اور اپنا سانس باہر خارج کیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

صیح کہتے ہیں ۔۔۔۔۔۔گلاب کے حقدار بننا چاہتے ہو ؟؟ تو اس میں لگے کانٹوں کو بھی برداشت کرنا پڑھتا ہے ۔۔۔۔ اگر تم کانٹے برداشت نہیں کرسکتے ؟؟ تو تمہارا اس کی خوشبو پر بھی کوئی ی حق نہیں ۔۔۔۔ اسکے دماغ کی شریانوں میں یہ جملے لہرائے

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اپنے پورے جاؤ جلال سے کھڑی شاندار اونچی عمارت شارجہ ائی ی کونک انڈسٹری سے آسمانی کالر کی کرتی اور بلیک کلر کی ٹائی ز میں ملبوس ڈوپٹہ لے نیا زی سے گلے میں جھولتا جسکا لینا نا لینا ایک برابر ہی تھا بال کھلے شانوں کے گرد ، میک اپ سے لبریز گلابی چہرہ ، نازک پاؤ ں میں مقید لمبی پینسل ہل ، ہاتھ میں ایک ادا سے تھاما پرس وہ کمپنی سے نکلتی باہر داخلی دروازے پر آئی ی۔۔۔۔۔۔اور اپنا لے نیا زی سے سر دائی یں بائی یں گمایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کمال چیز ہے یار۔۔۔۔۔ہائے کمبخت دل پر ٹھا کر کے لگتی ہے یہ"۔۔۔۔۔۔۔ان" لوگوں سے تھوڑی اگے کو کھڑی اس لڑکی کو اوپر سے نیچے تک اپنی خباثت بھری نظروں

سے تکتے آئی یں بھرتے داخلی دروازے پر بائی یں طرف کھڑے عمر دراز چوکیدار نے دروازے کی دائی یں طرف کھڑے اپنے دوسرے چوکیدار ساتھی کو دیکھ کہا --------

ارے "خبیث روح "اپنی عمر دیکھ تیری بیٹی کی عمر کی ہے"---اسنے اسکی باتیں سن" اسے دیکھتے جھڑکا --------

ابے چل منحوس !!تونے تو سارا موڈ ہی خراب کردیا---بیٹی کی عمر کی ہے لیکن بیٹی" تھوڑی ہے اور پھر ایسی عورتیں تو خود دعوت نظارہ بنی پھرتیں ہیں ----- تو پھر ہم اس دعوت عام کو کیوں نا قبول کریں--؟ "بے باکی کی تمام حدیں پار کر ہونٹوں پہ شیطانی مسکراہٹ سجائے اپنی آنکھ دباتے بولا ----------

تو نہیں سدھرے گا"۔"

دوسرا چوکیدار اسے دیکھ اپنا سر جھٹک گیا ---------

غیر معیاری حسن و جمال لیئے کھڑی اس عورت کے سامنے سیاہ بڑی سے فور وئی یل آکے روکی۔۔۔جسے دیکھ اسکی انکھیں چندیاں گ ئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب اس بلیک کار کا دروازہ کھلا اندر سے باہر کسی مرد نے اپنا پاؤں میں مقید جوتے سمیت قدم باہر رکھا اور باہر آتے اپنے پہنے اسٹائی لش بلو کورٹ کے نیچے کے دو بٹن بند کیئے ۔۔۔۔۔۔۔۔

مقابل کا نکلنا تھا کہ سامنے کھڑی اس عورت کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہیلو کہاں کھو گ ئی یں میڈم ؟؟؟ جاں پناہ تشریف لائے ہیں اور آپ ہیں کہ صدمے" میں چلی گ ئی یں ہیں"۔ مقابل اسکے بلکل روبرو کھڑا اپنی بھاری مردانہ آواز میں اسکے حسین چہرے کو دیکھ بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"داؤد تم ؟؟؟ وہ بھی اتنی مہنگی ترین کار میں ؟؟"

اسکی آواز پہ وہ چونکتی اسے دیکھ اپنی آنکھیں پھیلائے بے یقینی سی حالت میں بولی

ہمم افکورس مائی ڈول میں !!!اور یہ میری ہی ملکیت ہے"۔ اسے حیرت و ورطہ" میں ڈوبے دیکھ بولا ---

"!! رئیلی بیوٹی فال"

اسکی چمچماتی گاڑی کو دیکھ بے خودی میں بے ساختہ کہہ گئی ---

آں آہاں محترمہ لہذا اس کار کی ویلیو ہے میرے اگے"۔"

وہ اسکی نظریں بس کار پہ ٹکے دیکھ تنزیہ بولا ---

ای۔۔ایسی بات نہیں ہے تمہارے پاس تو پہلے بھی اچھا ماڈل تھا کار کا لیکن یہ کافی" مہنگی لگتی ہے"۔ وہ اسکی باتوں پہ اٹکتی تذبذب کا شکار ہوئے بولی ---

یہ دراصل تحفہ ہے میرے باس کی جانب سے"۔"

اسنے اپنا سر کجاتے اسے دیکھ کہا ---------

"اوو اچھا !!بٹ کسی خوشی میں ؟؟"

مقابل کو دیکھ اپنی ائی برو اچکاتے سوالیہ پوچھا ---------

یار میری پرموشن ہوئی ی ہے تمہارا دوست کمپنی کا منیجر بن گیا ہے"۔ وہ اسے دیکھ"
اپنے لہجے میں خوشی سمائے بولا --------

واؤ فیب !داؤ د سن کر خوشی ہوئی ی"۔"

چہرے پر مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ بولی ---------

ایسے پھیکا سڑا وش نہیں چاہیئے مجھے ------- زینیہ تمہیں میرے ساتھ چلنا ہوگا"
لیٹس سیلبریٹ یار"--------وہ اسے دیکھ بھر پور خوشی کا اظہار کرتا بھاری آواز میں بولا

ویسے داؤد مجھے بھی آج پہلی سیلری ملی ہے اور یقین جانو میں اپنی سلیری پیکج سے" بے حد خوش ہوں اور یہ سب کچھ تمہاری بدولت ہے اگر تم نہ ہوتے تو اس بڑی سی کمپنی میں جاب ملنا کہاں آسان تھا بھلا---؟ تم نے اپنے باس سے بول کر میری یہاں سفارش کروائی ی------- سچ تم نہیں ہوتے تو اس ملٹی نیشنل کمپنی میں جاب کرنا میرا خواب ہی رہ جاتا------ چلو چلتے ہیں کرتے ہیں سیلبریٹ"--- وہ پہلے دل مسوس پھر اسے دیکھ چہکتی بولی ---------

ڈئیر تم قابل ہو اسلیئے یہاں ہو ابھی"۔"

وہ اپنے دونوں بھاری ہاتھ اسکے کندھوں پر رکھے اسکی انکھوں میں اپنی انکھیں ڈالے سنجیدگی سے بولا ---------

وہ ایک پل کو مقابل کی آنکھوں میں دیکھ مسمرائی ز ہوئی ی مگر جونہی اپنا سر جھٹک گ ئی ----------

جاری ہے------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 13

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

طبعیت میں بہتری آئی ی شاہ رب نواز صاحب یا ابھی بھی ناساز ہے ؟ "وہ حویلی کے" بائی یں سائیڈ پر بنے گوڑوں کے استبل میں کھڑے بلیک ہارس کے پشت پر اپنے ہاتھ سے بال سہلاتے اسے دوسرے ہاتھ سے لوسن کھلانے میں مگن تھے کہ اپنی پشت سے انکی سماعتوں میں ابرار کی بھاری آواز ٹکرائی ی ----------

ٹھیک ہوں تم بتاؤ کوئی ی کام دھندہ کرنے کا ارادہ ہے کہ بس آوارہ گردیاں کرنی ہیں" زندگی میں ؟ "پیچھے مڑتے سامنے کھڑے لمبے چوڑے ابرار کو دیکھ بولے -------

انکے تیکھے طنز پہ مقابل کا چہرہ سرخ ہوا اور تاثرات سرد ہوئے --------

میں کام دھندہ کروں یا نہ کروں یہ میرا مس ئی لہ ہے "۔"

انہیں دیکھ سپاٹ لہجے میں بولا --------

ہاں باپ کے پیسوں پر عیاشی کرتے رہو لیکن کب تک کروگے ؟ ہمیشہ ہی تم گاؤں" سے باہر ہوتے ہو ؟ بس تیواروں کی طرح کبھی کبھار چکر لگا لیتے ہو ؟ اب تو تم ٹیکے ہو یہاں اتنے سالوں بعد ؟ چلو یہاں نوکری نہیں لیکن شہر جاکر بھی تم نے کونسا تیر مار لیا ایک پیسہ تک تو کما کر نہیں لائے ؟ "اسے دیکھ غصے سے بولے ----------

ہاں کیونکہ جب باپ اتنا امیر کبیر دولت مند ہو تو کیا ضرورت کمانے کی ؟ ویسے آپکا ایک" ایک لفظ اگر میں نے سچ کر دیکھایا تو کہاں منہ چھپاتے پھیرے گے نواز صاحب ؟ "وہ انہیں دیکھ دل جلاتی اسمائی ل پاس کرتے دوبدو بولا ----------

"مطلب ؟"

اسے دیکھ انہوں نے ائی برو اچکاتے پوچھا --------

"!!عیاشی ---"

اسکے بولنے پر اب انکے چہرے پر ڈٹے تاثرات ڈیلے پڑے اور ماتھے پر اب اس لفظ پہ ہلکا سا پسینہ در آیا ---------

ویسے ایک مشورہ ہے آپکے لیئے میرے پاس ----- جس بات کا آپکو ادراک نہ ہو اس بارے میں پھر اپنا منہ بند ہی رکھنا چاہیئے بعد میں منہ کے بل گرنے سے اچھا ہے کہ منہ پر قفل لگا لیا جائے "۔ انہیں دیکھ سرد لہجے میں چبا چبا کر بولا --------

چلے جاؤ یہاں سے زلیل انسان جب باپ سے بات کرنے کا سلیقہ آجائے تب" میرے روبرو آنا ورنہ اپنی شکل دیکھانے کی کوئی ی ضرورت نہیں ہے "۔ آنکھوں میں بھڑکتی شعلوں سی چنگاریاں لیئے ابرار کو دیکھ بولے --------

رب نواز سکندر خانزادہ صاحب خیر ان باتوں کو چھوڑیں حال ہی میں گاؤں میں شادی کروائی ہی تھی جو آپ نے --------،

جج ۔ جاؤ تمہاری ماں تمہیں بلارہی تھی"۔"

وہ ان کی جلی کٹی باتوں کو نظرانداز کرتا بول رہا تھا کہ نواز صاحب نے گڑبڑاتے اسکی بات بیچ میں کاٹی اور لڑکھڑاتے لفظوں میں اسے حمیدہ بیگم کا یاد آیا پیغام سنایا --------

کچھ چھپا رہے ہیں نواز صاحب ؟ آپکے لفظ اپکی زبان کا ساتھ نہیں دے"
رہے------ اپنی پروبلم ؟؟؟ "اسنے سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھا ---------

ہاں میری رکاوٹ تو تم ہو ؟ کب-- کبھی اپنے باپ سے طریقے سے بات بھی کرلیا کرو"
تمہارا دشمن نہیں ہوں میں؟ "وہ اسے دیکھ سخت لہجے میں بولے --------

!!! پرکھ ہے ویسے آپ کو انسانوں کی----- امپرسیو"

چلیں میں چلتا ہوں اپنی جان والدہ کے پاس باقی آپ سے بعد میں تفتیش ہوگی"۔ وہ ایک گہری نگاہ ان پر ڈالتے وہاں سے اپنے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اونہہ !!آیا بڑا آفسر خبیث کی روح گندی اولاد کبھی جو باپ کی عزت کرلے"۔ وہ منہ" ہی منہ بڑبڑاتے اپنا سر جھٹک گئے ۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کتنا سکون بخش ہے یہ لمحہ "۔"

وہ اپنی بانہیں پلائے سمندر کی تیز ہوا کو چیرتی لہروں کا صاف شفاف پانی اپنے پیروں کے نیچے محسوس کرتی مسرور ہوتی انکھیں موندے کھڑی بولی ۔۔۔۔۔۔۔

معلوم ہے تمہیں سمندر اٹریکٹ کرتا ہے "۔"

اسکے ساتھ کھڑے وجود نے اسے خود سے بیگانہ ہوئے اسکے گلابی چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیئے کہا ۔۔۔۔۔۔

ہمم داؤد تم بھولے نہیں یہ بات "۔"

وہ اپنی انکھیں واکیئے اب اسکی جانب متوجہ ہوتی بولی -------

تم سے منسلک کوئی ی چیز یا جگہ کبھی بھول سکتا ہوں بھلا ؟ "اسکے گلابی چہرے پر" تیز ہوا سے اٹکلیاں کرتے کالے بالوں کی بل کھاتی لٹوں کا رقص دیکھتا گہری بھاری آواز میں بولا -------

یہ کافی پرانی بات ہے ------ لگتا نہیں تھا کہ تمہیں یاد ہوگی"------ اسے دیکھ" چہرے پر آئی ی لٹوں کو کان کے پیچھے اڑستے کہا ---------

جینا بھول سکتا ہوں لیکن تم اور تمہاری باتیں نہیں "۔"

اسے دیکھ ایک ٹرانس کی کیفیت میں دوبدو بولا --------

سمندر مرغوب کرتا ہے تمہیں تمہارا دل کرتا ہے کہ اس میں سما جاؤ "۔۔۔۔۔۔ مقابل" نے اسکی انکھوں میں اپنی انکھیں ڈالے بات جاری رکھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

متاثر لگتے ہو مجھ سے ایک ایک لفظ تمہیں زبانی یاد ہے ۔۔۔ "وہ یونیورسٹی کے دنوں کو" یاد کرتی بولی جب وہ دونوں اپنے کچھ مزید دوستوں گروپ کے ساتھ سب اپنی اپنی پسند نا پسند کے بارے میں ایک دوسرے سے ڈسکس کر رہے تھے "۔۔۔۔۔۔ وہ منظر اسکی انکھوں کے سامنے لہرایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا ویسے سچ ہے "۔"

مقابل کے مونچھوں تلے عنابی لبوں پر اسکی باتوں پر مسکراہٹ آئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم پہلے حسین تھیں یا شاید مجھے آج زیادہ لگ رہی ہو "۔۔۔ اسے دیکھ اپنی ہنسی" دبائی ی گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔

تم کبھی فلرٹ کرنا نہ چھوڑنا "۔"

اسے دیکھ مسنوئی ی انداز میں بولتی خود بھی ہنسی دباتی اسکی طرف سے اپنا چہرہ موڑ گ ئی --------

فلرٹ صحت کے لیئے اچھا ہوتا ہے کبھی کبھار کرلینا چاہیئے "--- اسے دیکھ انکھ ونک" کرتے بولا --------

ہاہاہا سدھر جاؤ تم "۔"

کہتی اسکے مضبوط بازوں پر اپنے نازک ہاتھ کا مکہ جڑا --------

"تم بتاؤ تمہاری شادی شدہ لائف کیسی گزر رہی ہے ؟"

اسکی بات کے اثر پر اپنے لبوں پر چھاپ دیکھاتی مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ بولا

-------- جو اب سمندر کے کنارے چل رہی تھی --------

"!! ٹھیک ٹھاک"

یک لفظی جواب دیتی بولی --------

"تم مطمئن نہیں لگتی اپنی شادی سے کیونکہ پہلے بھی غالباً یہی جواب دیا تھا تم نے"
۔ وہ اپنی اور اسکی واٹسپ چیٹ پر بات چیت کو سوچتے بولا اور اسکے ہم قدم برابر میں
چلنے لگا --------

"داؤد اچھا بھلا موڈ خراب مت کرو پلیز ۔"
اسے کہتی جھڑک گ ئی جیسے اسکی بات پہ اچانک منہ میں کڑوا بادام چبا لیا ہو

خیر کوئی ی بات نہیں اگر تم اس ٹاپک پر بات نہیں کرنا چاہتی تو"۔ اس نے اسے"
دیکھ بات ختم کرتے اپنے پیروں تلے مٹی اڑائی ی ---------

"آہ تم بتاؤ تمہارا کب ارادہ ہے شادی کرنے کا ؟؟"
زینیہ نے سانس ہوا کے سپرد کرتے اسے دیکھ اپنی آئی برو اچکاتے پوچھا ---------

جب لڑکی ہاں کردے "-------"

کس لڑکی کی بات کررہے ہو زرا کھل کر کہو "------ اسے آڑے ہاتھوں لیتی جانچنے " والے انداز میں بولی -------

اس ڈائن کی جو مجھ جیسے سیدھے سادھے انسان کو تگنی کا ناچ نچائے گی"۔ مونچھوں" تلے تبسم پھیلائے آنکھ دبائے بولا ---------

تمہارا کچھ نہیں ہوسکتا کبھی سریس بھی ہوجایا کرو "------- ہاہاہا------ اسکے جملے" پر مقابل کا بے ساختہ قہقہ گونجا تھا ----------

جاری ہے -----

MAN E AZIZAM

EPISODE # 14

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ حویلی میں بنی سیڑھیاں پھیلانگتا اوپر پہنچا -------

آپ نے ہمیں بلایا تھا والدہ جان "۔ "

اپنی بھاری مردانہ آواز میں چھت پر موجود رکھے تخت پر سلیقے سے پیچھی کامدانی پر بیٹھی وہ ملازمہ رضیہ جو کہی سالوں سے اس حویلی کی خدمت پر معور تھی سے کسی بات پہ مخاطب تھیں کہ اپنے نوجوان بیٹے کی آواز انکے کانوں میں گونجی ---------

گلے میں ڈالی اسکن کلر کی شال، وائٹ قمیض شلوار زیب تن کیئے وہ سامنے اپنی شاندار وجہیہ پرسنٹلی لیئے کھڑا تھا --------

حمیدہ بیگم نے اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھ ملازمہ کو ہاتھ کے اشارے سے جانے کا کہا جنہیں دیکھ وہ وہاں سے چلی گ ئی ---------

آؤ آؤ ابرار میرے بیٹے ۔۔۔۔۔۔ادھر اپنی ماں کے پاس بیٹھو "۔۔۔۔۔ اسے انکھوں" میں پیار سموئی ی نظروں سے دیکھتیں اپنے پاس تخت پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے بولیں

۔۔۔۔۔۔۔

جی بولیں "۔"

ٹانگ پہ ٹانگ چھڑائے انکے برابر میں بیٹھتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔

یہ کچھ لڑکیاں ہیں میں نے سلیکٹ کی ہیں تمہارے لیئے ان میں سے کسی ایک کو" پسند کرلو"۔ وہ اسکے ہاتھ میں اپنا موبائل پکڑاتی اسکرین پہ واٹسیپ اوپن کرتیں اس پہ موجود کچھ تصاویر اسے دیکھاتی بولیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

ماں یہ کیا ہے ؟؟ اس دن آپ شہزادی کے لیئے وہ رشتہ اور آج میرے لیئے ؟؟" پہلے شہزادی کی ہوجائے میں ابھی شادی نہیں کرنا چاہتا "۔۔۔۔۔ اس نے ان تصویروں پہ بنا اپنی کوئی ی نظر ڈالے انہیں دیکھ کورا جواب دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں نہیں کرنا چاہتے عمر دیکھی ہے تم نے ماشاءاللہ شادی کے لائق ہو ۔۔۔۔۔"
بس میں چاہتی ہوں کہ جلد از جلد تمہاری دلہن لے آؤں "۔۔۔۔۔۔ انہوں نے اسکی
پہلی بات کو نظرانداز کرتے اسکی آخری بات پہ اپنا فیصلہ سنایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کوئی ی کام کاج نہیں کرتا آپکا بیٹا ۔۔۔۔۔۔ اس بات پہ آپکے شوہر کے روز بروز تانے"
سننے کو ملتے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔ تو کوئی ی اپنی لڑکی کیا خاک دیگا مجھے "۔۔۔۔۔۔۔ اسنے
انہیں ٹالنے کے لیئے جواز پیش کیا ۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا والد ہیں وہ تمہارے"۔"

اسے دیکھ اسکے طرز مخاطب پہ ڈپٹتی بولیں ۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا جانتا ہوں "۔"

ہاتھ میں تھاما موبائل وہی رکھ وہاں سے کھڑا ہوتا اپنا چہرہ اوپر اٹھائے آسمان پہ پھیلی
رات کی کالی سیاہی دیکھتا اپنا سر ہلاتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

حویلی زمینیں مکمل جائیداد تمہاری ہی تو ہے ؟ تم ہی تو ایکلوتے اس سب کے وارث" ہو ----- جو آئے گی راج کرے گی----- کام بھی ضروری ہے لیکن وہ نکاح کے بعد بھی ڈھونڈا جاسکتا ہے "------ وہ اسکی اپنی طرف چوڑی پشت دیکھتیں مزید بولیں

"ٹھیک ہے کیا میرے پاس اس بارے میں خود سے کوئی ی آپشن رکھنے کا حق ہے ؟" انکی جانب پلٹتا اپنی ازلی بھاری آواز میں بولا --------

"ہاں بیٹا ہے۔"

اچانک ابرار کی بات پہ حمیدہ بیگم کی صبیح پیشانی شکن آلودہ ہوئی ی -------

"تم کسی کو پسند کرتے ہو ؟؟"

اب اپنے چہرے پر مسنوئی ی مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ مزید بولیں --------

انکی بات پہ ابرار کے دماغ کے پردوں پر وہ گلابی غصے سے لال خفا خفا سا چہرہ لہرایا اور اسکے ساتھ ساتھ اس دوشیزہ کو اللہ کی طرف سے تحفے میں ملا وہ حفاظت کے لیئے لال پنکھڑیوں جیسے ہونٹوں کے نیچے سیاہ تل بھی اداس لگا --------

"میں تمہارا حشر برا کردوگی۔"

اس معصوم کی معصوم سی دھمکی یاد آئی ی اسے -----

تمام جملائے حقوق سمیت میری دسترس میں اجاؤ پھر ایک دوسرے کا حشر نشر ملکر " کرے گے جانم "-----مونچھوں تلے عنابی لبوں پہ تبسم سجائے دل میں کہا

ابرار بیٹا----- جی جان والدہ ------ حمیدہ بیگم کی آواز پہ بے خیالی سے نکلتا خود کو" کمپوز کرتا یکدم ہی لبوں پر آئی ی مسکراہٹ چھپا گیا -------

"تو کون ہے وہ لڑکی ؟؟"

اسے دیکھ اپنی ائی برو اچکاتی بولیں -------

جلد بتاؤں گا مگر اس سے پہلے اپنی شہزادی کو رخصت کروگا۔۔۔۔۔۔ اب اجازت دیں"
میں چلتا ہوں اور آپ بھی نیچے چلیں سردی بڑھ رہی ہے "۔۔۔۔۔۔ کہتا انکے ہاتھ
عقیدت سے اپنی آنکھوں پہ لگا گیا اور انہیں لیئے آہستہ آہستہ سیڑھیاں اترتا نیچے انکے
کمرے میں لے جانے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ایک چائے"۔"

اس لمبے چوڑے دراز قد شخص نے اس ہوٹل کے اندر آتے ٹیبل کے پاس سے چیئر
گھسیٹتے بیٹھتے وہاں کام کرتے لڑکے کو آڈر دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی صاحب ابھی لایا"۔"

وہ لڑکا کہتا وہاں سے چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے کس اینگل سے میں صاحب لگ رہا ہوں ۔۔۔۔۔۔نہ ہی میں نے سوٹ بوٹ"
پہن رکھا ہے ۔۔۔۔۔۔ نہ ہی کھڑی باہر لمبی گاڑی ہے"۔۔۔۔۔ اسنے اپنے سادھے
بلیک کارٹن کے شکن آلودہ کپڑوں پر ایک نظر ڈال دل میں سوچا مگر یکدم ہی سر جھٹک
گیا ۔۔۔۔۔۔کہ ان فالتو سوچو کو سوچنے کا بھی اسکے پاس وقت نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا تم بھی ناں"۔"

ایک نسوانی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی بے نیازی سے اس نے اپنی گردن
موڑتے دیکھا تو اسے اپنے برابر کچھ فاصلے پر موجود ایک ٹیبل پہ بیٹھے نوجوان لڑکی لڑکا نظر
آئے ۔۔۔۔۔۔ دیکھنے سے ہی لگ رہا تھا کوئی ی ٹین ایجرز ہیں ایک دوسرے کے عشق
میں پاگل ۔۔۔۔۔۔۔

لڑکی تو خیر عبائے میں ملبوس اسکے جانب پشت کیئے بیٹھی تھی اور اس لڑکی کے مقابل
بیٹھا وہ وجود جو شکل سے ہی کوئی ی عیاش قسم کا اوباش لڑکا معلوم ہورہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

" یہ تمہارے لیئے جان۔"

اپنی پیار بھری نظروں سے تکتے ٹیبل پر رکھے اس لڑکی کے نازک گلابی ہاتھ کو تھامتے اسکے سامنے بیٹھے لڑکے نے اسے ایک گفٹ پیکٹ پکڑاتے اسکا ہاتھ دباتے چھوڑا

جسے دیکھ وہ جھجکی مگر ہنوز ہی شرما کر وہ پیکٹ تھامتے کھولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ سین دیکھ برابر میں بیٹھے ضوریز لشاری کی آنکھوں میں غصے کی ایک رمق آئی ی۔۔۔۔۔مگر جونہی اپنا سر جھٹکتا اپنی نظریں وہاں سے ہٹا گیا جیسے اسکی نظروں میں کوئی ی جیئے مرے اسے کوئی ی فرق نہیں پڑتا اور پھر ایسی لڑکیاں تو خود اپنی عزت کو پلیٹ میں سجاکر اسے نامحرم کو تار تار کر رکھ دینے کی اجازت دیتی ہیں

صاحب یہ لیں "۔"

لڑکے نے چائے لاکر اسکے سامنے ٹیبل پر رکھی ------ جسکی آواز سن وہ فضول سوچوں سے باہر آتا اپنا ہاتھ چائے کے جانب بڑھا گیا --------

جاری ہے -------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 15

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

قمیض کی جیب میں اسکا موبائل رنگ ہوا------بے زاریت سے اس نے چائے کو ٹیبل پر پٹکا اور جیب سے موبائل نکالا اسکرین پہ شو ہوتا نمبر دیکھ یس کرتے فون اپنے کان سے لگا گیا --------

فون کے پیچھے سے معلوم نہیں کیا کہا گیا کہ وہ یکدم ہی فون بند کر جیب میں رکھتا والڈ سے چائے کے پیسے نکالتا وہی ٹیبل پہ چھوڑتا جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا اور وہاں سے تقریباً بھاگنے والے انداز میں ہوٹل سے باہر نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے ہربڑی میں جلدی جلدی جاتے وہاں بیٹھے تمام لوگوں نے دیکھا تھا اور اس میں ایک نظر شامل لڑکے کے ساتھ عبایا پہنے بیٹھی اس لڑکی کی بھی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی شخصیت میں ایک الگ ہی رعب و دبدبہ تھا جسے کوئی ی بھی نظرانداز نہیں کر پایا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو جان چلیں"۔"

سامنے بیٹھا لڑکا اسے دیکھ دوبارہ اپنی پیار بھری نظروں سے تکتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے"۔"

خود بھی اسی کے انداز میں بولتی اسکے دیئے گئے گفٹ کو ٹیبل سے اٹھاتی اپنے ہاتھ میں لیتی وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی ی --------

آہ جان تم باہر جاؤ میرا ویٹ کرو میں بل پے کر کے آتا ہوں"۔وہ لڑکا کہتا وہاں بنے کاؤنٹر پر چلا گیا --------

وہ اپنی دھن میں ہی باہر چلی آرہی تھی کہ سامنے پڑے پتھر سے الجھی اور نیچے زمین بوس ہوئی ی -------

" !! آہ"

اسکے لڑکی کے منہ سے پھنسی پھنسی سی چیخ نکلی --------

اب ادھر اُدھر اپنی نظریں دوڑائی ی کہ اسے کسی نے دیکھا تو نہیں------ مگر لوگ ہوٹل میں تھے اور کچھ جو باہر تھے بھی تو اکا دکا دور دراز تھے-------- جنہیں دیکھ وہ سد شکر کرتی اپنے پیر کو دیکھنے لگی کہ زیادہ تو نہیں لگی ---------

کچھ دیر کا سکوت تھا کہ اسکے کانوں میں موٹر بائک کی آواز گونجی۔۔۔۔۔۔اس نے اپنا جھکا سر اٹھا کر آواز کے جانب اپنی گردن مڑی جو بائیں طرف سے آرہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔

موٹر بائک پہ بیٹھے اسی لمبے چوڑے شخص کو دیکھا جو ابھی کچھ دیر پہلے بھاگتے باہر کو آیا تھا۔۔۔۔۔۔ اس نے اسکی سرد آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالی ان آنکھوں میں ایسی آگ کی تپش تھی کہ مقابل سالم ہی نگل جائے گا یکدم ہنوز ہی وہ اپنی نظریں اسکے جانب سے ہٹا گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

بائک کے ہارن دبایا گیا جیسے اسے وارننگ دی گئی ہو اسکا قیمتی وقت نہ برباد کیا جائے ۔۔۔۔۔۔ وہ ہارن کی دل چیرتی آواز پہ چونکی اور جلدی جلدی وہاں سے اٹھنا چاہا مگر وہ اٹھ نہیں سکی شاید پاؤں میں اسکے ہلکی سی موچ آچکی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک بار دوبارہ ہارن دیا گیا اب مقابل کے ہارن میں بھی جیسے اسکے دل کی آواز شامل تھی کہ اگر وہ وہاں اسکے راستے سے نہیں ہٹی تو مجبوراً وہ اسکے اوپر سے بائیک اڑاتا لے جائے گا -------

وہ مقابل کی ٹھٹھرتی سرخ سرد آنکھوں میں ویسے ہی دیکھ چکی تھی اور اسے ایسے ہی محسوس ہوا تھا کہ وہ یہ کارنامہ انجام دینے سے ہرگز پیچھے نہیں ہٹے گا اور نہ ہی اسے کوئی ی رتی برابر بھی فرق پڑے گا --------

"آہ جنگلی۔"

اسکی مردانہ بھاری ہاتھ کی انگلیاں بری طرح اسکے نازک بازؤں میں دھنسی جسکے باعث فوراً ہی اسکے منہ سے دلخراش چیخ نمایا ہوئی ی --------

"ہٹو بے ہودا عورت۔"

بھاری سرد سپاٹ لہجے میں کہتے اسکے نقاب شدہ چہرے پر ایک اپنی کاٹدار نظر ڈالی اور وہاں سے ہوتے نیچھے پڑے اسی کے ساتھ زمین بوس ہوئے گفٹ پیکٹ پہ

اب اپنی ظالم پکڑ سے اسے ایک ہی جھٹکے میں وہاں سے اٹھاتا یکدم ہی سائیڈ کرتے چھوڑا------جس سے وہ پیچھے کی جانب لڑکڑائی ی لیکن بروقت پشت سے دو ہاتھوں نے اسے تھام لیا --------

رائیمہ تم ٹھیک تو ہو؟؟ ہا--ہاں----- اس نے غائب دماغی سے اپنے پیچھے" کھڑے اس لڑکے کو جواب دیا -------

وہ شخص اپنی موٹر بائیک تک پہنچا اور دوبارہ اپنی بائیک پہ بیٹھ وہاں سے دونوں پہ ایک آخری کاٹدار نظر ڈالتا اس نیچھے پڑے گفٹ پہ اپنی موٹر بائیک چڑھا اسے روندھتا دھواں اڑاتا وہاں سے نکلا -------

رائمہ ہنوز ہی سن ساکت سی غائب دماغی سے کھڑی تھی اسے اس وقت کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اس کے ساتھ آخر ابھی کچھ دیر پہلے ہوا کیا ہے؟؟ اس آدمی کی وحشت ناک نظریں، تیزاب کی طرح تیز دار آلہ نما وہ جملہ جو اس نے اسکے کانوں میں کچھ دیر پہلے ہی انڈیلا تھا -------

سب کچھ ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی بھی وہ آدمی اسکی آنکھوں میں اپنی دہشت سرد آنکھیں ڈالے اسکے وجود کو اپنی پرتپش آنکھوں سے جلا کر خاک کر رہا ہو ---------

افف تف ہے ****کمینہ آدمی کون تھا یہ آخر؟ اندر موبائل کی تو ایسی کی تیسی" ہوگئی ہوگی"------منہ ہی منہ میں بڑبڑاتے اس لڑکے نے زمین پہ پڑے اپنے دیئے گئے گفٹ کو اٹھایا --------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

سردی میں ٹھٹھرتے جسم سے اٹھتی کنپکنپاہٹ اسکا برا حال کردے رہی تھی مگر پھر بھی وہ اپنے کام میں مشغول تھی کہ زرا جو چوں چاں نکالی تو جو وہ صبح سے بھوکی بدحال حالت میں مامی کے حکم پر کام پہ کام کرنے میں لگی تھی کہ اب بھی اس بے چاری کو کھانے کا ایک نوالہ تک نہیں دیا جائے گا --------

وہ نکات زدہ سی حالت میں اب ایک آخری کام کپڑے دھونے کے بعد اسے گھر کے برامدے میں رسی پر سوکھا رہی تھی ہاتھ اور جسم زیادہ سردی کے باعث لرزتے ہلکورے کھارہے تھے نجانے وہ اپنا وزن کیسے اپنے نازک کانپکپاتے پیروں پر ڈالے کھڑی تھی

اب تو اسکی بھوک بھی مرچکی تھی خیال تھا تو بس اتنا کہ صبح سے لیکر ابھی تک سردی کی وجہ سے اسکی حالت نیم واہ نازک ترین ہوگئی تھی ---------

کپڑے دھونے کی وجہ سے گیلے نازک جسم پہ چپکے کپڑے اور تیز ہوا کے جونکے اسکے جسم کو چیرتے سنسنی خیز لہر بھرپا کر رہے تھے ---------

میں نے جھولے کی رسی مضبوطی سے باندھ دی ہے۔۔۔آجاؤ اب جھولو۔۔۔۔اگر یہ پھر سے ٹوٹ گیا تو ؟ اسے دیکھ اپنی گرے کانچ جیسی گول مٹول آنکھیں نچا کر کہا

۔۔۔۔۔۔۔

"!!نہیں ٹوٹے گا بھروسہ کرو مجھ پر ۔۔۔ آؤ شباش"

اسے دیکھ اپنے ہونے کا احساس دلایا گیا ۔۔۔۔۔۔۔

پکا ناں رار !!میں گر گ ئی تو میری ہڈیاں ٹوٹ کر چور چور ہوجائی یں گی"۔۔۔۔۔وہ منہ" پھلاتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔

وائی ٹ لوبیا ناٹک مت کرو اب ۔۔۔۔۔۔ اس سے زیادہ میں تمہیں یقین نہیں دلا سکتا" ۔۔۔۔ اسے دیکھتے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

ٹھیک ہے آتی ہوں"۔"

کہتی گاؤں میں نیم کے درخت پر لگے رسی کے جھولے پر جاتی بیٹھی ---------

اسکے بیٹھنے پر وہ اسکے دائیں بائیں رسیوں پر اپنے ہاتھ رکھتا اسے جھولے دینے لگا

اووو واؤ رار مزے آرے ہیں اور تیز جھولے دو"۔ "

وہ اپنی معصومیت بھری آواز میں بولی ---------

آنکھوں کے سامنے گھومتے بچپن کے خوبصورت لمحے پر اسکے گلابی چہرے پر مسکراہٹ پھیلی ایک منٹ کے لیئے اسے بھول چکا تھا کہ سردی کی ہوا اسکا برا حال کردے رہی تھی-----وہ اب ایک ٹرانس کی کیفیت میں کھڑی تھی کسی ربوٹ کی طرح

تم اس دانش کی پارٹنر کیوں بنی ؟؟ میں نے کہا تھا میری بنو گی تم کیونکہ تم میری" دوست ہو ناکہ دانش کی"۔ سامنے کھڑی اس معصوم سے ننھی پری سے معصوم سا شکوہ کیا گیا ---------

"رار کیا ہوا تو ؟؟"

اس نے اسے معصومیت بھری نگاؤں سے ٹکور ٹکور غور کر کہتے اپنے دونوں ہاتھ اماں دادیوں کی طرح کمر پر رکھے --------

ابرار چلو بھئی گیم اسٹارٹ ہورہا ہے"۔"

آئی زل گاؤں میں ہی مقیم بچی اسکے پاس آتی بولی -------

اونہہ چلو"۔"

ایک غصے بھری شکواہ کناں نظر اس معصوم پر ڈالتے وہاں سے آئی زل کے پیچھے چلے گیا --------

گیم شروع ہوچکا تھا ۔۔۔۔۔۔ ایک رسی تھی لیکن اسکے تین کونے تھے جسے تین ٹیموں نے پکڑتے زور دیتے اپنے قریب کھینچنا تھا جس ٹیم کی گرفت رسی پر زیادہ ہوئی ی اور رسی کو اپنے قریب کھینچ لیا وہ فاتح قرار پائی ی جاتی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"رار ہم ہی جیتے گے کیوں دانش۔۔؟"

اس نے اپنی گرے آنکھیں گول گول مٹکاتے سامنے کھڑے ابرار اور آئی زل کو دیکھ بولی

۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں جی ایسا کچھ نہیں ہوگا ہم جیتے گے"۔"

گل نے اپنے ہمراہ آغر کو دیکھ کہا وہ بھی اسی گاؤں میں مقیم تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا گل آپی بات وہ کرو جو کرسکو ؟؟ کیسے جیتے گی اس کوڈو کے ساتھ ؟؟ "راسی کو" پکڑے دانش گل کو دیکھتے اور ایک نظر آغر جسکا قد چھوٹا سا لگتا تھا جس وجہ سے اسکا نام کوڈو پڑگیا۔۔۔جس نام سے اسے خاصی چڑ تھی اور اب بھی غصے سے جھنجھلاتا اسکے طرز مخاطب پہ لال پیلا ہوچکا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوو دانش زرا ادھر آنا "------ اسے اپنے پاس بلایا ------"

آہ "!!!چھوٹے سے مگر بھاری ہاتھ کا مکہ اسکی ناک پہ جڑا جس کے پڑنے سے وہ بلبلا اٹھا --------

آغر کے ایسا کرنے پہ ابرار کے چہرے پر شاطر مسکراہٹ رینگی----- جیسے اسکی بھی دل کی مراد پوری ہوگ ئی ہو --------

طبیعت صاف ہوئی ی ---- اندر بیٹھا کیڑا جو تنگ کررہا تھا کنڈلی مار کے بیٹھا یا نہیں" ؟ "آغر تھا اتنا سا لیکن باتیں اسکی کوئی ی بھی سن لے تو ضرور ایک بار صدمے میں چلا جائے------وہ چھوٹے پیکٹ میں بڑا دھماکہ تھا ------

"!!! تیری تو"

اپنے ناک پہ ہاتھ رکھتا دانش غصے سے کہتا اسکے جانب بڑھا -------

ارے دانش کیا ہوگیا ہے تم لوگوں کو؟؟ وحشیوں کی طرح لڑرہے ہو--؟؟ "ان دونوں" کو لڑتا دیکھ گل بیچ میں آئی ی اور آغر کا ہاتھ پکڑتے اسے پیچے کو دکھیلا ------- جو غصے سے اپنی آستینیں چھڑاتا دانش کے جانب بڑھ رہا تھا ---------

چھوڑو مجھے ابرار کی بہن میں اسے چھوڑنگا نہیں -----میرا نام آغر چوہدری ہے سمجھے" آئندہ تمیز سے لینا"-----کہتے اپنا ہاتھ گل کے ہاتھ سے چھوڑوانا چاہا مگر گل نے اس پر مزید اپنی گرفت مضبوط کردی ------ وہ چھوڑوا تو نہیں سکا مگر دانش کی انکھوں میں اپنی انکھیں ڈال وارننگ ضرور دے دی ---------

ختم کرو اس کھیل کو جارہا ہوں میں"۔"

کہتا اپنا ہاتھ ایک بار پھر چھوڑوایا اور اس بار اس نے جھٹکا دیا کہ گل کے ہاتھ سے خود باخود اسکا ہاتھ چھوٹ گیا --------

آغر بھائی ی کہاں جارہے ہو ؟ پلیز کھیل تو ختم کرکے جائیں"۔ آغر کو جاتا دیکھ" کنزیش مایوسی سے بولی --------

گڑیا رکو میں اسے لیکر آتی ہوں"۔"

گل ننھی سی اپنے سامنے کھڑی پری کو دیکھ بولی نجانے کیوں وہ پری گل کو بہت پیاری تھی --------

"آغر چلو تمہاری وجہ سے سارا کھیل بگڑ جائے گا۔"

وہ اسکے پیچھے آتی بولی جو ابھی صرف اپنے گھر کے داخلی مین دروازے تک ہی پہنچا تھا

گل کی آواز پہ اس نے پیچھے مڑتے دیکھا -------

موڈ آف ہوگیا ہے میرا -----مجھے نہیں کھیلنا اور صبح اسکول بھی جانا ہے بہتر ہے" آپ جاؤ "----کہتا اگے بڑھا ---------

آغر میرے شہزدے بھائی ی کی طرح تم بھی مجھے عزیز ہو۔۔۔۔۔۔دیکھو موڈ ٹھیک کرو" اپنا اور چلو"۔ تیزی سے اسکے سامنے آتی بولی۔۔۔۔۔۔ جسے دیکھ اسکے قدم اپنی جگہ تھمے

۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے یہ ٹافی لے لو "۔"

اپنے پلو میں بندھی ٹافی اسے دیتی مزید بولی ۔۔۔۔۔۔۔

بچہ نہیں ہوں میں"۔"

ٹافی دیکھ اپنا منہ بسورتا ناراضگی جتاتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہاہاہا اچھا تو پھر کیا ہو؟؟"

اسکی بات کو مزے میں اڑاتی اسکے معصوم چہرے کو دیکھ بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اتنا بڑا ہوں کہ یہ آپکی ٹافی سے ہرگز نہیں بہلوگا"۔"

اسکے ہاتھ میں ٹافی پر اپنی ایک نظر اٹھاتے بولا --------

اوکے مت چلو جارہی ہوں میں"۔"

اسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ بولتی وہ جانے پر تُلی --------

روکیں اب ناراض مت ہوں چل رہا ہوں میں"۔"

کہتا اسکی سر پر بندھی چھوٹی کو اچکتے کھینچا جسکے کھینچنے سے اسکا جھکاؤ اسکی طرف ہوا اور اسکے گلابی گال پہ بوسہ دیتا بھاگا --------

ہاہاہا بدمعاش"۔"

وہ بھی اسکی شرارت پہ کھلکھلاتی اسکے پیچھے بھاگی --------

سب اپنی اپنی جگہ آچکے تھے اور کھیل پھر شروع ہونے لگا تھا کہ --------

سامنے سے آتے وہ اس انسان کو دیکھتی کانپی -------

رار مجھے کہیں چھپالو"۔"

وہ ننھی سی پری ابرار کی پشت پر آتی اس سے سرگوشی نما بولی ------

وائی ٹ لوبیا کیا کر رہی ہو پیچھے باہر آؤ"۔"

اسے چھپتے سب نے دیکھا -------

پلیز جو سامنے سے انکل آرہے ہیں انہیں منا کردو کہو کہ میں نہیں ہوں دیکھو تم نے"
اس دن بھی بھیج دیا تھا آج میں نہیں جاؤ گی "--------

تمہارے چاچی کے بھائی ہیں تم اتنا ان سے ڈرتی کیوں ہو؟؟ جاؤ اگر تمہیں"
بلارہے ہیں تو؟ "اس نے بھی سرگوشی نما پیچھے پلٹتے اس معصوم کو دیکھ کہا --------

نہیں مجھے نہیں جانا"۔"

جھٹ سے کہتی اسکے پاس چھپنے لگی ------

تم میری پارٹنر نہیں بنی اور اس دانش کی پارٹر بنی تو میں تمہاری کیوں سنو؟ "اسکے" دماغ میں آیا ضرور باہر کھیلنے پر جیسے بچوں کو ڈانٹ پڑتی ہے تو اسے بھی بس شاید یہ انکل ڈانٹتے ہونگے کہ پڑھائی ی پر دھیان نہیں ہے اور بس کھیل کھیل پر دھیان ہے وغیرہ وغیرہ -------

اور پھر اسکے معصوم دماغ نے گھنٹی بجائی ی کے آج اسکی پارٹنر نہ بننے پر اسکا پتہ اس سامنے سے آرہے انکل کو دے دیا جائے اور وہ انکل اسکی صیح ڈانٹ لگائے-----وہ معصوم تو بس اپنے منصوبے پر خوش تھا لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ وہ اپنے پاس کھڑی اس ننھی پری کے لیئے کس قیامت کو دعوت دے رہا ہے ---------

بیٹا تم نے کنزیش کو دیکھا۔۔وہ بھاری برکم پتیس سالہ آدمی چہرے سے جسکے خباثت ہی ٹپک رہی تھی ۔۔۔۔۔۔

ہاں انکل یہ رہی"۔"

اگے سے ہٹتا کنزیش کو دیکھا گیا جسنے اسکے پچھے پناں لی ہوئی ی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس ننھی سی پری کی انکھوں میں دکھ غم ازیت کیا کچھ نہیں سمایا تھا اس ایک لمحے میں اسکی گول مٹول سی انکھوں میں پانی جمع ہونے لگا اس نے ڈرتے ابرار کا ہاتھ تھاما اور سر نہیں میں ہلانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کنزیش کو اسطرح کرتے دیکھ گل کو کچھ گڑبڑ سی لگی مگر وہ خود بھی اتنی بڑی یا سمجھدار نہیں تھی کہ سامنے کھڑے انسان کے ارادے سمجھ پاتی ۔۔۔۔۔۔۔۔

آجاؤ بیٹا کھانا کھاؤ اور ہوم ورک بھی تو کرنا ہے"۔"

کہتا اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتے ابرار کے ہاتھ سے اسکا ہاتھ الگ کرتا خود پکڑتا سب پر ایک اپنی گہری نظر ڈالتا وہاں سے اسے لیئے اگے بڑھا --------

"!! بھروسہ کرو مجھ پر---آؤ شباش"

اسکے کچھ دن پہلے کے بولے گئے الفاظ نجانے کیوں اس چھوٹی سی پری کے دماغ میں گونجے---وہاں سے جاتے ایک دکھ بھری شکواہ کناں نظر پیچھے پلٹتی ابرار پر ڈالی اور اب انکھوں میں جمع ہوتے پانی کا قطرہ اسکے گلابی گال پر شدت سے ٹوٹ کر گرا

اسکی آنکھوں میں آنسو دیکھ وہ جی جان سے تڑپا مگر اسے ڈانٹ پڑوا کر سبق بھی تو دینا تھا اسلیئے خود پر قابو پاگیا ---------

بچپن کے اس دوسرے لمحے کو سوچ جہاں اسکے لبوں پر مسکراہٹ تھی اب اسکی جگہ تلخی نے لے لی تھی --------

تمارے سارے درد و غم سمٹ لوگا ۔ تمہیں ہر گرم سرد ہوا سے بچا کر خود کے پاس"
"محفوظ رکھوگا یقین کرو مجھ پر۔

اونہہ تم بھروسے کے لائق ہی نہیں ہو"۔"

اسکی اور اپنی حال ہی میں ہوئی ملاقات پہ مقابل کی جانب سے بولے گئے جملے اسکے دماغ میں گھومے ---------

معاً جس کے بعد کڑوے گھونٹ پیئے اپنی ساری سوچوں کو جھٹکتی جس بالٹی میں کپڑے تھے اب وہ خالی دیکھ اسے اٹھاتی وہاں سے چلی گ ئی ----------

جاری ہے-------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 16

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

امی آپکو تو بہت تیز بخار ہے ؟ چلیں ڈاکٹر کے پاس اٹھیں"۔ وہ پولیس وردی میں" ملبوس ڈیوٹی سے ابھی گھر آیا تھا کہ ریشمہ بیگم کو باہر لاؤنج میں رکھے فل سائز صوفے پہ نیم وا حالت میں دیکھا جن کی آنکھیں ہنوز ہی بند تھیں اور اپنا سر صوفے کی بیک سے ٹکائے بے سود پڑی تھیں ------ انکے قریب آتا انکے ماتھے پہ اپنا بھاری ہاتھ رکھ انکی تشویش ناک حالت دیکھ فکرمند لہجے میں بولا ---------

اسکی آواز پہ ریشمہ بیگم نے اپنی موندی آنکھیں وا کیں------

اپنے لیئے اسکی بے پناہ فکر دیکھ انہیں بے ساختہ ہی اپنے خوبرو بیٹے پر پیار آیا-----وہ انکے لیئے پہلے ہی کافی پوزسیو تھا اب جب سے انکی بگڑتی حالت کا ڈاکٹر سے سنا تھا تو اور بھی زیادہ انکی چھوٹی سی چھوٹی بات کی بھی کیئر فکر کرنے لگا تھا

بخار تو بس چڑھتا اترتا رہتا ہے اور بی پی کی بھی یہی صورتحال ہے کبھی ہائی ی کبھی " لو۔۔۔۔ٹھیک ہوجاؤ گی بس دوا دے دو بیٹا"۔ وہ اسے اپنی ممتا پیار سموئی ی نظروں سے دیکھتی بولیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

ایسے کیسے ٹھیک ہوجائی یں گی امی ؟ ابھی چلیں آپ میرے ساتھ مجھے کچھ نہیں سننا" ۔۔۔۔۔۔ وہ انہیں دیکھ بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا کہیں نہیں جانا مجھے بس دوائیں یہی لادو ان بوڑھی ہڈیوں میں اب جان نہیں کہ" چل سکوں "۔۔۔۔ ریشمہ بیگم انہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر جانے کی ضد کو پکڑے دیکھ بولیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

امی میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں"۔"

کہتا ریشمہ بیگم کو دو ہفتے پہلے جس اسپشلیسٹ کو دیکھایا تھا انہیں کال لگائی ی

۔۔۔۔۔۔۔۔

"!! ہیلو ڈاکٹر سجاع مستان اسپیکنگ"

فون سے بھاری آواز ابھری -------

ہیلو !!اسلام و علیکم ڈاکٹر سوری ٹو سے آپ کو اتنی رات کو تکلیف دی دارصل میری" والدہ جنہیں میں ریسنٹلی اپکے پاس چیک اپ کروانے کے لیئے لایا تھا ہارٹ پیشنٹ ہے وہ------میں انکا بیٹا ازمیر ملک"------ اسنے انہیں ریشمہ بیگم کا بتاتے لاسٹ میں اپنا تعارف کروایا ---------

جی جی میں سمجھ گیا ہوں اپ کون ہیں--؟ بتائیں کیا کہنا ہے آپ نے؟ میں سن" رہا ہوں"۔ پھر ایک بار فون کے اسپیکر سے ڈاکٹر کی آواز اسکی سماعتوں کی نظر ہوئی ی --------

میری والدہ کی طبعیت میں بہتری آنے کی بجائے مزید بگڑ رہی ہے---- کچھ وقت تک" تو انکی طبعیت نارمل رہی ہے بٹ کچھ دن سے بے حد ناساز ہے------ائے دن بخار

بی پی لو یا یکدم ہی ہائی ی کا مس ئی لہ ہورہا ہے۔۔۔۔۔۔میں خود انکا بی پی چیک کرتا رہتا ہوں ابھی بی پی تو نارمل ہے لیکن بخار کی شدت کافی زیادہ ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس سے پہلے جب بخار ہوا تھا تو میں نے اپکی دی ہوئی ی ہر تمام ادوایات ہٹا کر جسٹ پیناڈول ٹبلیٹ دے دی تھی جس سے انہیں افاقہ بھی ہوا اور پھر کچھ دن صیح رہی مگر آج بخار کی شدت زیادہ لگ رہی ہے"۔۔۔۔۔ وہ اپنے بھاری سنجیدہ لہجے میں گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس دن انکے کیبن سے نکل کر ازمیر کو یاد آیا تو کیبن میں دوبارہ جاتا ڈاکٹر کا پرسنل نمبر وہ ان سے لیکر آیا تھا۔۔۔۔۔

پرسنل نمبر بھی بڑے بڑے اسپیشلیسٹ بہت کم ہی لوگوں کو دیا کرتے ہیں لیکن انہوں نے انکی والدہ کی کریٹکل کنڈیشن دیکھ اسے اپنا نمبر دے دیا تھا کہ جب ضرورت ہو تو رابطہ کیا جاسکے ۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہاہاہا آدھے ڈاکٹر تو آپ خود ہیں ازمیر صاحب۔"

فون سے اپنی والدہ کی حالت اور اپنے عمل بتاتے فون کے پیچھے سے ڈاکٹر آہستگی سے بے ساختہ مسکرائے --------

بس ہونا پڑتا ہے کیا کریں ؟ ماں دولت ہی ایسی ہے ایک قیمتی نایاب موتی کے" مانند--"اسکی انکھیں ریشمہ بیگم پر ٹکی تھیں جو ابھی بھی انکی فکر میں غلطاں ہوئے اسکے پیار بھرے انداز کو دیکھ رہی تھیں --------

انکی حالت اسی طرح گری گری سے رہی گی تو میں بتاتا ہوں کہ وہ زیادہ نہیں لیکن پرجوش طبعیت زندگی کیسے گزار سکتیں ہیں--؟آپکی والدہ کو اب پروپرلی بہتر سے بہترین کیئر کی ضرورت ہے بلکل اس طرح جیسے کسی نامعلود چھوٹے شیر خوار بچے کی کی جاتی ہے------

یہی مشورہ ہے آپکو میرا ان کے لیئے کسی کیئر ٹیکر کا انتظام کیا جائے جو انکی بھرپور کیئر کرسکے اور ہاں اہم بات انکی غذا کا خیال رکھا جائے -------

باقی یہ کچھ اور ٹیبلیٹ ہیں جنکا میں نے دوسری ادوایات میں اضافہ کیا ہے اور یہ بھی دودھ سے ہی دینی ہیں--

ڈاکٹر نے فون سے ہدایات دیں اور دوائیوں کا بتایا -------

آپکی فیس--؟؟"

انکی تمام باتیں غور سے سننے سمجھنے کے بعد وہ بولا ------

آپکی والدہ ٹھیک ہوجائیں بس یہی میری فیس ہوگی"--خوش اصلوبی سے کہا گیا"

پھر بھی ڈاکٹر میں ایک ایک پیسہ لگانے کے لیئے تیار ہوں بس میری والدہ ٹھیک" ہوجائیں"۔ آخر میں اسکی آنکھیں نم ہوتی گلا ہلکا سا رندھ گیا -------

آپ مرد ہوکر ہار مان رہیں ہیں ازمیر صاحب-----آپکی والدہ کو اپکی اور آپکے سپورٹ" کی اس ٹائم بہت ضرورت ہے----ہم تو بس زریعہ ہیں ہر چیز و قدرت پر قادر تو وہ

رب ہے اسی کے ہاتھ میں ہے سب کچھ۔۔۔۔بس دعا کریں اور اچھی امید رکھیں اس رب سے"۔۔۔۔ ڈاکٹر نے ازمیر کو دل برداشتہ محسوس کرتے اسے سمجھایا اور پھر دو چار باتوں کے بعد فون ڈسکنکیٹ کردیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

امی میں یہ کچھ دوائیں میڈیکل سے لے آؤ۔۔۔۔آپ جب تک یہی آرام سے" لیٹے"۔ انہیں وہی صوفے پر صیح سے لیٹائے اندر کمرے سے کمبل لاکر ان پر ڈال انکے ماتھے پر عقیدت سے بوسہ دیتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

دونوں جاؤں جلدی جلدی سامان لے آؤ۔۔۔۔۔مورے رشتے والے میرے آرہے ہیں" اور خوش تو ہورہی ہے اوپر سے انکے انے سے دو دن پہلے سے تونے جینا حرام کردیا یہ جھاڑ وہ جھاڑ پورا گھر تونے صاف ستھرا کروایا اور اب یہ سامان ؟ "رائمہ اپنی ماں کو دیکھتی بازاری لوازمات کی لسٹ سنتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بول تو وہ ایسے رہی تھی جیسے گھر کی ساری جھاڑ پونچھ کی زمہ داری اسکے ننھے سے کندھوں پر ڈال دی گ ئی تھی جسنے کی تھی وہ منہ سے بنا کوئی ی الفاظ ادا کیئے بے سود زمین کو گھورتی خود کو اچھی طرح چادر میں ڈھانپے اسکے ساتھ باہر جانے کو تیار کھڑی تھی

لے لاڈو اب خوش بھی نہ ہوں آخر تیرے لیئے اتنا بہترین رشتہ لے کر ارہی ہے" شمو"۔۔۔انہوں نے اپنی بیٹی کی سن رشتے کرانے والی کا بتاتے کہا جس کے ہمراہ کچھ لوگ آج رائی مہ کو دیکھنے آرہے تھے --------

کھانے پینے کے لوازمات تو کنزیش نے سارے بناد یئے تھے جو جو انہوں نے بتائے تھے لیکن انہیں یہ سب بھی کم لگ رہا تھا وہ چاہتی تھیں کہ باہر کے بھی ان سب کے ساتھ کچھ لوازمات شامل کرد یئے جائیں جسکے لیئے وہ ان دونوں کو گاؤں کی کچی مارکیٹ بھیج رہی تھیں ---------

مورے قسم سے یہ بہت ہے ان سب کے لیئے-----وہ کیا اب اپنے گھر سے مجھے" دیکھنے آرہے ہیں یا کھانا ٹھوسنے"۔کہتی اپنا منہ بناتی بڑبڑائی ی -------

"!! دھی"

انہوں نے اسکی باتوں پہ اسے اپنی آنکھیں دیکھائی یں --------

مورے اچھا ٹھیک ہے ٹھیک ہے جارہی ہوں ----- اب تو کیا اپنی ان موٹی موٹی" انکھوں سے ہی کھائے گی مجھے۔ "انہیں پیر سے جوتی اتارتے دیکھ وہ پھرتی سے وہاں سے کنزیش کا ہاتھ پکڑتی باہر کو بھاگی --------

رائی مہ کے ابا اس وقت حویلی میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے تھے ورنہ وہ دونوں کی جگہ انہیں بھیج دیتیں --------

جاتے جاتے اسکی کمر پہ انکی جوتی نے سلامی دے ہی دی تھی-----آہہہ " !!اسکی ہلکی سی چیخ نکلی --------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اس نے آج ہاسٹل جانے کے پورے ایک مہنے بعد اس گھر میں قدم رکھا تھا ------

داخلی دروازے سے ہوتی وہ راہداری سے گزرتی اب مین دروازے تک پہنچی تھی

دروازے پہ سامنے لگے آٹومیٹک بورڈ کو دیکھتی اپنی ایک لمبی سانس کھینچتی اپنا نازک ہاتھ اٹھاتی اپنی مرمراہی موم سی انگلیوں سے بورڈ پر کچھ بٹن دبانے لگی -------

جسکے دبانے سے وہ کوڈ کنفرم ہوتا چر کی آواز دی جسکا مطلب تھا کہ اب وہ دروازے کا لاک کھول کر اندار جاسکتی ہے --------

یہ سارا سسٹم ازمیر نے ہی سفٹی کے لیئے کروایا تھا اور اسکا مکمل گھر میں رہتے ہر انسان کو معلوم تھا -------

اسنے دروازہ وا کیا اور اپنا قدم اندر رکھا ---------

جاری ہے-------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 17

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ آتش فشاں بنے گاؤں کے اس چھوٹے خستہ بے حال لیکن قابل قبول ہاسپٹل میں اپنے بھاری قدم اٹھاتا راہداری سے گزر رہا تھا جسکی بارعب پرسنٹلی دیکھ لوگ خود باخود اسے جگہ دے رہے تھے اب اوپر جانے کے لیئے بنی سیڑھیاں کراس کرتا اپنے مطلوبہ جگہ پیشنٹ کومن روم میں پہنچا ------

اندر قدم رکھتے وہاں موجود ایڈمیٹ تمام پیشنٹ اور انکے ساتھ ان سب کے اہل و عیال کی نظر اس وجیہہ شاندار مرد پر اٹھی ---------

جس کی انکھوں میں ایک اگ سی تپتی وحشت طاری تھی جسے دیکھ وہاں موجود لوگوں نے یکدم ہی جھرجھری لی --------

وہ اپنے بھاری قدم اٹھاتا چلتا وہاں رکھے دس پیشنٹ بیڈز کو ایک نظر دیکھتا اپنے مطلوبہ بیڈ کے جانب آیا --------

اس بیڈ پہ ڈاکٹرز کی بھرپور ٹریٹمنٹ و نگرانی میں پڑے اسنے اب اس شخص کو دیکھا جسکے بائیں ہاتھ میں کیلولا کے ساتھ ڈرپ لگی ہوئی تھی اب اسکی نظر وہاں سے ہوتے ڈرپ اسٹینڈ پر گئی جہاں ڈرپ لٹکی ہوئی تھی----ڈرپ سے نکلتا مادہ قطرہ قطرہ کرکے اس شخص کی باڈی میں جارہا تھا --------

پھر اب دوبارہ اسکی نظر اس شخص پر آکر ٹھہری جو اپنی آنکھیں ہنوز بند کیئے ان پر اپنا دائیاں بازوں رکھے لیٹا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس شخص کو اپنے اردگرد نجانے کیسی ہلچل محسوس ہوئی ی یا پھر سامنے کھڑے اس بارعب مرد کی موجودگی تھی جس وجہ سے اسنے اپنے آنکھوں سے یکدم ہی ہاتھ ہٹایا

۔۔۔۔۔۔۔۔

سامنے کھڑے اس لمبے چوڑے مرد کو دیکھ اسے اپنی موت انکھوں کے سامنے ناچتی محسوس ہوئی ی اور پیروں سے جان نکلتی اب اسکی سانسیں ابتر ہونے لگیں۔۔وہ کھینچ کھینچ کر اپنی سانسوں کو درست کرنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔

سامنے والے کی آنکھوں میں ایک عجیب سی دہشت دیکھ اسکی خود کی انکھوں میں خوف اترنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک سوال کرو گا صرف ہاں یا ناں میں جواب دینا ہے اسکا ادروائی ز ایک لفظ نہیں"
بولنا۔۔۔ورنہ "!!اسکی مردانہ ٹھٹرتی سرد آواز بیڈ پر لیٹے شخص کی سماعتوں سے
ٹکرائی ی --------

جسکی وحشت سے بھری آنکھیں اسکی انکھوں میں گڑی ہوئی یں تھیں۔۔۔۔۔جیسے اسنے
ایک غلط لفظ بھی نکالا اپنے منہ سے جو اسکے مطابق نہ ہوں۔۔۔۔۔۔۔تو گویا وہ اسکو جان
سے مارنے تک سے گریز نہیں کرے گا --------

اس مرد کو بیڈ پر لیٹے اس پچپن سالہ ہڈیوں کے ڈھانچے بوڑھے آدمی سے بات کرتے
وہاں سب دیکھ رہے تھے۔۔۔۔۔اس پر سبکی نظریں ٹکی ہوئی یں تھیں مگر سب اسکی
بات سننے سمجھنے سے قاصر تھے کیونکہ وہ بات دھیمے سرد لہجے میں کررہا تھا --------

ویسے بھی جس سے بات کررہا تھا صرف اسے سنانا تھا ناکہ لوگوں کو؟ اور سامنے والے کی
ڈروں خوف میں مبتلا حالت سے لگ رہا تھاکہ اسے سب سمجھ آرہا ہے --------

" میری بہن کہاں ہے--؟؟"

ایک ایک لفظ چبا چبا کر اسنے اپنے ازلی سپاٹ سرد لہجے میں سامنے بیٹھے شخص کو دیکھ پوچھا----جو اسکی خوفناک وحشت پہ اپنی انکھیں پھیلائے اب اٹھ بیٹھا تھا --------

"بولو--؟؟؟"

وہ اب اسے دیکھ اسکا گریبان پکڑتا دھاڑا ---------

اسے ایسا کرتے دیکھ پورے کامن پیشنٹ وارڈ میں کھلبلی سی مچ گ ئی----سب سراسیمگی سے اس مرد کو دیکھنے لگے جو اب وارننگ دیتے بیڈ پہ بیٹھے شخص کا گریبان اپنی مضبوط گرفت میں تھامے اسکی انکھوں میں اپنی اگ اگلتی انکھیں ڈالے تھوڑا سا جھکنے والے انداز میں کھڑا تھا --------

"مج--مج--مجھے نن--نہی--نہیں معلوم۔"

اس شخص نے اپنی نکات ذدہ حالت میں لڑکڑاتے لہجے کے ساتھ کہا --------

میں نے کہا تھا ناں ایک لفظ اور نہیں؟ پھر ؟؟ "وہ ایک بار مزید اس پر دھاڑا"

وہاں موجود دوسرے پیشنٹ اسے دیکھ ہلکے سے سہمے تھے باقی ورڈ میں موجود سب لوگ اس بن بلائی ی آفت کہ آجانے اور اسکا اسطرح کسی بوڑھے آدمی کو ہراساں کرنے پر ایک دوسرے سے چہ مگوئیاں کرنے لگے تھے ---

ورڈ میں اتفاقاً کوئی ی ڈاکٹر موجود نہیں تھا ورنہ اسکی اس دہشت گردی پر ضرور کوئی ی ایکشن لیتا لوگ تو وہاں جانے سے بھی ڈر رہے تھے کہ نجانے وہ انہیں کچھ نہ کردے

"ایسے نہیں بولوگے تم؟؟"

وہ جارحانہ طور پر اپنی قمیض کی جیب سے چاکو نکالتا تیزی سے اسکے گلے پر رکھتا گویا ہوا

نن--ن--نن--نہیں بیٹا میں تمہارا پھوپھا ہوں---تم ایسا نہیں کرسکتے؟ "وہ" تھوگ نگلتے لہجے میں خوف سمائے بولے ------

بھاڑ میں گیا تم جیسا آستین کا سانپ پھوپھا---میری بہن کہاں ہے بولو؟؟ "اسنے" انکی گردن پر چاکو کا زور دیا -------

سس--سی !!مم--می--میں بتاتا ہوں"۔"

چاکو کی ہلکی سی نوک انکی گردن پر چھاپ چھوڑتی خون کی بوند نکال گ ئی --------

" بولو--؟؟"

انہیں دیکھتا بولنے کا اشارہ کیا ---------

مم--مم--بولو اب اگر تم نے منہ نہیں کھولا تو یہ چاکو میں تمہارے سیدھا دل میں" گھساؤ گا اور جب تک وار کرتا رہوگا جب تک تم تڑپ تڑپ کر مر نہیں جاتے"۔ خوفناک سرد سرسراتے لہجے میں کہتا بولا ---------

چھوڑو اسے یہ کیا کررہے ہو تم ؟ ورڈ میں موجود ایک عمر رسیدہ خاتون اگے"
بڑھی۔۔۔۔انکی آواز پہ اسنے اپنی گردن مڑتے دیکھا جو آہستگی سے چھوٹے چھوٹے قدم
لیتی اسکے جانب بڑھ رہی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

"!!ششش"

انکے گریبان کو اپنے مضبوط ہاتھ سے پکڑے دوسرے سے چاکو جو انکے گلے پر رکھا تھا
یکدم ہی اپنے ہونٹوں پر رکھتا اس عورت کو چپ کروا گیا اس کے بعد اس عورت میں
ہمت نہیں ہوئی ی کہ اس بے حس جانور آدمی سے الجھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ دونوں بازار سے سامان لیتی فارغ ہوئی یں تھیں اور تھوڑی ہی دور چلی تھیں کہ
رائی مہ کے نازک ہاتھ میں مضبوطی سے تھاما ٹچ اسکرین موبائل وائی بریٹ ہوا

۔۔۔۔۔۔۔۔

موبائل کی بیب پر اسکے ماتھے پہ پسینے کے ننھے سے قطرے نمایا ہوئے مگر خود کو جلد ہی کمپوز کرتی موبائل اپنی مٹھی میں چھپاتی خود پر اوڑھی چادر کے اندر کرگ ئی --------

ارے اس میں ایک تھیلی کم ہے کنزیش مجھے لگتا ہے وہ اس دکان دار کے پاس ہی رہ گ ئی-----تو یہی رک میں لیکر آتی ہوں اور یہ میرا بیگ پکڑلے بس ابھی آئی ی-----کہتی وہ وہاں سے یکدم ہی نو دو گیارہ ہوگ ئی ---------

ارے پر کونسی تھیلی سبھی تو ہیں میرے ہاتھ میں"۔"

وہ یہ کہنا چاہتی تھی مگر رائی مہ کی جلد بازی پر کہہ نہ سکی --------

وہ اسکا بیگ اپنے شولڈر پر لٹکاتی ہاتھوں میں سامان تھامے وہی کھڑی اسکا انتظار کرنے لگی -------

یہ ایریا بھی ان ہی کے انڈر تھا وہ اپنی بلیک مرسیڈیز میں یہاں بازار آیا تھا وہاں کی صورتحال جانچنے اور اب کار میں حویلی جانے کے لیئے بیٹھا تھا کہ کار کے سائیڈ مرر میں اسے کنزیش کا عکس نظر آیا --------

وہ کار کا دروازہ وا کرتا اپنا بھاری قدم باہر رکھتا گھاڑی سے باہر آیا اور اپنے دب دب قدم اٹھاتا اس تک پہنچا --------

"کیا کررہی ہو یہاں ؟؟"

اسے وہاں دیکھ اتنے مردوں کے بیچ اسکی انکھوں میں ناگواریت اتری --------

اپنے قریب پشت سے آتی مردانہ آواز پہ اس نے ایکدم چونکتے پلٹتے دیکھا --------

جاری ہے-----

MAN E AZIZAM

EPISODE # 18

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

پورے گھر پر اسنے اپنی ایک بھرپور نظر دوڑائی ی جہاں صرف گہری خاموشی کا سکوت چھایا ہوا تھا --------

گھر میں رکھے فرنیچر پر دھول مٹی چیزیں بے ترتیب بکھری سامنے کیچن میں برتنوں کا ڈھیر صوفے پر رکھے دو سے چار کپ خالی جیسے کسی نے چائے پہ چائے پی کر وہی رکھتے اٹھانے کی بھی زہمت نہ کی تھی ---------

اب تھوڑا چلتی اگے کو ائی ی اپنے دائیں جانب دیکھا جہاں ازمیر کا کمرہ موجود تھا لیکن کمرے کا دروازہ ہنوز بند تھا جسے دیکھ لگ رہا تھا کہ نہ روم میں ازمیر ہے اور نہ زینیہ

زینیہ کا ہونا نہ ہونا ایک برابر ہی تھا وہ ہوتی تھی تو کونسا کمرے سے باہر نکلتے گھر کے کاموں کو دیکھ لیتی تھی۔۔۔۔وہ ازمیر کی زمہ داری صیح سے نبھا نہیں پائی ی تھی آج تک کجاکہ دوسرے لوگوں یا دوسری چیزوں پر بھولے بھٹکے دھیان دینا؟

دفتاً اسنے دائیں جانب بنے دو کمروں پر اب اپنی نظرے کرم کی ۔۔۔۔اس میں سے ایک میں کبھی وہ خود رہائش پزیر تھی اب وہ کمرہ سنسان باہر سے لاک تھا جسے دیکھ اسکے دل میں ہونک سی اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنا سر جھٹکتے اسنے اب برابر والے روم کی طرف اپنے قدم اٹھائے ۔۔۔۔۔۔۔

جس روم میں رہنے والی عظیم ہستی سے وہ آج یہاں اپنے دل میں خواہش لیئے ملاقات کرنے چلی آئی ی تھی کیونکہ یہی تو وہ واحد رشتہ تھا جسنے اسکے ماں باپ کے انتقال کے بعد اسے سنبھالتے اسے اپنے ساتھ لاتی چھت نصیب کی تھی اور ہر دکھ سکھ میں انکا ممتا بھرا ہاتھ اسکے سر پر کسی چھاؤں سے کم نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسنے کمرے کے دروازہ کی نوب گماتے اسے وا کیا اور اندر آئی ی ------

سامنے ہی وہ قابل تحسین جان سے پیاری ہستی کو بیڈ پر چیت لیٹا سوتا پایا----شاید دوائیوں کا ہی اثر تھا جس وجہ سے انہیں ادھے دن چڑھجانے پر بھی کوئی ی ہوش نہیں تھا -------

"میری پیاری تائی ی جان ۔"

بیڈ پر انکے قریب بیٹھ بکھرے بال سمٹتے انکے ماتھے پر اپنا گلابی ہاتھ رکھتے اپنی میٹھی آواز میں سرگوشی کی -------

اسکی انکھوں کی تپش ہی تھی جسنے انہیں آنکھیں کھولنے پر مجبور کیا -------

"میرا بچہ !!آگ ئی تم ؟پتہ ہے تمہاری بوڑھی تائی ی نے تمہیں کس قدر یاد کیا ہے ؟"

وہ آہستگی سے اسکا ہاتھ اپنے ماتھے سے ہٹاتے اپنے لبوں سے لگاتی بولیں -------

"میں نے بھی آپکو بہت یاد کیا۔ "

نجانے کیوں اسکی آنکھیں چھلک پڑیں اور وہی انکے گلے لگتی رونے لگی -------

میری گڑیا کیا ہوا تائی ی کی جان کو؟؟ ایسے کیوں رو رہی ہو؟ "اسکے گلے لگنے سے انکی" خود کی آنکھیں چھلک پڑی --------

کچھ نہیں !آپ کو کیا ہوا؟؟ میری تائی ی جان تو اتنی ایکٹیو ہیں پھر ایسے دنیا جہاں" سے بیگانہ ہوئی ی بے سود کیوں لیٹی ہوئی یں تھیں؟؟ "انکے سینے سے سر اٹھاتے اپنے گلابی نازک ہاتھ سے اپنی نم آنکھیں پہنچتی انہیں دیکھ انکی بھی بھیگی آنکھیں پہنچتی بولی --------

ٹھیک ہوں میں-----توں آگ ئی ہے تو مزید ٹھیک ہوجاؤ گی"۔اسے دیکھتے اسے" اپنے سر کے اشارے سے قریب بلاتیں اسکی شفاف پیشانی پہ اپنا پیار بھرا بوسہ دیا

صیح سے بتائیں ؟ مجھے نہیں لگتا آپ ٹھیک ہیں؟ یہ اتنی ساری دوائیاں ؟؟ "وہ " بیڈ پر دوائیوں کا ڈھیر دیکھتی بولی --------

بیٹا یہ میری ہی ہیں"۔"

بولتیں اسے سب بتاگ ئیں اپنی دن با دن بگڑتی حالت کے بارے میں --------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اپنے سامنے کھڑے کڑکڑاتے وائیٹ کارٹن کے سوٹ میں ملبوس اسکین کلر کی شال گلے میں ڈالے لمبے چوڑے وجاہت کا شاہکار ابرار سکندر کو دیکھ تھوک نکلتی اسکے سوال کو نظرانداز کرتے مزید اسکے اور اپنے درمیان فاصلہ بناتی پیچھے ہوتی کھڑی ہوئی ی

اپنے صاحب کو کسی خاتون سے بات کرتے دیکھ رحیم اسکا ڈرائیوار جو اسکے ہر وقت ساتھ ساتھ ہی رہتا تھا گاڑی سے باہر نکلتا وہی مؤدب انداز میں اپنا سر جھکا کر کھڑا ہوگیا --------

"کیا پوچھ رہا ہوں جواب دو؟"

اپنی گہری شہد رنگ براؤن آنکھوں سے اسکے معصوم گلابی چہرے کو دیکھ اسکے ہاتھ سے ایک ہی جھٹکے میں پکڑے سامان کو اپنے بھاری ہاتھ میں لے گیا جسے دیکھ وہ ششدر ہوئی --------

"!!رحیم"

اسنے اپنی بھاری خرکت آواز میں اپنے پیچھے کھڑے رحیم کو پکارا -------

"!!جج--جی سرکار---"

کہتا جلدی جلدی چلتا وہاں آیا --------

یہ لو گاڑی میں رکھو"۔"

اسے سامان دیتا بولا ۔۔۔۔۔۔ جسکا حکم بجا لاتے اسنے اسکے ہاتھ سے سامان لیا اور گھاڑی کے جانب چل دیا ۔۔۔۔۔۔۔

"یہ سامان تم گاڑی میں کیوں رکھ وارہے ہو؟؟ جاؤ نہیں دیتی جواب؟ کیا کرلوگے؟؟"
اسے دیکھ اسکے عمل پر اور اسکے سوال پر تھنکتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"بہت کچھ لیکن ابھی اس کے لیئے تھوڑا وقت ہے۔"

پہلے سوال کو ان سنا کرتے اسکی دوسری باتوں پر معنی خیزی سے اسے دیکھ بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔

"شٹ آپ یو !!منہ تھوڑ دونگی تمہارا ۔۔"

اسکی نظروں سے خائف ہوتی وہ اسکی معنی خیز باتوں پر سلگ اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا شوق سے بندہ حاضر ہے"۔"

کہتا اپنی آنکھ ونک کرتا اسے آگ لگا گیا -------

اونہہ !!بھاڑ میں جاؤ"۔"

کہتی پلٹی -------

ہے مائی ی لیڈی !!جہاں جائی ینگے ساتھ ساتھ جائی ینگے"۔"

یکدم ہی اسکا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیتا اسے اپنی جانب کھینچ گیا ------

پاگل ہوگئے ہو--؟ بے وقوف آدمی اتنے لوگ ہیں یہاں چھوڑوں مجھے"۔ اپنے اردگرد" دیکھتی دبے دبے غصے میں بولی ------ جہاں لوگ تھے ضرور مگر سب اپنے اپنے کاموں میں یا چیزیں کھریدنے میں مشغول --------

مگر ہاں وہاں کچھ عورتوں کے ساتھ ایک لڑکی بھی موجود تھی جو اس شاندار مکمل مرد کو دیکھنے یا یوں کہ بے حیائی ی سے تک رہی تھی --------

اسے اسطرح بے نیازی سے ابرار سکندر خانزادہ کو تکتے دیکھ اسنے اپنی گریش آنکھوں سے یکدم ہی گھورا جسے دیکھ وہ گڑبڑاتی تھوگ نکلتی اپنی نظریں ابرار کی جانب سے ہٹائے ادھر ادھر دیکھنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آیا اسنے یہ حرکت کیوں کی مگر اپنا سر جھٹک گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

چھوڑو ہاتھ"۔"

کہتی اسکی گرفت سے اپنا ہاتھ چھوڑوانا چاہا ۔۔۔۔۔۔۔

یہ ہاتھ میں نے زندگی بھر تھامنے کے لیئے پکڑا ہے ناکہ چھوڑنے کے لیئے اور یہ بات" تم اپنی اس چھوٹی سی کھوپڑی میں جلد بیٹھا لو تو زیادہ اچھا ہے۔ "کہتا تپش دیتی نگاؤں سے اسے دیکھتا اسکے نازک ہاتھ کی کلائی ی پر اپنا انگھوٹا سہلایا ۔۔۔۔۔۔۔

اسکے لمس پر وہ جی جان سے تڑپ ۔۔۔۔۔۔۔

چیپ !!پرے ہٹو"۔"

اسکی حرکت پہ غصے سے کہتی اپنا ہاتھ جھٹکے سے اسکی گرفت سے آزاد کروایا -------

بات سنو اس بنجر دل کو دھڑکنا تو تم سکھا ہی چکی ہو اب اس سے لگ کر اس سینے" میں سکون کب اتاروگی؟؟ "لو دیتی نگاہوں سے دلکش بھاری لہجے میں بولا --------

"اس سینے میں خنجر نہ پیوست کر دوں؟؟"

اسکی بے خودی دیکھ دوبدو لٹ مار لہجے میں بولی ------

بہت ظالم ہو تم -----تمہاری اسی صاف گوئی ی اور ظالمانہ ادا پر ابرار سکندر خانزادہ" تم پر کب کا مر مٹا ہے"۔ اسکے گلابی رخسار پہ اپنا بھاری ہاتھ سہلائے اب اسکے لبوں کے نیچے اس پہرادار سیاہ تل کو چھوتا گھمبیر خمار بھرے لہجے میں سرگوشی کرتا بولا

"اپنے ہاتھوں کو کنٹرول میں رکھو۔"

اسے دیکھ بھڑکتی کہتی اسکا ہاتھ زور سے جھٹک گ ئی -------

رومانس کے جراثیم بلکل نہیں پائے جاتے تم میں--؟؟ "اپنی بکواس بند کرو"-----"
وہ اسکی فضول گوئی ی پہ گویا تپی ------

"میری ہوجاؤ تم میں خود جگالوں گا یہ جراثیم۔"
اسکی بات کو نظرانداز کرتے اپنے ہی رو میں بولا --------

"!! افف کمینہ¢
کہتی بڑبڑائی ی -------

جس نام سے پکارو تمہارا ہی ہوں----چاہے زلیل کرو غصہ کرو یا پھر--؟ "اسکے نازک"
ہاتھ کی انگلیوں میں اپنی بھاری انگلیاں الجھائی ی اور بات ادھی ادھوری چھوڑ دی

"یا پھر--؟؟"

اسے دیکھ اپنی ائی برو اچکاتی بولی -------

"!!پیار"

پرتپش بوجھل لہجے میں بولتا اسکی نرم ملائم انگلیوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں کی انگلیوں میں زور سے بھینچ گیا ------

اسکی حرکت پہ کنزیش کے معصوم چہرے پر حیاہ غصے جھجک کے کہی رنگ نمایا ہوئے تھے لیکن بروقت خود کو مضبوط کرتی پیچھے ہوئی ی --------

گھٹیا آدمی نامحرم ہوں میں تمہارے لیئے آئی ندہ یہ اپنے بے ہودا مطالبے مجھ سے کیئے نا تو--؟؟

"تو--؟؟"

بھاری لہجے میں اسکی بات پر الٹا سوال کرتا بولا -------

تمہارا سر پھوڑ دوگی"۔"

اسکی سمجھ میں کچھ نہیں آیا وہ یہی کہہ گ ئی -------

کہہ تو رہا ہوں تمہارا ہوں جو چاہے کرلو۔ "بھاری لہجے میں کہتے آہستگی سے اسکے چہرے پر آتی آوارہ لٹیں سمیٹی --------

چلو شادی کرتے ہیں مس ئی لہ حل"۔"

اسے اپنی باتوں میں الجھا کر وہ اسے اپنی مطلب کی بات پر لاتا اسے شاک میں ڈال گیا

" دماغ سے عاری مرکر بھی نہ کروں؟"

اسکی نگاؤں سے پزل ہوتی اپنے ازلی انداز میں بولی -------

میں پوچھ نہیں رہا تمہیں بتارہا ہوں"۔"

اسکی بدگمانی کو دور کرتا بولا ------

" زبردستی کروگے--؟؟"

اسے دیکھ دوبدو بولتی اپنا ہاتھ اسکے ہاتھوں سے نکالنا چاہا --------

ایسا چاہتا تو نہیں ہوں میں اگر تم خود راضی ہوجاؤ تو؟؟ "اسکی عجیب بات پہ وہ" نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی -------

" سمجھ نہیں آئی ی ؟؟"

اسے دیکھتے اپنی آئی برو اچکائی ی ------

شادی نہیں ہوگ ئی کوئی ی سومناتھ کا مندر ہوگیا جسے تم تھوڑ کے چلتے بنو گے"۔"

اسے دیکھ بھڑکتی بولی ---------

ہاں اور سارے بھوت پاش پاش کرتے جیت آخر میں میری ہی ہوگی"۔ اسے دیکھ خود" بھی دوبدو دلکشی سے بولا -------

جاری ہے-------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 19

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

"ہوگ ئی تمہاری دماغ ماریاں اب شارٹ کی گولی کھاؤ۔"

اردگرد اپنے جائزہ لیتی کہ آخر رائیمہ گ ئی کہاں ؟؟ سوچتی اسے دیکھ تڑک کر بولی جو پہاڑ کی طرح ابھی تک اسکے سر کھڑا تھا ---------

تمیز کا بلب تمہارے اندر ابھی تک فیوز ہے"۔ وہ اسے دیکھ بولا ۔۔۔۔۔۔۔"

"مطلب ؟؟"

اپنی ائی برو اچکاتی وہ بھی دوبدو تڑک کر بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

بچپن میں بھی تم بدلحاظ سرپھری تھیں اور آج بھی"۔کہتا اسے اپنے اور اسکے ماضی " بچپن کو سوچتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

بچپن کا نام لینا تھا کہ کنزیش کے معصوم چہرے پر خوف ڈر تکلیف اذیت کے کہی رنگ رونما ہوئے۔۔۔۔۔۔۔اسکے بعد چپ سی ہوتی جیسے سکتے میں چلی گ ئی۔۔۔۔۔۔وہ کنزیش کے اچانک بدلتے تاثرت بہت غور سے دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔ اسکی انکہی تکلیف پہ وہ تڑپ اٹھا اور اپنے دونوں مضبوط ہاتھوں کی زور سے مٹھیاں بھینچ لی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کنزیش کے بازو پر لٹکے بیگ کے اندر سے موبائل کے رنگ ہونے کی آواز آنے لگی۔۔۔جس کے بجنے پر اسنے ابرار کو متوجہ کیا مگر جسکے پاس تھا وہ تو ک ئی اور ہی

خیالوں میں گھم تھی جسے شاید موبائل کی رنگ ہونے کی آواز بھی اپنی طرف متوجہ نہیں کرپا رہی تھی --------

اسنے یکدم ہی اپنا بھاری ہاتھ اگے بڑھاتے اسکا بیگ کھینچا تھا ---------

"!!آہ---"

مقابل کے اچانک حملے پر اسکے منہ سے بے ساختہ سہمی سے چیخ نکلی --------

ہے مائی پرنسز----میرا بچہ میں ہوں"۔"

اسکے چہرے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے بہت پیار اور نرمی سے بھاری لہجے میں بولا

ہا--ہاں------وہ بے دماغی سے حالت میں اپنے حواسوں میں لوٹتی بولی

تم میرے تمام جزباتوں کو بھڑکا رہی ہو اور میں ابھی ایسا کوئی ی حق نہیں رکھتا۔ "وہ" آہستہ آہستہ آنچ دیتے لہجے میں اسکے گلابی رخسار پر اپنا انگھوٹا سہلاتا گویا ہوا

"!!لیو--"

وہ جھٹکے سے اسکے لمس پر اسے پیچھے دکھیل گ ئی --------

میرا بیگ دو"۔"

کہتی اس سے اپنا بیگ لینا چاہا --------

موبائل ایک بار رنگ ہوتے ہوتے بند ہوچکا تھا اور اب ایک پھر بیگ کے اندر سے فون کی چنگاڑتی آواز آئی ی ---------

جسکی آواز جیسے ہی اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی تو گویا فوراً الرٹ ہوئی ی -------

"بیگ دو سمجھ نہیں آرہی تمہارے ؟؟"

وہی ابکی بار اپنی ازلی نڈر سے لہجے میں بولی ----------

اسے پھر سے اپنے وہی آتش بھرپا روپ میں آتے دیکھ مقابل کے دل سے ہلکا سا شکرانہ نکلا تھا ---------

وہ اسکی بات کو کسی بھی کھاتے میں نہ لاتے اپنی کرتا بیگ اوپن کرگیا اور جھٹ سے اپنے بھاری ہاتھ سے موبائل ٹاٹول کر نکالا --------

"!! انیس سو بیس کا ماڈل---آئی ی لائک اٹ"

موبائل اپنے ہاتھ میں گھمایا اور اس کا بیگ اسے واپس کردیا --------

"مورے----یہ کون ہے ؟؟"

اسکی چھوٹی سے اسکرین پہ نام اور نمبر شو ہوتا اسے دیکھ بولا -------

کیوں بتاؤ ؟؟ دو میرا فون"------"یہ تمہارا پرسنل سیل ہے؟؟ "اسے دیکھ دوسرا" سوال دغا -------

ہا--ہاں----

اسکا اپنا ذاتی تو نہیں تھا لیکن پھر بھی وہ یہ کہہ گ ئی تھی-----اگر کہتی نہیں------تو کہی طرح کے سوال کرتا جن کے جواب وہ دینے کے موڈ میں ہرگز نہیں تھی ----------

مقابل کے ہاتھ میں موبائل ایک بار مزید بجتے بجتے بند ہوچکا تھا -------

اب اسے موبائل کے بٹنوں پر اپنی انگلیاں چلاتے دیکھا جو اس میں مصروف سا ہوگیا تھا --------

"یہ کیا کررہے ہو--؟؟ لاؤ دو۔"

کہتی موبائل کے لیئے اپنی ہنائی ی ہتھیلی اگے کی --------

"یہ لو---اپنا نمبر سیف کر دیا ہے۔"

بھاری آواز میں اسکے گلابی ہتھیلی پر موبائل رکھتا اسکے ہاتھ کی پشت پہ اپنی دو انگلیوں سے لکیر کی طرح سہلایا -------

اسکی حرکت پر وہ غصے و حیاہ سے لال پیلی ہوگ ئی اس طرح کی حرکات اسکی بڑتی چلی جارہی تھیں --------

کیوں کیا ؟؟ ابھی کے ابھی ڈیلیٹ کرتی ہوں میں---ویٹ آ منٹ "!!تپتی کہتی" موبائل پر بٹنوں کو پریس کرنے لگی ابھی وہ اپنی مطلوبہ جگہ فون کونٹیکٹ لسٹ میں پہنچی تھی -------

"!!آہ--- "

اسکی ہلکی سی چیخ نکلی---ایک بار پھر ابرار نے اسکا فون جھپٹا تھا -------

تمہیں کہا ہے کہ میں خود کال کروگی تو تم کیوں کرتے ہو؟ میرے ساتھ ہر وقت" کوئی ی نہ کوئی ی موجود ہوتا ہے اسلیئے کال بھی نہیں اٹھاسکتی پلیز سمجھو۔ "اوکے اوکے بزی ہو تو میں بعد میں کرتا ہوں"۔۔۔۔۔ دوسری جانب سے مقابل کہتا فون ڈسکنکیٹ کرگیا ۔۔۔۔۔۔۔

رائی مہ فون ڈسکنکیٹ ہوتے دیکھ اپنے کان سے ہٹاتی بازار کی سناٹے کی سائی ڈ سے نکلتی اب کنزیش کے پاس جانے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کنزیش ہم ساری تھیلیاں لے آئے تھے مجھے لگا کہ اس میں سے ایک کم ہے لیکن" "ایسا نہیں تھا۔۔۔چلو گھر چلیں۔

کنزیش اپنے سامنے کھڑے پہاڑ نما ابرار کو اسکے ہاتھ سے موبائل چھننے پر کچھ کڑوی کسیلی سلواتیں سنانے ہی لگی تھی کہ وہاں رائی مہ نمودار ہوگ ئی۔۔۔۔جسکی آواز سنتے وہ وہی بولتے بولتے ساکت و چپ سی ہوگ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ سب رائی مہ نے وہاں کے ماحول پہ بنا کوئی ی نظر ڈالے تیزی سے یہاں آتے بولا تھا لیکن اب جیسے ہی وہاں پر کھڑی گاڑی اور اسکے قریب کھڑے ابرار سکندر کے ڈرائی یوار رحیم پر اپنی سرسری سے نظر ڈالی تو جیسے گویا چونکی اور سب سمجھنے کی کوشش کرنے لگی -------

اب وہاں سے نظریں ہٹاتی کنزیش کے سامنے برائے راست چھ فٹ نکلتے اپنے لمبے قد اور وجیہہ پرسنٹلی لیئے کھڑے ابرار سکندر پر پڑی تو گویا وہی سکتے سے ساکت و جامد ہوگ ئی ------

اسے یقین نہیں آرہا تھا کہ اسکے سامنے بارعب وجاہت کا شاہکار ابرار سکندر خانزادہ کھڑا ہے جسکی پشت اسکی جانب تھی-----یہ دوسری ملاقات ہوگی اسکی اور ابرار کی---- مگر اتنی جلدی یہ اسنے نہیں سوچا تھا --------

وہ کسی زنانہ آواز پہ اسکی جانب پلٹا----اسکا پلٹنا تھا کہ رائی مہ تو بس ایک جگہ منجمد ہوئی ی یک ٹک اسکی سحر طاری کرتی پرسنٹلی میں کھو سی گ ئی----

کوئی ی مرد اتنا بھی خوبصورت مکمل شخصیت کا حامل بھی ہوسکتا ہے کیا؟؟ "وہ اسے" دیکھ خود سے ہمکلام ہوئی ی --------

ایسا نہیں تھا کہ پہلے کبھی اسنے اسے دیکھا نہیں تھا---؟ دیکھا تھا مگر ہمیشہ ہی سرسری سا دیکھنے کا موقع ملا تھا اور آج تو مکمل طور پر وہ اپنی سحر میں جکڑنے والی شخصیت لیئے اسکے سامنے کھڑا تھا -------

"آ--آپ---؟؟ صا--حب--- سر--سرکار---"

اسے سمجھ نہیں آئی ی چند سکینڈ تو اسے مخاطب کیسے کرے ---------

"آپ یقیناً ان متحرمہ کے ساتھ ہیں؟؟"

وہ اپنے مقابل کھڑی رائی مہ کو دیکھ گویا ہوا-----کنزیش سے پہلی ملاقات میں بھی یہی لڑکی شاید اسکے ساتھ تھی مگر اسنے غلطی سے بھی اسکی طرف اپنی ایک نظر تک ڈالنا گوارہ نہیں کی تھی --------

جج۔۔۔جی ہاں۔۔لاڈ صاحب"۔"

اسکی گھمبیر بھاری نرم و سرد سی دلکش آواز پہ وہ اپنے حواس میں لوٹی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

چلیں میں آپ لوگوں کو گھر ڈراپ کر دیتا ہوں"۔"

ان دونوں کو دیکھ بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"جج۔۔جی۔۔آپ ہمیں ڈارپ کرینگے۔۔؟؟"

رائی مہ کو تو جیسے ایک بار پھر یقین نہ آیا اسے لگا وہ کسی خواب کے زیر اثر ہے

۔۔۔۔۔۔۔

وہ دراصل میرا ڈرائی یوار گاڑی ریورس کررہا تھا کہ یہ محترمہ اچانک ہی گاڑی کے سامنے" آگ ئی یں جس سے ٹکراتی یہ اپنے سامان سمیت خود بھی زمین بوس ہوگ ئی۔ "اسنے کنزیش پر نظر ڈال اپنی گھنی مونچوں تلے عنابی لبوں پر آتی دبی دبی سی مسکراہٹ دباہی

۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو سامنے والے کے جھوٹ پر غصے سے سرخ ہوتی عش عش کر اٹھی -------

"اوو کوئی ی بات نہیں۔"

وہ اسے دیکھ بولی ------

نہیں میری غلطی ہے---میری وجہ سے یہ مرتے مرتے بچی ہیں اور بس میں اسی" کا ازالہ کرنا چاہتا ہوں اور ازالہ اسی صورت ممکن ہے جب میں آپ دونوں کو سیفلی آپ کے گھر ڈراپ کردوں"---- کہتا معصومیت سے کنزیش کو ایک بار پھر دیکھ -------

جو اب اسے اپنی اگ برساتی کھا جانے والی نظروں سے غور رہی تھی------اسے ایسے خطرناک نظروں سے خود کو دیکھنے پہ معاً اسنے اپنی آنکھ ونک کی -------

"!! چھچھورا"

اسکی حرکت پہ زیر لب بڑبڑائی ی ---------

"چلیں---"

بولتا اگے کو بڑھا --------

نن-- نہیں ہم چلیں جائے گے پیدل ہی---اتنا بھی دور نہیں ہے کہ آپکی اس" مہنگی ترین فراری میں جائیں۔ "وہ بھی ڈھیٹوں کی طرح ڈٹ کر بولی ---------

محترمہ میں نے ایک مرتبہ کہہ دیا ہے ناں؟؟ تو بس اب یہ پتھر پہ لیکر ہے---ناؤ" موؤ اٹ "!!چند قدموں کا فاصلہ مٹاتا اسکے گرے آنکھوں میں اپنی شہد رنگ بھوری آنکھیں ڈالتا سرد سا بنا کسی تاثر کے گویا ہوا --------

اسے کنزیش پھر ایک بار پل میں تولہ سے ماشہ ہونے والے روپ میں دیکھ دنگ رہ گ ئی اور اسکے ساتھ ساتھ کھڑی رائمہ بھی ---------

"چلیں--"

چبا چبا کر کہا گیا ------

"جج---جی جی---کیوں نہیں چلتے ہیں۔"

رائی مہ تو اسکے انداز پہ فوراً ہی تھوڑی دور کھڑی گاڑی کو دیکھ اپنے تیز تیز قدم اٹھاتی اسکا دروازہ وا کرتی اندر بیٹھ گ ئی ---------

رائی مہ کے بیٹھنے پر وہ ناچار اپنے پیر پٹکتی خود بھی گاڑی کا دروازہ وا کرتی بیٹھی --------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"سنیں آغر جی۔ "

پھرتی سے اگے بڑھتے اپنے بھاری قدموں کی چھاپ چھوڑتے حویلی کے اندر آتے آغر کو دیکھ اسی ن ئ آئی ی ملازمہ نے اسے پکارا --------

وہ اسے دیکھ اگے کو بڑھ چکا تھا مگر اسکی آواز پہ اپنے قدم پیچھے لیتا اسکے روبرو کھڑا ہوا

"بولیں۔"

کہتے اسے سرسری سا دیکھ اپنی ائی برو اچکائی ی ---

وہ جی آپکو چائے دوں؟؟ ہم سبھی ملازموں نے چھپکے سے اپنے اپنے لیئے چائے" بنائی ی ہے"۔ وہ اپنی تمام تر معصومیت سے اس سے گویا ہوتی بولی ---

آپکی یہ بے وقت کی چائے جوکہ چھپکے سے بنائی ی گ ئی ہے، مقابل کے چھپکے سے بولنے پر سامنے کھڑی کمسن سی لڑکی نے اپنی زبان دانتوں میں دی کہ وہ کیا کہہ گ ئی ہے۔۔۔جسکا اسکوں تمام ملازموں نے بتانے سے منع کیا تھا اور وہ کہہ گ ئی تھی

اگر اس بارے میں، میں اس حویلی کے کسی مالک کو بتادوں تو؟؟ اسے دیکھ استزایہ طور پر اپنی ائی برو اچکاتے بولا -------

جانتا تھا کہ سامنے کھڑی ایک معصوم دبو سی لڑکی تھی جس میں تیزائی ی نام کی کوئی ی چیز نہیں تھی---اسلیئے تو وہ اپنا کیا کارنامہ اسے بتاگ ئی تھی -------

آآ--آپ ایسا تو نہیں کرینگے ناں؟؟ میں جانتی ہوں آپ اچھے ہیں۔ "اسے دیکھ" منمائی ی ---------

ہمم تو پھر مجھے اچھا ہی رہنے دیں آئیندہ کسی بھی بات یا چیز کو مدنظر رکھتے مجھے مخاطب" کرنے کی کوشش مت کیجئے گا۔ "کہتا وہاں سے یکدم ہی اپنے بھاری قدم اٹھاتا چلا گیا --------

جبکہ وہ معصوم تو بس اسکی چوڑی پشت دیکھتی مایوسی سے اپنا اداس ہوا چہرہ لیئے کیچن کے جانب بڑھ گ ئی --------

وہ جانتا تھا کہ آخر اس چھوٹی سی گز بھر کی محترمہ کے دماغ میں کیا خرافات جنم لے رہی تھیں۔۔۔وہ بے چاری تو ابھی تک اپنی ان کہی فلینگس سے بھی انجان تھی مگر وہ سمجھ چکا تھا کہ وہ چاہتی کیا ہے؟؟ اور اسکا انجام کیا ہے؟؟

اسکی خود کی محنت سے بنائی ی گ ئی پینٹینگ کی پیچرز جنہیں اسکے دل و جان سے عزیز بھائی ی نے فریم کرواتے اس وسیع و عریض خوبصورت سے شاندار کمرے کی وال پر لگوایا تھا۔۔۔۔۔یہ کمرہ صرف اور صرف گل کی تمام پسندیگی کو دیکھ خود ابرار نے سیٹ کروایا تھا۔۔۔۔۔جہاں ہر چیز گُل کی پسند کی تھی۔۔۔بلکل ایسے جیسے کوئی ی خواب نگر ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں رکھا اسکی پسند کا ہلکے کلر کا فرنیچر ۔۔۔۔فل سائیز صوفہ بیڈ ڈریسنگ مرر۔۔۔۔ جو وہ خود پسند کر کے اسکے ساتھ لائی ی تھی ۔۔۔۔۔۔

کھڑکی جہاں سے باہر گارڈن کا حسین ویو دکھتا تھا اس پہ لگے وائی ٹ فریل پردے۔۔۔کمرے میں لگی چھت کی چاروں طرف فنسی لائی ٹس ۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں دائی یں جانب اسکی آرٹینگ کے لیئے مخصوص جگہ بنائی ی گ ئی تھی جہاں وہ سکون سے اپنے آرٹینگ کے شوق کو زندہ رکھتی پینٹنگ کرسکتی تھی۔۔۔جسکی اسنے پروپر کلاسس بھی جوائی ن کی ہوئی ی تھیں۔۔۔۔ سب کچھ اے ٹو زیڈ اسکی پسند کا تھا

۔۔۔۔۔۔۔

بس ایک کمرے میں جھولا جو ابرار نے خود اپنی پسند سے لگوایا تھا۔۔۔۔۔ جسکا رنگ کچھ پنک اور کریم سے کلر کا تھا۔۔ اسکی رسیوں کے گرد فینسی آرٹ نما پرینڈے لگائے گئے تھے۔۔۔جسے دیکھ کسی بھی جاندر شے میں زندگی جینے کی ن ئی ی امنگ جاگ اٹھتی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔

نماز کے لیئے کمرے میں ہی نکلتا ایک الگ حسین و خوبصورت چھوٹا سا اسٹور نما روم جس کی وال پہ نیٹ کے پنک کلر کے پردوں کے ساتھ ادھر بھی فینسی لائی ٹس لگی تھیں۔۔۔۔۔ اسکے کارنر پر تازہ پھولوں کے درمیان گلدان میں رکھا قرآن مجید اور اسکے

ساتھ ہی پڑی جائے نماز۔۔۔۔اوپر سے خوشبو بکھیرتا عطر اپنی اس پاک جگہ کو اور بھی معطر کردیتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

بس اسکی زندگی میں رونما ہوئے کچھ حادثوں کے باعث وہ اپنے اس پسندیدہ کمرے سے ہر تعلق واسطہ تھوڑ چکی تھی۔۔۔۔مگر ابرار نے اسے جینے کی ن ئی ی امید دلوائی ی جسکو سوچتے اب وہ پھر سے اپنی بے رنگ زندگی میں رنگ بھرنے کی کوشش میں کوشاں تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"امم تو آرٹینگ ہورہی ہے؟؟"

اسکے آرٹینگ روم پہ اپنی ایک بھر پور نظر ڈال سامنے وئیل چ ئیر سے رولینگ چ ئیر پر بیٹھے وجود کو دیکھ اپنی گھمبیر بھاری آواز میں گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جو مصروف سی کسی گھنے جنگل میں ڈوڈن ہاؤس کو شوکرتی تصویر پینٹنگ کر رہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آغر کی آواز پہ اسنے اپنا کوئی ی رد عمل نہیں دیکھایا اسکی بات ایسے نظرانداز کردی جیسے وہ یہاں ہو ہی نا ---------

اسکے نظرانداز کرنے پر آغر نے اسکی بے نیازی کو دیکھ غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچی --------

وہ دھپ دھپ کرتا اپنے بھاری قدم اٹھاتا اسکی پشت پہ آیا --------

"!!آہ "

گل کے منہ سے اس ستم گر کی، ستم گری پہ ہلکی سی چیخ نکلی --------

وہ اسکے سر کو پیچھے سے اپنے بھاری ہاتھ کی گرفت میں پکڑتا جھٹکے سے مگر آہستگی سے کھینچ گیا۔۔۔جسکی حرکت سے اب اسکا گلابی چہرہ اوپر چھت کے جانب اٹھ گیا --------

اور اب خود آہستگی سے اپنا چہرہ جھکا گیا۔۔۔اسکے ایسا کرنے سے ان دونوں کے چہرے بلکل اب روبرو آگئے تھے اتنے کہ آغر کی گرم سانسیں اسے اپنے چہرے پر محسوس ہورہی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔ اسکے مردانہ جسم سے اٹھتی سگریٹ اور کلون کی ملی جلی خوشبو اسکے حواس جکڑ رہی تھی۔۔۔۔اپنی بھاری پلکیں کبھی اٹھاتی کبھی جھکاتی وہ غصے و تذبذب کا شکار ہورہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی اٹھتی گرتی کالی گھٹاؤں کا رقص دیکھ آغر مبہوت سا اس پر اپنی شہد رنگ نگاہیں ٹکائے دیکھے گیا اب وہاں سے ہوتا اسکی چھوٹی لال سرخ ستواں ناک کو دیکھا وہاں سے ہوتے اب اسکی نظریں ان کنکپاتی دلسوز سرخ پتیوں جیسے ہونٹوں پر تھمی۔۔۔۔اسکی بہکتی تڑپتی نظریں اس دوشیزہ کے ایک ایک نین نقوش کو حفظ کررہی تھی کہ وہ یکدم ہی اسکے جادوئی سحر سے باہر آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"!!آہ سس ۔ سسی۔۔۔آغر۔۔۔"

تڑپتی اسکا نام پکار گئی ۔۔۔۔۔۔۔۔ اسکے سر کو مزید کھینچا گیا۔۔۔۔۔۔آغر کی بھاری انگلیاں ڈوپٹے کے اندر اسکے سیاہ گھنے بالوں میں گڑ رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"!!آغر کی ملکہ"

گھمبیر دلکش خمار سے لبریز بھاری بوجھل لہجے میں بولا -------

وہ تو اسکے لہجے پہ غصے گھبراہٹ شرم سے اسکی جانب سے اپنی نظریں پھیر گ ئی

یہ دوسری بار ہے آپکی مجھ سے میری ذات سے لاپروائی ی ؟؟ خیر جائیں برداشت کی اور بخشا-----اب نا ہوں---مائی نڈ اٹ "!!مزید کہتا اسکی گھنی پلکوں کو اپنے بھاری ہاتھ سے چھوگیا -------

"چ--چھوڑو-"

کہتی اگے کو ہوتی جھٹکے سے اسکی گرفت سے اپنا سر چھوڑوا گ ئی -------

جاری ہے-------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 20

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

وہ پورے گھر کی صفائی کر اب کھانا بنارہی تھی۔۔۔۔ریشمہ صاحبہ کو سہارا دیتے وہ کمرے سے باہر ہال میں لے آئی ی تھی اور وہاں رکھے فل سائی ز صوفے سے انکی بیک پر کوشن لگاتے انہیں بلکل کمفرٹ ہوتے بیٹھایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک ہی کمرے میں بند ہوکر رہ گ ئی تھیں اور وہ چاہتی تھی کہ وہ تھوڑی چہل قدمی کریں تاکہ انکی طبیعت بھی تھوڑی بحال ہوسکے ۔۔۔۔۔ وہ سمجھتی تھی کہ انکا زیادہ چلنا پھرنا ٹھیک نہیں مگر پھر بھی وہ انہیں یہاں لے آئی ی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

اور پھر کہتے ہے ناں کہ تبدیلی سے انسان کی طبعیت میں پرجوشی آتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔"

"نائی ی جان آپکو کچھ چاہیئے تو نہیں بتادیں؟؟"

انہیں دیکھ وہ نرمی سے گویا ہوئی ی -------

نہیں بیٹا بس تو یہاں بیٹھ جا میرے پاس آتے ہی کاموں میں لگ گ ئی میری" بچی"۔ اسکا ہاتھ تھامتی اسے اپنے پاس برابر میں بیٹھاتے پیار بھرے لہجے میں بولیں ------دفتاً وہ کچھ دیر وہی سکون سے بیٹھی رہیں -------

پورے گھر کا ایک ایک کونا چمک رہا تھا کیچن سے مزیدار بھرپور قسم کے لوازمات بننے کی خوشبو آرہی تھی جسے دیکھ وہ آسودگی سے مسکرادیں --------

چلیں تائی ی جان آپکو شاور دلاؤں"۔"

انکے میلے کچلے کپڑے دیکھ وہ برجستہ بولی شاید انہوں نے کہی دنوں سے وہی ایک سوٹ زیب تن کیا ہوا تھا --------

بیٹا پاؤں میں اتنی ہمت نہیں ہے زیادہ چلوں تو سانس پھولنے لگتی ہے مجھے بس تو" کپڑے تبدیل کروا دے"---اسے دیکھ بولیں --------

میری پیاری تائی ی جان !میں کروگی ناں آپکی مدد۔۔۔چلیں اٹھیں میں ہوناں ساتھ" آپکے ۔ "کہتی انہیں دوبارہ اپنے سہارے پر اٹھاتی آہستہ آہستہ انکے روم میں ہی بنے باتھ روم لے گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انکی حالت واقعی خستہ بے حال تھی گندے میلے کپڑے ہورہے تھے اور شاید یہ بات آزمیر نے بھی ناٹ کی ہو؟ مگر شاید شرم و لحاظ کے باعث کچھ کہہ نا سکا ہو؟؟ "کیونکہ کوئی ی فیل میل بھی تو گھر میں نہیں تھی کہ جس سے کہہ کر انکے کپڑے تبدیل کروا دیتا ۔۔۔۔۔۔۔

جو زینیہ نے ملازمہ رکھی تھی اپنے لیئے اسے بھی وہ پہلے ہی کام کا منع کرچکا تھا جس وجہ سے وہ جب ہی یہاں پائی ی جاتی تھی جب زینیہ یہاں موجود ہو اور رہی کسی کی ئی ر ٹیکر کی بات تو اسے اب تک کوئی ی بہتر کی ئی ر ٹیکر ملی نہیں تھی شاید ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ انہیں نیم گرم پانی سے باتھ دلواتی آہستگی سے باہر لائی ی اور انہیں کمرے میں رکھے بیڈ پر بیٹھایا۔۔۔۔۔۔اب باتھ روم سے اپنے ہاتھ میں لاتی ٹاول سے انکا سر پہنچنے لگی ۔۔۔۔ انکے بال خشک کرتے انکی بالوں کی چوٹی بنادی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تائی ی جان اب آپ تھوڑی دیر آرام کریں میں زرا ظہر کی نماز ادا کرلو"۔ پیار سے بولتی" وہی بیڈ پر انکے سر کے نیچے تکیہ سیٹ کرتی لیٹا گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تائی ی جان آپکے سارے کپڑے ہی گندے پڑے ہوئے تھے جنہیں میں نے دھو دیا" ہے۔۔۔۔۔ بس ایک یہی صاف تھا جو میں نے ابھی آپکو دیا ہے۔۔۔۔۔۔بتانے کا مطلب تھا کہ ، "مجھے کوئی ی صاف ستھرا سوٹ چاہیئے تھا کیونکہ کام کرتے وقت میرے کپڑے گندے ہوگئے ہیں۔۔۔کیا کروں میں اب؟؟ کیسے پڑھوں؟؟ وہ وضو کرنے کے لیئے باتھ روم کی جانب بڑھی ہی تھی کہ اسے یاد آیا کہ اسکے کپڑے پاک نہیں تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو انکے جانب پلٹتی اپنے گلابی نازک ہاتھوں کی آپس میں انگلیاں مڑوڑتی انہیں اپنا مس ئی لہ بتارہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

میری بچی تم ایسا کرو زینیہ۔۔۔۔، "نہیں !!"وہ بے وجہ غصہ ہوگی۔۔۔انکے دماغ میں سوچ آئی ی جس بات کی وہ جلد نفی کرگ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا ہاں تم ازمیر کی کوئی ی شرٹ پہن لو۔۔۔۔ یہی ہوسکتا ہے۔۔۔ نماز بھی ضروری ¢ ہے۔۔۔۔۔جاؤ جاؤ میری بچی چینج کرلو۔ "وہ پیار بھرے لہجے میں اسے دیکھ بولیں

۔۔۔۔۔۔۔۔

"!!ل۔۔۔لیکن۔۔۔"

اسے سمجھ نہیں آیا انکی بات پہ وہ کیسے ری ایکٹ کرے اور کیسے نہیں؟ "اسے بہت عجیب لگ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

بھائی ی ہی تو ہیں؟کوئی ی بات نہیں نماز کے لیئے تو پہن رہی ہوں"۔ خود کو" سمجھاتی بڑبڑائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا دل تو اسکی جانب سے بلکل پاک تھا اس میں کوئی ی غلاظت نہیں تھی۔۔مگر پہلے جو کچھ۔۔۔ ، "وہ سب آج تک وہ سمجھنے سے قاصر ہی رہی تھی۔۔۔وہ اسکے اچانک سے کچھ وقت پہلے بدلے رویے کو لیکر ٹینس تو تھی اور اس رات بھی اسنے بولنے کی کوشش کی تھی لیکن وہ بڑی بے رحمی سے اسے جھٹکتے وہاں سے غائب ہوگیا تھا

وہ آہستگی سے اسکا کمرہ وا کرتی اپنے نازک قدم اس ویران روم میں رکھ گ ئی۔۔۔۔روم بھی باقی گھر کی طرح بکھرا ہی پڑا تھا لیکن اسنے اسے کلین کرنے کی کوشش نہیں کی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ اگر زینیہ کی کوئی ی بھی چیز غلطی سے بھی ادھر سے ادھر ہوجاتی اس سے تو۔۔۔۔۔ وہ پورا گھر سر پر اٹھالیتی جسکی زمیدار وہ معصوم نہ ہوتے ہوئے بھی ٹھہرائی ی جاتی اور ویسے بھی وہ ازمیر اور اسکے درمیان ہمیشہ ہی ناچاکی کی وجہ بنتی آئی ی تھی۔۔۔۔ مگر اب نہیں چاہتی تھی کہ وہ زرا بھی ان دونوں کے بیچ بدمزگی پیدا کرے اور اگر اسے ابھی بھی نماز نا پڑھنی ہوتی تو وہ اسکی شرٹ بھی یہاں کبھی نا لینے آتی ۔۔۔۔۔۔۔

اسنے الماری کی پٹ وا کی جس میں شاید زینیہ کے کپڑے ہینگ تھے جنہیں دیکھ اسکی آنکھیں پھیلی تھیں۔۔۔۔۔اسکے پٹ میں اتنے مہنگے اور ایک سے بڑھ کر ایک سوٹ دیکھتی اسے زینیہ کی قسمت پہ رشک سا ہونے لگا واقع ازمیر اپنی بساط سے زیادہ اسکے لیئے کرتا تھا لیکن اسنے کبھی اسکی فکر و جزبات کا خیال ہی نہیں رکھا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنا سر جھٹکتی وہ پٹ بند کرتی اسکے برابر والا پٹ وا کرگ ئی جسکے وا کرتے ہی ایک مرادنہ کلون کے خوشبو کا جونکا اس کی چھوٹی سی ناک کے نتھنوں سے ٹکرایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کلون کی خوشبو سامنے الماری میں ہینگ ہوئی ی شرٹس میں سے آرہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسنے اپنا نرم ملائم ہاتھ اسکی شرٹس پر رکھا اور جلدی جلدی شرٹس یہاں وہاں کرتی اپنے مطابق کوئی ی ڈھونڈنے لگی مگر ساری ہی شرٹس اسکے لیئے کسی برات میں لگے تمبو سے کم نہ تھیں۔۔۔۔جسے پہن وہ اس میں گم ہی ہوجاتی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ۔۔۔اسنے اپنا سانس باہر خارج کیا اور ہاتھ بڑھاتی اس میں سے ایک نیوی کلر کی فل" شرٹ نکالی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا نکالنا ہی تھا کہ وہ پیچھے ہوئی ی یکدم ہی اسکے پہنے ڈوپٹے کا موتی ہینگ شرٹس کے نیچھے رکھے منی سائی ز بیگ سے الجھا اور وہ بیگ نیچے زمین پہ آگرا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیگ کی زب کھلی ہونے کے باعث ہلکا سا اندار سے نکلتا کسی کپڑے کا کونا باہر آگیا۔۔۔جسے دیکھ وہ تذبذب کا شکار ہوتی شرٹ اپنے بازوں پر ڈالتی نیچھے بیٹھ دوسرے ہاتھ سے وہ زیب بند کرنے ہی لگی تھی ۔۔۔۔۔۔۔

مگر اب اسکی صیح معنوں میں آنکھیں کھلی تھیں۔۔۔جب اندر سے اپنا گم ہوا اسکارف، کچھ ٹوٹی چوڑیاں، بچپن میں گھوم ہوا ٹوئی ٹی اسکا کلونا اور ابھی حال ہی گھوم ہوئی ی تھی جب وہ یہاں رہاش پزیر تھی پائی ل۔۔۔جو اسے اتنی پسند تھی کہ وہ اسے ہر کہیں پہنی پہنی گھومتی تھی کیونکہ وہ اسکی ماں کی طرف سے انکی آخری نشانی تھی جسکے گھم ہوجانے پہ

اسے بے حد افسوس بھی ہوا تھا۔۔۔چونکہ اسکے پاس اسکا ایک پاؤں تو محفوظ تھا تو اس پر ہی شکرانہ ادا کرتی دوسرے پاؤں کی پائی ل پہ صبر کے گھونٹ پی کر رہ گ ئی تھی

اور یہ ٹوئی ٹی یہ بھی تو اسکے بابا نے اسے لاکر دیا تھا جسکے ٹوٹ جانے پر وہ بے تحاشہ روئی ی تھی۔۔۔وہ ان سب چیزوں کو چھوتی انہیں اپنے دل سے لگاتی رو پڑی تھی وہ چیزیں اسے اپنے ماں باپ کی یاد دلا گ ئی یں تھیں ۔۔۔۔۔۔۔

مگر سوال اب یہ اٹھتا تھا کہ یہ چیزیں ازمیر کے پاس کیا کررہی تھیں؟؟ وہ سوچتی ان چیزوں کو سمٹتی اس بیگ کو اٹھا کر الماری بند کرتی وہاں سے نکل گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

گاڑی میں لگے فرنٹ مرر کو سیٹ کیئے ابرار ہر تھوڑی تھوڑی دیر بعد پیچھے بیٹھی کنزیش کے معصوم گلابی چہرے کو اپنی گہری شہد رنگ نگاؤں سے تک رہا تھا اور اپنی آنکھوں کو

سیراب کررہا تھا مگر اسکی آنکھیں تھیں کہ اسکی دید پر بھی سیراب نہیں ہو پارہی تھیں

"ہائے مجھے نہیں معلوم تھا مورے کا بے وجہ کا یہ کارنامہ اتنا اچھا ثابت ہوگا؟؟"
رائی مہ نے کنزیش کے کان میں سرگوشی نما کہا --------

" مطلب؟؟"
وہ اسکی سرگوشی پہ اپنی ائی برو اچکاتی بولی --------

ارے اتنی لاجواب کمپنی جو ملی ہے ۔ میں تو بس یہ سوچ ہی سکتی تھی اور آج میں"
اس بے تاج بادشاہ کی گاڑی میں بیٹھی سفر کررہی ہوں"۔ رائی مہ اپنی آئی یں بھرتے
سرگوشی نما ہی بولی -------

کنزیش بس اسکی فضول گفتگو پہ اپنا سر ہلا کر رہ گ ئی -------

"آپ لوگ یہی اتر جائیں۔"

انکے گھر سے تھوڑی دور یہاں سامنے بنی مٹی کی سڑک پار کرتے انکا گھر تھا۔۔۔جسے دیکھ ابرارچنے گاڑی رک واتے انسے بھاری آواز میں گویا ہوا --------

جج۔۔۔جی جی آپ صیح ہیں ہم چلے جائینگے یہاں سے اب۔"رائمہ کہتی گاڑی سے" باہر نکلی -------

رائمہ کو دیکھ کنزیش بھی باہر آئی ی۔۔۔اسنے انہیں اسلیئے گھر سے تھوڑی دور اتارا کہ ان دونوں کے بارے میں کوئی ی

غلط بیانی نہ کریں اور نہ ہی کوئی ی انہیں غلط نگاہ سے دیکھیں -------

"!!شکریہ لاڈ صاحب"

اپنے ڈوپٹے کو دانتوں میں دیتی ایک ادا سے کہتی رائمہ اگے کو بڑھ گ ئی۔۔۔اسے دیکھ وہ الجھا جونہی جلد ہی سر اپنا جھٹک گیا ------

رائی مہ کی حرکت پہ نجانے کیوں کنزیش کے زاوئے تبدیل ہوئے۔۔۔مگر ان دونوں پہ ہی لعنت بھیجتی خود بھی اسکے پیچھے بڑھی تھی --------

کہ ابرار اپنے قدم بڑھاتا جھٹکے سے اسکا نازک ہاتھ اپنی گرفت میں لیتا اسے اپنے جانب کھینچ گیا جس کے باعث اسکے چوڑے سینے سے کنزیش کی پشت ٹکرائی ی ---------

آہ۔۔۔ "اسکی ہلکی سی چیخ نکلی۔۔۔اسکی حرکت پہ وہ پور پور غصے و شرم سے دھری" ہوتی سامنے جاتی رائی مہ کی پشت کو دیکھنے لگی کہ کہیں وہ پلٹ کر یہاں نہ دیکھ لے

اسکی گرم سانسیں اسے اپنی گردن پر محسوس ہورہی تھیں۔۔۔اس سے اٹھتی مردانہ کلون کی خوشبو اسکے حواس سلب کررہی تھی --------

کب تک بھاگو گی اس مرض سے ؟ جتنا بھاگو گی یہ جان لیوا مرض اپنی اتنی ہی مضبوط" جڑیں پکڑتا جائے گا۔ "اسکے کان پہ جھکتے گھمبیر بھاری سرگوشی کرتا اپنی بھوری داڑھی اسکے نازک گلابی گال پر سہلائی ی ---------

اسکی داڑھی کی چھبن پہ وہ غصے سے اپنا حلق تر کرتی رہ گ ئی --------

"کیا بول رہے ہو؟؟ فضول آدمی--"

تڑک کر کہتی یکدم ہی پلٹتی اسکی گرفت سے اپنا ہاتھ چھوڑوانا چاہا --------

محبت"۔"

بھرپور خمار سے لبریز بھاری لہجے میں جواب دیا ---------

جاری ہے--------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 21

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

وہ مر کر بھی تم سے نہیں ہوگی"۔۔۔"

اسے دیکھ چہرے پر بنا کسی تاثر سے لہجے میں بولی --------

"کس نے کہا کرو؟؟"

اسے دیکھ اپنی ائی برو اچکاتے بولا -------

"پھر؟؟"

وہ بھی اسے دیکھ دوبدو بولی --------

میری محبت کافی ہے ہم دونوں کے لیئے اور رہی تمہاری محبت کی بات ۔۔۔۔۔۔ تو"
جب تمہارے تمام جملائے حقوق میرے نام کیئے جائینگے وہ میں خود کروا لوگا۔ "کہتا
اسکے طوطے اڑا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

پہلے اسے شادی کی پیشکش کرتا اور اب اتنی آسانی سے اپنی محبت کا بھی اظہار کرگیا تھا
۔۔۔۔۔۔۔

کانفڈنس اچھی بات ہے مگر اوور کانفڈنس بہت بری چیز ہے۔۔۔دیکھو خواب دن"
دھاڑے۔۔۔ "اسے دیکھ تھنکتی اپنے ازلی انداز میں بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خواب ہی صیح حسین بہت ہے اور بہت جلد اس خواب کو عملی جامہ پہناؤ گا۔۔۔تم"
کیا جانوں کتنے آرمان سجائے بیٹھا ہوں "۔ بوجھل لہجے میں کہتا اپنی گرفت میں قید اسکی
ہاتھ کی انگلیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہارے یہ جتنے بھی ارمان ہے نا انکا میں خون کردوگی"۔ اسکے لمس پہ وہ تڑپی اور غصے" سے بولی -------

قسم سے افف بھی نہیں کروگا بس بجائے ہمارے بیچ ہوا تک کا گزر نا ہو ۔ وہ بھی" برداشت نہیں کروگا میں۔ "اسے دیکھ بولا --------

اسکی باتوں پہ وہ سہم گ ئی اور گال دہک اٹھے شرم و خفت سے ایک سیکنڈ کے لیئے اسے یہ آدمی پاگل کھسکا ہوا ہی لگا -------

چھوڑو مجھے جانے دو دیکھو رائمہ گھر کے بلکل قریب پہنچ گ ئی ہے۔۔۔اسنے اس سرپھیرے شخص سے بحث ترک کرنی چاہی کیونکہ اسے معلوم تھا وہ جتنی بھی بحث کرلے اسکی باتوں کا اپنے ہی مطلب کا کوئی ی پہلو نکال اسے ایسے ہی الجھائے رکھے گا -------

اور وہ اب تک اتنا تو جان گ ئی تھی اس بندے کو کوئی ی شرم و لحاظ نہیں تھی تبھی تو بے فکر ہوتا اسکا ہاتھ دھڑلے سے اپنی گرفت میں تھامے کھڑا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"میں چاہتا ہوں کہ تم خواب دیکھو۔"
اسکی ہتھیلی پر اپنا انگھوٹا سہلاتا اسی گھمبیر بھاری بوجھل لہجے میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ پھر ایک بار اسکے لمس پہ بس اپنا تھوگ نکلتی رہ گ ئی اور غصے سے اپنے لبوں پر زبان پھری ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی یہ حرکت مقابل کے دل میں ایک کہرام برپا کرگ ئی اور ایک جھٹکے سے اسے مزید اپنے قریب کھینچا۔۔۔رارا فرار کک۔۔۔وہ اسکا نام بگھاڑ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا وہ متبسم سا اسکی نام بگھاڑنے والی بچپن کی عادت پر مسکرایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے مونچھوں تلے عنابی لبوں پر تبسم بکھرا دیکھ وہ یکدم ہی منجمد ہوئی ی۔۔۔اتنا تو مکمل و حسین مرد ہے اسے تو کوئی ی بھی مل جائے گی پھر میں ہی کیوں؟ اسے دیکھ سوچتی بے خودی میں اسکی مونچھوں پر اپنا ہاتھ رکھ گ ئی --------

"تمہارا ہی ہوں۔۔صرف تمہارا۔۔۔"

اسکی اس ادا پہ دل سے جانثار ہوتا اسکا ہاتھ ہلکا سا اپنے دہکتے لبوں سے چھوگیا

اسکے آگ کے مانند لمس پہ اسکے تن بدن میں ایک کرنٹ سا دوڑ گیا وہ ہوش میں آتی جھٹکے سے اپنا ہاتھ پیچھے کرگ ئی ---------

اب اپنی بے خودی کو کوس رہی تھی کہ آخر ایسا کیسا یہ جال تھا؟؟ کیا ضرورت تھی اسے ایسا کرنے کی۔۔؟؟

"چھوڑو ہاتھ جانے دو اللہ کا واسطہ ہے تمہیں۔۔"

اسے دیکھ التجائی یہ بولی ---------

تو میں کہہ رہا تھا کہ خواب دیکھو"۔"

اسکی بات کو کسی بھی کھاتے میں نا لاتے اپنی ہی بولا --------

کیسے خواب؟ اچھی فری کی بکواس ہے"۔"

اب سچ میں کنزیش کا پارہ ہائی ہوتا جارہا تھا۔۔۔یہاں کوئی بھی آسکتا تھا اور اس بندے کو اس بات سے کوئی رتی برابر فرق نہیں پڑ رہا تھا ---------

"فرسٹ نائی بٹ کے۔"

نامحوس طریقے سے اسکا موبائل جو اسکے پاس تھا اسے دیا اور اسکا ہاتھ چھوڑ اب اسکے بھیگے لال کندھاری لبوں پر اپنا انگھوٹا سہلایا ---------

تمہارا منہ نوچ لونگی فضول آدمی۔۔۔میں تمہیں چھچھورا سمجھتی تھی لیکن نہیں تم نے"
"تو بے ہودگی میں بھی پی ایچ ڈی کر رکھی ہے۔۔۔

شش مائی ی لیڈی !!یہ مجھے اویٹیٹ کر رہے ہیں ہاں لیکن ان سے ابسیسیڈ بھی" بہت ہوں۔۔۔۔جتنا بولنا ہے بول لو بعد میں ۔۔۔۔۔۔ میں شاید تمہیں اتنی مہلت ہی نا دوں"۔ اسکے لبوں پہ انگلی رکھ اسے چپ کرواتے خمار سے چور بھاری لہجے میں بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مقابل کی نظروں کا ارتکاز اور بات کا مطلب سمجھتی اسکا چہرہ لال بھبھوکا غصے و شرم سے دہک اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔

دیوانہ ہوں میں تمہارا اور اس دیوانے کی دیوانگی مت آزمانا ورنہ اپنی قسمت پہ ماتم کناں" ہوتی روگی تڑپوگی ۔۔۔اب جاؤں"۔۔۔۔ اسکے چہرے کے حسین نین نقوش کو اپنی تپش دیتی نگاؤں سے دیکھتا آخر میں پیار سے اسکے گال تھپتھپاتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔

نجانے اسکی آتش بھرپا نگاؤں میں ایسا کیا تھا کہ کنزیش ایک پل کو ڈرتی سہمتی تھوک نکل کر رہ گ ئی۔۔۔اور پلٹتی وہاں سے جانے پر تُلی ۔۔۔۔۔۔۔۔

موبائل میں کچھ ٹائپ کرتا پھر جیب میں رکھتا جاتی کنزیش کی پشت پر ایک اپنی گہری نگاہ ڈالتا گاڑی کی طرف بڑھ گیا -------

اسکے ہاتھ میں موبائل پر میسج کی ٹون بجی جسکی آواز پہ اسکے ہاتھ انجانے میں ہی کنپکپائے کہ کہی رائیمہ نہ سن لے لیکن وہ تو کافی اگے تھی --------

چلتے چلتے ہی موبائل سامنے کرتی دھڑکتے دل کے ساتھ اسکرین پہ دیکھا جہاں مٹر سے نکلی سنڈی نام شو ہورہا تھا --------

نام پڑھتے اسکے لبوں پر گہرا تبسم پھیلا---شاید یہ واقعی پاگل آدمی تھا کیا بچکانی حرکت کی تھی --------

اب اسنے اسکا میسج اوپن کیا تھا جیسے جیسے پڑھتی گ ئی گال غصے کچھ حیاہ سے لال سرخ ہوئے -------

تمنا ہے تمہیں سامنے بیٹھا کر فرصت سے دیکھو ۔۔۔۔ میری زندگی کے یہ دس منٹ "
سب سے خوبصورت دس منٹ تھے شکریہ جانان "آخر میں ہارٹ کا ایموجی ڈالا گیا تھا

۔۔۔۔۔۔

چلو بھئی ی جلدی کنزیش مورے نے جان لے لینی ہے"۔"

رائیمہ اسے پیچھے سست روی سے آتا دیکھ بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں۔ ہاں آئی ی رہی ہوں"۔"

رائیمہ کی آواز پہ گڑبڑاتی موبائل کو چادر میں چھپاتی بولتی سرسری سا پلٹتے پیچھے کو دیکھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

جہاں اب کوئی ی نہیں تھا مگر اسکا حصار تھا جو وہ اسکے گرد کھینچ گیا تھا جس سے اب وہ نکلنا بھی چاہے تو شاید نہیں نکل پائے ۔۔۔۔۔۔۔

کچھ بھی تھا وہ اپنی زندگی میں ہوئے حدثات ٹریجریس کو لیکر جو کچھ دیر پہلے تکلیف میں تھی اب وہ کہیں نہیں تھی۔۔۔جانے انجانے میں وہ پاگل شخص اسے اپنی سوچوں کی نظر کرتے اسکی بے چینی ڈر تکلیف نامحسوس انداز میں سمیٹتا سب اپنے ساتھ لے گیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

بولو"۔ وہ دھاڑا اب اس صورتحال پر وہاں سبھی ڈر کے سہم چکے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔"

مم۔۔۔می۔۔۔میں نے اسے بھیج دیا"۔"

بوڑھے آدمی نے اسے دیکھ کانپکپاتی لڑکڑاتی آواز میں کہا اور ایسے تھر تھر کانپنے لگا جیسے بس موت اب اسکے قریب ہے۔۔۔بہت قریب۔۔۔۔۔۔۔۔

اس آدمی کا بولنا تھا کہ اسنے اپنے سخت گرفت میں پکڑے چاکو سے اسکے شانے پر وار کیا۔۔۔۔۔۔۔

آہہہ "!!اس آدمی کے ساتھ ساتھ وہاں موجود ہر شخص کی دلخراش چیخ پورے کامن" پیشنٹ کاریڈور میں گونجی ----------

چاکو کو اسکے شانے سے نکال وہی بیڈ پر رکھتا اب بنا روکے در پہ در اس پہ اپنے بھاری مکوں گھونسوں کی برسات شروع کردی --------

آہہہ بیٹا مج---مجھے معا----، وہ اسکے سامنے اپنے لرزتے کنکپاتے ہاتھ جوڑ گیا

چپ زلیل ***آدمی"۔"

اسکی آنکھوں میں اپنی آگ اگلتی لال انگارہ آنکھیں ڈال دھاڑا ------ اسکی دھاڑ پہ اسکے روم روم میں اسکی دہشت سراہیت کرگ ئی یکدم وہ چپ ہوتا بے حال سا اسکی خطرناک ضربوں پر اپنے آپ کو بے سود چھوڑ دیا ---------

اسکی گھونسوں کی برسات اب تک جاری تھی اسکے خونخوار تیوروں پہ اس آدمی کے شانے ناک منہ سے خون پانی کی طرح بہنے لگا تھا ---------

"کس کو بھیجا؟؟"

رکتا اسکے گریبان کو اپنی سخت گرفت میں لیا--- سوال کرتے اسے لگا ابھی زمین پھٹے اور وہ اس میں دفن ہوجائے کتنا عزیت ناک تھا یہ سوال؟؟ کتنی ہمت چاہیئے تھی یہ "سب اپنے منہ سے بولنے کے لیئے بھی---؟

جاری ہے-------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 22

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

وہ ایک بھائی ی ہوکر اپنی بہن کا محافظ ہوکر اسے ان کتوں بھڑیوں کے حوالے کرچکا تھا۔۔۔ان پر بھروسہ کر تو وہ اپنی پھول سی نازک بہن کو انکے حوالے کر گیا تھا لیکن اسے کیا معلوم تھا کہ یہاں تو بھڑیاں بستے ہیں۔۔۔؟

"شر۔۔۔شرفو کو۔۔۔"

یہ نام سنا تو اسے وہ گزرا دن یاد آیا۔۔۔۔۔۔۔

وہ شہر سے گھر لوٹتا اپنی بہن اور اس گھر میں بسنے والے ہر ایک شخص کے لیئے شاپنگ کرتا اور کچھ کھانے پینے کی چیزیں لیئے اندار داخل ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔

گڑیا"۔۔۔ سرد و نرم بھاری لہجے میں اسنے پکارا۔۔۔اندر قدم رکھتے اسے پورا گھر سائے" سائے کرتا قربستان جیسی خاموشی کا منظر پیش کرنے لگا۔۔۔۔۔۔۔۔

اگے بڑھتا مٹی کے صحن میں رکھی چارپائی ی پہ اپنے ہاتھ میں پکڑی چیزوں کی شاپر رکھتا دائیں طرف بنے کمرے کی جانب اپنے بھاری قدم اٹھا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مگر وہاں بھی اسے اپنی جان سے پیاری گڑیا کہیں نظر نہیں آئی ی البتہ اسکی پھوپھو کمرے میں پڑی چارپائی ی پر لیٹی نظر آئی ی جنہیں کچھ سالوں پہلے فالج کا اٹیک ہوا جسکے باعث انکا جسم کے نیچھے کا آدھا حصہ اور چہرہ مفلوج ہوچکا تھا --------

اسلیئے وہ بے چاری کوئی ی کام کاج تو کیا اٹھ بھی نہیں پاتی تھیں---انکی ضروریات اسکی چھوٹی سی معصوم بہن سنبھال لیتی تھی وہ جانتی تھی دوسری عورت کے مس ئی لے مسائی ل---ایک کھانا تھا جو اسے بنانا نہیں آتا تھا --------

اس پر زیادہ ضوریز نے بھی زور نہیں دیا تھا کیونکہ ابھی اسکی عمر کی کیا تھی صرف سولہ سال----اور ضوریز کے مطابق یہ عمر گھرداری سنبھالنے کی نہیں بلکہ پڑھنے لکھنے کھیل کودنے انجوائے کرنے اور سکون سے زندگی گزارنے کی تھی --------

ویسے ہی اسکے بچپن کے پانچ سال اور اسکا تو مکمل بچپن بے بسی، لاچاریوں، دکھوں کی نظر ہوتا گزرا تھا لیکن اپنی بہن کو ہر وہ اسائی ش اور خوشیاں دینا چاہتا تھا جن سے وہ محروم رہا --------

اسکے منہ سے نکلی ہر چھوٹی سے چھوٹی بڑی سے بڑی خواہش کو بھی وہ پورا کرتا تھا چاہے اسے اپنا آخری لہو کا قطرہ بھی کیونہ بہانا پڑے---وہ اسے بلکل کسی پرنسس کی طرح ٹریٹ کرتا تھا---اسکے بھائی ی کے نازو نیاز کی وجہ سے اس چھوٹے سے گاؤں میں بھی وہ کسی محل میں رہنے والی پری سے کم نا تھی --------

اور ویسے کھانا تو ضوریز کو خود بہترین آتا کیونکہ بچپن سے اپنی بہن کا پیٹ وہ اپنے پکائے کچے پکے کھانے سے ہی تو بھرتا آیا تھا---اب تو پھر وہ ایکسپرٹ ہوگیا تھا --------

جب اسکے ماں خالیقی حقیقی سے جا ملی اور اسکے ہی چند مہنوں میں اسکاباپ بھی--- کرائے کا گھر مالک مالکن نے انہیں باہر نکال پھینکا تب اسکی پھوپھو نے اسے سہارا تو دیا لیکن کہتے ہیں ناں صرف سہارا کافی نہیں ہوتا----اور بھی زندگی گزارنے کے لیئے کہیں ضروریات درکار ہوتی ہیں---جب وہ ہی نہ ملے تو زندگی بھی صرف ایک بھوج ہی

لگنے لگتی ہے۔۔۔تو بس یہی تھا سر چھپانے کی جگہ تو مل گ ئی تھی مگر پیٹ میں کھانے کو ایک آنا نہ دیا جاتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسکے لیئے وہ بچپن میں ہی محنت مزدوری جیسے کام پر لگ چکا تھا۔۔۔گھر آتا تو باہر سے کچھ نا کچھ لیکر آتا یا پھر کھانا بنانے کا سامان لیکر آتا جس کو خود کچا پکا جیسے تیسے بنا کر اپنی بہن اور اپنا پیٹ بھرتا کیونکہ اکثر جو پھوپھو کھانا بناتی یا تو وہ کم پڑ جاتا یا بلکل ہی ختم ہوجاتا۔۔۔اب اللہ ہی جانتا تھا کہ اندر کا سچ کیا ہے۔۔؟

انکے بچے خود تو اپنا پیٹ بھر آرام سے سو چکے ہوتے بس ایک اسکی پیاری گڑیا سی بہن باہر صحن میں بیٹھتی اپنے پیارے بھائی ی کا انتظار کیا کرتی کہ وہ آئے گا تو کھانا لائے گا یا بنائے گا اور پھر مل کر کھانا کھائی ینگے ۔۔۔۔۔۔۔

وہ جب اپنی بہن سمیت یہاں آیا تھا تو اسکی بہن صرف تین سال کی تھی اور آج وہ پانچ سال کی ہوچکی تھی لیکن یہ وہ مومینٹ ہوتا تھا جسنے انکے بہن بھائی ی کے خوبصورت سے رشتے کو اس عرصے میں اور بھی مضبوط ترین بنا دیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اور پھر ایسا بھی وقت آیا جب انکے تمام بچوں کی شادیاں ہوگ ئی یں اور پھر انکے بچوں کو گھر میں اپنے ماں باپ جیسی ہستیوں کو د ینے کے لیئے جگہ کم پڑھنے لگی ------

اور آخر کار انکے بچوں نے فیصلہ کیا کہ انہیں اولڈ ہوم بھیج د یتے ہیں -------

ان کو جس دن اولڈ ایج ہوم بھیجنا تھا ضوریر اس دن جلدی کام سے واپس آگیا تھا اور سامنے کا دل دلرزہ د ینے والا منظر دیکھ اسکا دل ستر آنسوں رونے کا کیا -------

کہ جن ماں باپ نے انہیں پال پوس کر اپنے منہ کا آخری نوالہ تک ان جیسے خبیثوں کو کھلایا آج وہی ان سب کے لیئے بھوج بن چکے تھے -------

پتر ہم وہاں کیسے رہیں گے دیکھ پتر ہم کچھ نہیں مانگ رہے بس ہم بوڑھے بوڑھی کو یہی رہنے دو---دونوں ایک زبان ہوتے بولے البتہ بوڑھی انکھوں سے آنسوں جاری تھے

اماں ابا وہاں تم لوگوں کا یہاں سے بھی بہترین خیال رکھا جائے گا بس اب ہم نے کچھ نہیں سننا چلو۔۔۔انکے تین بیٹوں میں سے بڑا والا بولا اور سب نے اسکی تائید کی جنکی بیویوں نے بھی انکی ہاں میں ہاں ملائی ی۔۔۔اب وہ ان دونوں کے پیک شدہ کپڑے اٹھاتا اگے بڑھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

رکے ظفر بھائی ی کیا کر رہیں آپ؟؟ کہیں نہیں جائے گے پھوپھو پھوپھا۔۔۔۔" انڈرسنڈ "!!اوئے انگریز کی اولاد بند کر اپنی بکواس تم دونوں کا بھی ہم نے انتظام کرلیا ہے پہلے اماں ابا کو صیع سلامت چھوڑ آئے پھر تم دونوں بہن بھائیوں کا بھی بندوبست کرتا ہوں۔۔۔ وہ آتش فشاں نگاؤں سے ان دونوں بہن بھائیوں کو گھوریوں سے نوازتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

،چلو اماں ابا"۔۔۔کہتا پھر اگے بڑھا۔۔۔جنکے پیچھے وہ دونوں اپنے بے سود ، بے جان" مردہ پیروں سے اسکے پیچھے چلنے لگے ۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ لوگ یہی چاہتے ہیں ناکہ ہم سب یہاں سے چلے جائے تو ٹھیک ہے چلے جاتے" ہیں"۔۔۔۔ ضوریز ان سب پر اپنی ایک دکھ بھری کاٹ دار نظر ڈال ظفر نامی انکے بیٹے سے اگے بڑھتا ان دونوں کا سمان لے لیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"میرا بچہ بھائی ی کی جان ادھر آؤ۔۔"

وہ ڈری سہمی اس گھمبیر ماحول سے لرزتی ایک جگہ منجمد ہوئی ی کھڑی تھی کہ ضوریز کی بھاری آواز پہ وہ بھاگتی اپنے بھائی ی کی ٹانگوں سے لپٹ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔

سب ٹھیک ہے بھائی ی کی جان۔۔۔ آپ یہی کھڑی رہو میں بس اندر سے آپکا اور اپنا" سامان سمیٹ لوں پھر چلتے ہیں یہاں سے"۔۔۔ وہ اسکے سر پر بوسہ دیتا اسے پیار سے دیکھتا بولا ۔۔۔۔۔۔

مم۔۔۔م۔۔میں بھی چلوگی اپکے ساتھ سامان لینے"۔"

معصو میت سے کہتی اسکا مضبوط ہاتھ تھامتی گھر میں بڑھی کچھ ہی دیر میں اندر سے دونوں اپنا سامان لے آئے۔۔۔سامان تھا ہی کیا بس دو چار دونوں کے سوٹ اور تھا ہی کیا ان دونوں بے چارو کے پاس -------

چلیں پھوپھو"۔"

اپنے ایک بھاری بازوں کے حصار میں اپنی پھوپھو اور دوسرے میں اپنی جان سے پیاری پانچ سالہ بہن مہمل کو اٹھائے وہ اگے بڑھا۔۔۔وہ تھا تو ابھی کوئی ی سولہ سالہ لڑکا مگر قد اور کاٹھ میں اتنا لمبا ہوگیا تھا کہ کسی بڑے آدمی سے کم نہ لگتا تھا --------

أنہیں دیکھ اسکے پھوپھا بھی انکے پیچھے پیچھے جانے لگے۔۔۔انہیں جاتے دیکھ انکے تینوں نافرمان اولادوں نے انہیں جھوٹے منہ بھی رکنے کے لیئے نہیں کہا۔۔۔وہ تو چاہتے ہی یہی تھے چلو انکے اپنے طریقے سے نہیں تو ایسے ہی سہی ------

ان دونوں بوڑھے بوڑھی کے آنکھوں سے آنسوؤں کی روانی میں تیزی آچکی تھی کہ جن لوگوں کے لیئے آج تک وہ لوگ مخلص رہے اور انکے چکر میں ہمیشہ سے ہی ان دونوں یتیم بچوں کو نظرانداز کیا۔۔۔آج وہی انکا سہارا بنے ڈٹے کھڑے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔

ان دونوں کو ہی نہیں معلوم تھا کہ وہ انہیں کہاں لیکر جارہا ہے؟ آخر ان سب کی زندگی کا نجانے اب کونسا پہلو شروع ہونے والا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھوپھو کیسی ہیں آپ ۔ میری گڑیا کہاں ہے اور پھوپھا کہاں ہیں؟؟ "انکے پاس بیٹھتا" انکے سر پر اپنا بھاری ہاتھ رکھتے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے ہاتھ کی گرمائش پر انہوں نے اپنی مندی مندی سی آنکھیں کھول کر سامنے بیٹھے لمبے چوڑے ضوریز کو دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ وہ پ۔۔۔پتر"۔۔۔"

وہ کچھ کہہ ہی رہی تھیں کہ گھر میں کسی کے داخل ہونے کی آواز آئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ آدمی اپنے لڑکڑاتے لرزتے قدموں سے گھر میں داخل ہوا --------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

کھانا وہ انہیں کھلا چکی تھی جنکے کے لیئے اسنے اسپیشلی پرہیزی کھانا بنایا تھا انکی طبیعت کو سوچتے اب وہ زیتون کے تیل سے ریشمہ صاحبہ کے پیروں کی مالیش کر رہی تھی

میری بچی تیرا احسان ہے بس کر تھک گ ئی ہوگی کام بھی تو کتنا کیا ہے تو نے اور" اب یہ موہی مالیش"---اسے دیکھ سراسیمگی سے پیار سے بولیں --------

تائی ی جان میں بلکل ٹھیک ہوں اور آپ میری بڑی ہیں آپکی خدمت کرنے سے" مجھے ثواب ہی ملے گا--- میں یہ سب بس اس ثواب کے لیئے کررہی ہوں"--- مزاقیہ کہتے انکا موڈ ہلکا پلکا کرنا چاہا -------

"اچھا تو تجھے میری پرواہ نہیں ہے ثواب کی فکر ہے۔"

مسنوئی ی ناراضگی سے اسے دیکھ بولیں --------

ہاہاہا---تائی ی جان آپکی ناراضگی ----- بڑی کیوٹ لگ رہی ہیں------ ویسے آپس" کی بات ہے اسی طرح تایا جان کا دل آیا ہوگا آپ پر"۔ شریر لہجے میں اپنی کھنکتی سریلی آواز میں بولی -------

اشفاق صاحب ریشمہ صاحبہ کے صاحبان شوہر کا انتقال آج سے پانچ سال پہلے ڈائی بٹک کے خطرناک امراض میں مبتلا ہونے اور اسکے اس حد تک بڑھ جانے جسکے باعث وہ وینٹی لیٹر پر چلے گئے تھے اور یہ سب انکی خود کی لاپروائی ی کے تحت تھا وہ میٹھے سے پرہیز ہی نہیں برتتے تھے ازمیر اور ریشمہ صاحبہ تو بول بول کر تنگ آچکے تھے مگر مجال ہے جو وہ انکی زرا سن لے---"کہتے تھے ایک ہی تو زندگی ہے اس میں بھی تم دونوں ماں بیٹوں کی بدمزاح باتیں سن اتنے مزے کے کھانوں سے دستربردار نہیں ہوسکتا"---وہ دونوں بس انکے جملے پر اپنا سر ہی ہلانے پر اکتفا کیا کرتے تھے

اسکی شرارت بھرے جملے پر ریشمہ صاحبہ نے اسے آنکھیں دیکھائی یں ---------

ہاہاہا آپکی آنکھیں خوبصورت ہیں سونیو--- کبھی یہ کہا تھا تایا جان نے۔ "ایک بار پھر" مزاقیہ کہتی اگے بڑھتی انکے دونوں گالوں کو اپنے گلابی ہاتھوں سے چھوتے اپنی آنکھ دبائی ی --------

"ابھی بتاتی ہوں بگڑ رہی ہے تو بہت۔"

کہتیں انہوں نے اپنی جگہ سے اٹھانا چاہا-----

"ہاہاہا سو سوری تائی ی جان۔"

ہنستی کہتی جلدی سے اپنے کانوں کو ہاتھ لگا گ ئی --------

وہ اسکے گلابی ہشاش بشاش پررونق چہرے کو ہنستے کھیلتی دیکھ نظروں ہی نظروں میں اسکی نظر اتارنے لگیں -------

میری بچی ادھر آ ۔۔۔۔پیار اور لاڈ سے کہتیں اسے اپنے پیروں کے پاس بیٹھے دیکھ" اپنے پاس بلایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جی"۔۔۔۔اسکے قریب آنے پر اپنے سینے سے لگاتی اسکے سر پر اپنا پیار بھرا بوسہ دیا" ۔۔۔۔۔۔۔

ہمم ایسے نہیں فدا تھے تایا جان آپ پر"۔ اسکی پھر زبان پھسلی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔"

!!!ہمم"

کہتیں دوبارہ اسے اپنی آنکھیں دیکھائی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔۔۔اسے قہقہ لگاتے دیکھ انکے گال گلابی ہوئے اور خود بھی دبی دبی سی ہنسی ہنسنے لگیں جبکہ اپنے جان سے پیارے شوہر کے بار بار زکر پہ انکی آنکھیں نم مگر چہرے پر آسودگی و سکون بھی جھلک رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اشفاق صاحب کو زرتشہ خود بڑا ایڈمائر کرتی آئی ی تھی کہ کیسے وہ ریشمہ صاحبہ کا نام جھبتے جھبتے نہیں تکھتے تھے وہ انکی جان سے بھی عزیز پیاری بیوی تھیں جن دونوں کی شادی پسند کی تھی کزن بیسڈ۔۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔۔ان دونوں کے بے ساختہ زندگی سے بھرپور حسین قہقے اس ویران بنجر گھر میں گونجنے لگے۔۔۔۔ جنہوں نے اس گھر کی کچھ دیر پہلے کی ویرانی کو سمٹ لیا تھا اب اس گھر کی ایک ایک چیز بھی جیسے انکے ساتھ کھلھلا رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گھر کا مین دروازہ کھلا دیکھ وہ فوراً الرٹ ہوتا اپنی پینٹ کی جیب میں لگی بلیٹ سے پسٹل نکالتا آہستہ آہستہ چوکنا ہوتا اندر قدم رکھتا اگے کو بڑھا۔۔۔پورے گھر پر اپنی ایک زیرک نگاہ دوڑائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ بے جان ہوتی زندگی میں ن ئی ی روح پھونکتے قہقہے اپنی ماں اور دوسرا اس دشمن جان کا۔۔۔۔جسے سنتے اسکا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔۔مگر خود پر یکدم ہی ایک خول سا چڑھا گیا ۔۔۔۔۔۔۔

وہ پولیس وردی میں ملبوس وجیہہ لمبا چوڑا شخص گن کو واپس بلیٹ میں لگاتے اس کمرے کے جانب بڑھا جہاں سے یہ بے فکرے آزاد پرسکون قہقے پورے گھر میں گونجتے ایک الگ ہی ترنگ مچا رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

" اسلام و علیکم امی کیسی طبیعت ہے اب آپکی؟؟"

اسکی بھاری گھمبیر آواز کمرے میں گونجی جسکی رعب دار آواز سنتے قہقے لگاتی دونوں یکدم تھمی ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اجکل ڈیوٹی آن ہوتے دوپہر دن میں بھی یہاں لنچ ٹائم میں چکر لگا رہا تھا کہ کہیں اسکے پیچھے سے ریشمہ صاحبہ کی طبیعت نہ بگڑ جائے ۔۔۔۔۔۔۔۔

بول وہ ریشمہ صاحبہ کو رہا تھا مگر اسکی نظریں سامنے بیٹی اس پری پیکر کا طواف کررہی تھیں جو اسکی شرٹ میں ملبوس کنفیوز سی اپنے سوٹ کا ڈوپٹہ بار بار اپنے کندھوں پر ٹھیک کرتی سر جھکائے بیٹھی تھی --------

ٹھیک ہوں بیٹا اللہ شکر ہے اور جب سے میری بچی آئی ی ہے مزید اچھی ہوگ ئی" ہوں"--- دروازے کی چوکھٹ پہ کھڑے اپنے خوبرو بیٹے کو دیکھ وہ سکون بھرے لہجے میں بولیں ------

وہ اسے اپنی شرٹ کو زیب تن کیئے دیکھ تھوڑی دیر ٹھوٹکا تھا یکدم اپنا سر جھٹکا اپنے بھاری قدم ریشمہ صاحبہ کی طرف بڑھائے --------

انکی صاف شفاف پیشانی پہ اپنا ہاتھ رکھ پہلے بخار چیک کیا جو ہر دو دن بعد انہیں ہوجاتا تھا اب سائیڈ دراز سے سفیگموبینومیٹر نکالا انکے قریب جگہ بناتا بیٹھتا بلڈ پریشر چیک کیا جو بلکل نارمل تھا---پھر سفیگموبینومیٹر واپس دراز میں رکھا --------

انکی طبیعت میں آج بہتری و تازگی دیکھ اسکے دل میں ڈھیروں سکون سا اترتا محسوس ہوا

اس سارے عمل کے دوران کمرے میں بیٹھے موجود وجود کو وہ بلکل فراموش کرچکا تھا ---- اس صنف نازک کو ایسے اگنور کررہا تھا جیسے وہ یہاں ہوہی نا ----- ازمیر کا اگنور کرنا ریشمہ صاحبہ اور زرتشہ خود نے بھی ناٹ کیا تھا -------

"بیٹا زر----امی کھانا کھایا ہے آپ نے ؟؟"

ریشمہ صاحبہ نے زرشتہ پہ اسکی توجہ مبذول کروانی چاہی جنکی بات کاٹتا اسنے اپنی کہی

اپنی ذات کو نظرانداز ہوتے دیکھ اسکے دل میں ہلکی سی ٹھیس اٹھی----- اسکا یہ پھر ایک بار نیا نیا روپ اسکی سمجھ سے باہر تھا ---------

زرتشہ کے بیگ میں اندر اسکا موبائل رنگ ہوا تھا۔۔۔جسکی آواز سنتی یکدم چونکتی کھڑی ہوتی بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے اپنے بیگ سے موبائل نکال اس پر آنے والی کال دیکھتی یس کرتی جھٹ سے اپنے کان سے لگا گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا بیڈ سے اٹھنا اسنے محسوس کیا اور پھر اپنی پوری قوت گویائی ی اس صنف نازک کی فون پر گفتگو کیئے جانے پہ لگا دی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی جی۔۔ انٹی میں بس آہی رہی ہوں"۔"

وہ کہتیں فون ڈسکنکیٹ کرگ ئی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاسٹل کی سنیئر ٹرسٹ کی کال تھی۔۔۔جو اسے مغرب سے پہلے ہاسٹل آنے کا کہہ رہی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس ہاسٹل کے بہت سے سخت اصول تھے جن میں سے ایک یہ تھا کوئی ی بھی اگر باہر لڑکی جاتی ہے تو پہلے اسکی ساری جانچ پڑتال کرواتے کنفرم کرتے اسے جانے دیا

جاتا کہ کہاں جارہی ہے اور کہاں نہیں ؟؟ اور اسے مغرب سے پہلے آنے کہہ دیا جاتا--- یہ سب ان سب کی سیفٹی کے لیئے تھا --------

اسکی ایک ایک موومنٹ کو وہ فرصت سے نامحسوس طریقے سے ازبر کررہا تھا---اسکی جانے والی بات پہ اسکا دل سکڑ کر سمٹا---اپنے دل کو ڈپٹتے پھر وہی بے ازلی کا خول چڑھا لیا --------

تائی ی جان مجھے جانا ہوگا ہاسٹل سے کال تھی اگر میں لیٹ گ ئی تو ہاسٹل کا دروازہ" بند کردیا جائے گا ----آپ سمجھ رہی ہے ناں ---- "انکے پاس بیٹھتی انکے ہاتھ تھامتی پیار سے بولی -------

اس موہے ہاسٹل کو پیٹھے کی طرح تونے اپنےگلے سے لگا لیا ہے ---- کہیں نہیں " جارہی توں بس میں نے کہہ دیا ہے۔ "وہ اسکی بات پہ بھڑکتیں اسے دیکھ سرد و نرم سے لہجے میں گویا ہوئی یں ---------

"تائی ی جان میں ملنے آؤ نگی پھر۔۔۔۔۔۔آج بھی تو اسپیشلی اپنے کالج اور ٹیچینگ سے لیو لیکر صرف آپ سے ملنے آئی ی تھی"۔۔۔۔ اسنے صرف پر خاص طور پر زور دیا

۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی حرکت پہ دوسری سائیڈ بیٹھے ازمیر کے لبوں پر ہلکا سا تبسم پھیلا مگر جلد چھپا گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔

زرشتہ نے سوچ لیا تھا اگر اسکی یہاں کوئی ی قدر نہیں تو وہ بھی کوئی ی مری نہیں جارہی۔۔۔۔۔جائے بھاڑ میں میری بلا سے ۔۔۔۔۔۔۔۔

"لیکن میری بچی۔۔۔، اچھا تو ہر دو دن بعد یہاں میں چکر لگا لو گی اب ٹھیک ہے۔۔۔انکی بات کاٹتی کہتی ان سے اجازت چاہی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس احسان کی ضرورت نہیں میں رکھ لو گا خیال۔۔۔۔۔ یہاں آئی ی تم اپنا قیمتی وقت" نکال کر امی کی دیکھ بھال کی یہی کافی ہے شکریہ۔۔۔"جزبات سے عاری بے تاثر بھاری لہجے میں اسے بنا دیکھے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ازمیر کے جلے کٹے جملے اس معصوم کے دل پر کاری ضرب لگا گئے۔۔۔وہ خون کے گھوٹ پیتی وہاں سے کسی روبوٹ کی طرح کھڑی ہوتی واشروم میں گھس گ ئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے وہی کپڑے پہن باہر نکلی اور اسکی شرٹ کو نامحسوس انداز میں وہاں رکھے سنگل صوفے پہ رکھ اپنا سر پر ڈوپٹہ ٹھیک کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنا خیال رکھیئے گا ۔۔۔۔ "اسکی بات کو وہ سرے سے نظرانداز کرتی ریشمہ صاحبہ کے" ماتھے پر اپنے لب رکھتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔

تو بھی میری بچی "۔۔۔اسکے گلابی گال پر اپنا ہاتھ رکھ وہ بھی محبت سے بولیں"

۔۔۔۔۔۔۔۔

اس پری پیکر کا اپنی شرٹ صوفے پر رکھنا اور اب ریشمہ صاحبہ سے الوداعی ملاقات کرتے دیکھ وہ وہاں سے کھڑا ہوگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب اپنی گہری نگاؤں سے اسکے معصوم چہرے کو دیکھنے لگا جو اب بجا بجا سا لگا تھا ۔۔۔۔۔ وہ اب اپنا بیگ لیتی وہاں سے جانے لگی تھی کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

چلو میں چھوڑ دیتا ہوں"۔"

اس جاتے دیکھ چلتا اسکے قریب دو قدم کے فاصلے پر کھڑا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس احسان کی کوئی ضرورت نہیں میں یہاں آئی خود تھی تو چلی بھی جاؤ گی"۔"

کچھ دیر پہلے اسکے روکھے پھیکے جملے کو اسی کی طرف لٹاتے بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایز یو وش "!!کہتا اسے آگ لگا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"!!!اونہہ فسائی کو"

کہتی وہاں سے اپنے پیر پھٹکتی غصے سے باہر نکلی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک بار پھر اسکی حرکت پہ اسکے مونچھوں تلے تبسم پھیلا۔۔۔اب اپنی جیب سے موبائل نکال کسی کو کال لگائی ی ۔۔۔۔۔۔۔

وسیم باہر زرتشہ بی بی ہوگی انہیں بلکل باحفاظت لالٹین گالز ہاسٹل پہنچا دو اور ہاں" اپنی موبائل کی لوکیشن کھولو۔۔۔تمہاری لوکیشن مجھے شو ہونی چاہیئے سمجھے۔ "کہتا فون ڈسکنکیٹ کرگیا ۔۔۔۔۔۔۔

انکی سوسائٹی میں تھوڑی دور ہی وسیم نامی شخص رہتا تھا جو ٹیکسی چلاتا اپنی بیوی بچوں کا پیٹ پال بھر رہا تھا۔۔۔اسے کال کر اسنے زرشتہ کوچھوڑنے کا کہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

ازمیر بیٹا یہ کیسے بات کی ہے تم نے بچی سے--؟؟ "ریشمہ صاحبہ اسکے سرد روکھے" سپاٹ لہجے پر بولیں --------

"!! اوو شیٹ"

انکی بات کو سنتا اپنی شرٹ پر سرسری سی اسکی نظر پڑی تھی جسے دیکھ اسے کچھ یاد آیا اور وہاں الٹے پیر اپنے کمرے میں بھاگا --------

دروازے کی نوب گھماتا یکدم چار قدم کا فاصلہ مٹاتا الماری تک پہنچا---"آہ "اپنی سانس باہر خارج کرتا اسے دھڑکتے دل کے ساتھ کھولا -------

ہینگ ہوئی یں شرٹ کو سرکا کر سائیڈ پڑے اپنے منی بیگ کو تلاشنا چاہا مگر بے سود اسے ملنا نہیں تھا اور وہ ملا بھی نہیں --------اپنا سر پکڑتا وہی بیڈ پر ڈھ گیا------

تمہیں کھونا برداشت کرگیا اگر تم نے وہ چیزیں دور کی تو تمہاری جان لے لو" گا-----میری دل کی دشمن"------کہتا بڑبڑایا --------

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

MAN E AZIZAM

EPISODE # 23

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آپ یہ لیں ناں "۔۔۔یہ میری پیاری بیٹی رائمہ نے بنائے ہیں۔۔۔۔وہ کمرے میں" اپنے سامنے بیچھی قیمتی کمدانی پر بیٹھے رشتے کے لیئے انہی لوگوں کی آئی ی خواتین میں سے لڑکے کی ماں کو دیکھتی لوازمات سے بھری پلیٹ انکے آگے کرتیں بولیں

۔۔۔۔۔۔۔۔

جی شکریہ "۔۔۔۔آپ زرا اب اپنی بیٹی کو تو بلائی یں۔۔۔۔لوازمات کو چکتی رائمہ کی" ماں کو دیکھتی لڑکے ماں ان سے مخاطب ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی جی بس ابھی بلاتی ہوں"---- وہ جلدی جلدی وثوق و خوش اخلاقی سے کہتیں" بولیں ---------

دیکھ لے ایسا رشتہ لیکر آئی ہوں ناکہ تیری بیٹی کے تو مانوں بیٹھے بیٹھائے لاٹری" لگ گ ئی ہے اور سمجھ نصیب جاگ اٹھے ہیں "----- شمو جو یہاں اس رشتے والوں کو لائی تھی وہاں سے اٹھتی کھڑی ہوتی رائمہ کی ماں کے کانوں میں سرگوشی نما بولی ---------

ہمم"----- وہ اسکی بات پہ اکتفا کرتی بس اپنا سر ہلا کر وہاں کمرے سے نکل" گ ئیں --------

انہیں جاتے دیکھ شمو دوبارہ ہنوز اپنی جگہ پر براجمان ہوگ ئی ---------

رائی مہ کے کمرے میں لگے آرام دہ نرم و ملائم گدے پر پڑا اسکا موبائل رنگ ہوا۔۔۔۔کیچن سے نکلتی وہ اپنے ٹکانے پر جارہی تھی جہاں وہ رہتی تھی کہ بیچوں بیچ پڑتے رائی مہ کے کمرے سے موبائل بجنے کی آواز کی جانب متوجہ ہوئی ی --------

موبائل بجتا ایک بار بند ہوچکا تھا دوسری بار بجنے پر وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکا کمرہ وا کرتی اندر اپنے قدم رکھ گ ئی ---------

سامنے ہی ٹچ اسکرین مہنگا ترین موبائل رنگ ہوتے دیکھ اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گ ئی یں۔۔۔۔۔۔آخر اتنا مہنگا بڑا موبائل اسکے پاس آیا کہاں سے؟ جتنا اسے پتہ ہے مامی ماموں نے تو اسے ایسا کوئی ی موبائل نہیں دلوایا تھا ---------

ہاں مگر اسکا موبائل تو وہی تھا جو اس دن ابرار نے اسکے بیگ سے نکالا تھا جس میں ابرار نے کنزیش کا سمجھ کر اپنا نمبر سیو کیا تھا ----------

وہ ابرار کا نمبر تو ڈلیٹ کرچکی تھی اور مسیج ہسٹری سے اسکا کیا مسیج بھی اور رائےمہ کا موبائل نامحسوس انداز میں اسکے بیگ میں ہی رکھ دیا تھا ---------

مگر یہ موبائل ؟؟ سوچتی آگے بڑھتی اسکرین پہ شو ہوتا نمبر اور نام دیکھا جو کسی نعمان نامی انسان کا تھا نیچے بیٹھ اب ہاتھ آگے کرتی گدے سے اسکا موبائل اٹھا گ ئی

اسکے ہاتھ میں چنگاڑتا موبائل بج رہا تھا--"آہ"--اسکی بے حسی پہ اچانک ہی کنزیش کے منہ سے ہلکی سی چیخ برآمد ہوئی ی ---------

رائےمہ باتھ روم سے باتھ لیکر یلو اور وائٹ کے کامبینشن سوٹ میں نکھری نکھری سی نکلی-----موبائل کی آواز پہ اس نے اندر باتھ روم میں ہی اپنا سر پیٹا کیونکہ وہ بھول گ ئی تھی موبائل سائیلینٹ پر لگانا-----مگر اب جیسے ہی باہر نکلی تو کنزیش کے گلابی ہاتھ میں اپنا موبائل دیکھا جو اسکی اسکرین کو دیکھ رہی تھی کہ یکدم ہی رائےمہ اس کے قریب آتی موبائل جھپٹ گ ئی اور فوراً اس پر آتی کال کاٹی ---------

بدتمیز لڑکی تم نے ایسے کیسے موبائل کو ہاتھ لگایا۔۔؟؟ "وہ ٹھنڈے ٹھار سرد لہجے میں" کنزیش کو دیکھ بولی --------

اس معصوم کے گلابی چہرے پر اچانک خوف نمودار ہوا اور دل ہی دل میں خود کو کوسنے لگی۔۔۔کیا ضرورت تھی اسے یہاں آنے اور اس موبائل کو ہاتھ لگانے کی؟؟ "اب بے وجہ ہی اسے فضول لڑکی کی فضول کھری کھری باتیں سننی تھیں ---------

وہ یہ بج رہا تھا تو آواز پر"------اس نے ممنناتے اپنی صفائی دینی چاہی-------"

اچھا ٹھیک ہے ٹھیک ہے میری بات سن اس بارے میں باہر مورے اور ابا کو کچھ" معلوم نہیں ہونا چاہیئے ۔۔۔اگر انہیں اس بارے میں زرا بھی علم ہوا تو تجھے میں چھوڑوں گی نہیں"-----اسے دھمکی آمیز لہجے میں دیکھتی بولی --------

رائی مہ کو اس دن اسی لڑکے نے یہ موبائل دیا تھا وہ دینے تو دوسرا والا تھا جو وہ پیک کروائے لایا تھا لیکن دے نا سکا کیونکہ وہ تو اس بائی یک والے سرپھرے بندے نے توڑ ڈالا تھا جسکی اسکرین چکنا چور ہوگ ئی تھی وہ موبائل کسی کے بھی استعمال کے لیئے اب قابل قبول نہ رہا تھا ---------

اسلیئے اسنے اسے اپنا استعمال شدہ موبائل گفٹ کردیا یہ موبائل بھی اسنے اپنے لیئے نیو برینڈ ڈبہ پیک ایک ہفتے پہلے ہی لیا تھا---اسنے اپنی سیم سمت اسے دے دیا تھا کیونکہ اس میں لگی سیم بھی نیو ہی تھی اور اب وہ رائی مہ کا تھا --------

کنزیش اسکی دھمکی پہ اسے بدحواس سی بس گھورتی رہ گ ئی ---------

رک"------ کہتی کمرے میں پڑے اپنے بیگ کی جانب بڑھی اس میں سے اپنا چھوٹا" کیپیڈ موبائل نکالتی وہاں دوبارہ آئی ی ----------

یہ لے یہ میرے کام کا نہیں ہے اب تو رکھ لے"۔"

اسکا ہاتھ تھامتی اسکی صاف شفاف ہتھیلی پر اپنا سابقہ موبائل رکھتی بولی ---------

پ---پر مجھے نہیں چاہیئے"-----وہ لڑاکڑاتے لہجے میں اسے دیکھ بولی کیونکہ اسے" سمجھ نہیں آرہی تھی اسکی یہ کرم نوازی؟؟ وہ سمجھ ہی نہیں پارہی تھی کہ اسے اُگلے یا نگلے؟؟

رکھ لے کام آہی جاتا ہے اب اتنے بھی نخرے مت دیکھا میں برداشت نہیں کروگی" سمجھی"---کہتی زبردستی اسے موبائل رکھنے کا کہتی پلٹی---موبائل دیا تو ایسے جیسے پتہ نہیں کتنا اچھا مہنگا ترین موبائل ہو؟ جسٹ انس سو بیس کیپیڈ پر اتنے دھڑلے سے فکریہ دیا تھا ----------

رائی مہ نے اپنے طور پر رشوت دے کر معاملہ نبھٹا دیا تھا مگر وہ کیا جانے سامنے کھڑے وجود کو ان سب چیزوں سے کوئی ی سروکار نہیں تھا----وہ تو عام سی زندگی گزارتی آئی ی تھی اسکے فرینڈز ، قریبی رشتوں میں بھی ایسا کوئی ی نہیں تھا دور دور تک جسکے لیئے وہ اسکا دیا موبائل یوز کرتی ----------

دھی--- ارے دھی--- باہر رشتے والے بلارہے ہیں تجھے ----- توں ابھی تک تیار" نہیں ہوئی ی ؟ "رائی مہ کی ماں اندر کمرے میں آتی رائی مہ کو دیکھ بولیں--- جسکے گھیلے بال تولیے میں لپٹے تھے باتھ لینے کے باعث ---------

مورے بس آرہی ہوں"---"

انہیں دیکھ بولتیں تولیے میں لپٹے اپنے بال کھول ان کو کومنب کے مدد سے سلجھانے لگی ---------

اے تو زرا میری بات سن رشتے والوں کے سامنے بلکل بھی نہ آنا میری بات گانٹھ" بندھ لے"---- وہ تنفر سے وہی کھڑی اپنا نازک وجود لیئے کنزیش کو دیکھ بولیں

کنزیش تو مامی کے کہے پر بس اپنا سر اثبات میں ہلا گ ئی ---------

ایسا نہیں تھا کہ انکی اپنی بیٹی میں کوئی ی کمی و پیشی تھی جس کی وجہ سے وہ اسے ان لوگوں کے سامنے جانے سے روک رہی تھیں بلکہ رائی مہ تو خود بھی خوش شکل خوبصورت نازک سراپا لیئے ایک مکمل حسن کا پیکر تھی لیکن وہ پھر بھی نہیں چاہتی تھیں کہ وہ انکے سامنے آئے وہ نہیں چاہتی تھی اسکے کسی بھی عمل سے ان لوگوں کے دل میں کوئی ی نرم گوشہ جگہ لے جس کے باعث انکے بیٹی کے نصیب پر کوئی ی بھی برا اثر پڑے --------

جلدی سے آ دھی"----کہتیں اب وہ وہاں سے نکلیں --------"

اب تو یہاں میرے سر پر کیوں کھڑی جا بھی یہاں سے"---رائی مہ اسے دیکھ" جھڑکتے گرجتی بولی --------

ہا--ہاں--- "کہتیں ناچاہتے ہوئے بھی اسکے دیئے گئے موبائل پر اپنی ہاتھ کی لرزتی" گرفت جماتی باہر کی طرف بڑھی ---------

سن"۔۔۔۔ اسکی پشت دیکھ کچھ سوچتے رائی مہ نے اسے آواز دی ۔۔۔۔۔۔۔۔"

ہاں"۔۔۔ اسکی آواز پہ اسنے پلٹ کر اسے دیکھا اور اپنی آئی برو اچکائی ی اور اسکے بولنے" کا انتظار کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

آج م۔۔۔ مس۔۔ موسم۔۔۔ سو۔۔ ہانا۔۔۔ دل۔۔۔ دیوانہ۔۔۔ "لڑکڑاتے بہکتے لہجے میں" شراب کے نشے میں ٹن وہ اپنی آواز کے سر بکھیرنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ زن۔۔۔ زندگی۔۔۔ ک۔۔۔ کی نہ ٹوٹے لل۔۔۔ لڑی۔۔۔ "گھر میں اپنے لڑکڑاتے" قدموں سے تھوڑا آگے کو آتے دوسرا راگ لاپنا شروع کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنے پھوپھا کو اندر کمرے میں اپنی پھوپھو کے پاس بیٹھے گھانے گھاتے سن اور وہ بھی نشے میں دُھت ضوریز کا غصے سے دماغ گُھما ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی نازو میں پلی پیاری بہن کا کچھ اتہ پتہ نہیں پھوپھو کی ایسی حالت اور یہ شخص" اپنی غلط حرکتوں اور آوارہ گردیوں سے باز پرست نہیں ہورہا تھا"۔۔۔اسکی ماتھے کی نسے ابھرتیں غصے سے دماغ سنسنا اٹھا تھا۔۔۔۔۔۔۔

اونہہ۔۔۔ !!اسنے غصے سے ہنکار بھرا۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم۔۔۔تج۔۔۔تجھے۔۔۔چ۔۔۔چاہتے ہی۔۔ہیں ایسے"۔۔۔۔نیا سُر"
چھیڑا۔۔۔"آہہہ"۔۔۔۔ اسکی دلخراش چینخ نکلی۔۔۔۔نشے کے باعث صحن میں پڑی چارپائی ی سے ٹکراتا ہنوز ہی منہ کے بل زمین بوس ہوا۔۔۔۔۔۔۔۔

باہر سے چینخ کی آواز پہ وہ وہاں سے اٹھتا باہر کو آیا۔۔۔جہاں اسکا پھوپھا منہ کے بل گرا اب چارپائی ی کے پائے کو پکڑ اپنے لڑکڑاتے لرزتے وزن کو سنبھالے آہستہ آہستہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ"---وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ پھر دھڑم سے زمین بوس ہوا -------

اسکی حالت دیکھ سامنے کھڑے ضوریز کے ماتھے پر کہیں لاتعداد بل پڑے اور غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ گیا --------

جونہی آخر کار وہ جیسے تیسے اپنے لڑاکڑاتے وجود کو سنبھالے کھڑا ہوا ---------

آئے مز---مزے یہ پھل--سسوری چی--چیزیں کک---کہاں سے آئی یں۔ "وہ" چارپائی ی پہ پڑیں تھوڑی دیر پہلے ضوریز کی لائی ی گ ئی یں شاپنگ شاپرز دیکھ بڑبڑایا ----------

آگے کنپکنپاتے ہاتھ سے شاپر میں پڑے سیب کی تھیلی سے ایک سیب نکالا اور اپنے منہ سے لگاتا مزے سے کھانے لگا---"اسے اس بات سے رتی برابرا بھی فرق نہیں پڑا "کہ یہ سب کون لایا ؟؟ کہاں سے آئی ی یہ چیزیں ؟؟

وہ تو بے فکر اپنی ہی دھن میں سیب کے بائی ٹ پہ بائی ٹ لیتا اب کمرے کی طرف بڑھا ----------

ابرار انکی ایک ایک حرکت ازبر کر اب غصے سے اگے بڑھا تھا کہ اپنی قمیض کی جیب سے اسے بلیڈ نکال دیکھا اور ساتھ ایک پراسرار سی انکے چہرے پر مسکراہٹ

اسکا دماغ بھنا اٹھا اور غصے سے آنکھوں سے پھوٹتے شرارے لیئے اسکے ہاتھ میں بلیڈ کو گھورا--- سمجھ سے باہر ہورہا تھا کہ آخرکار وہ شخص کرنے کیا والا ہے؟

وہ کچھ دیر دوسرے کمرے کی اوٹھ میں چھپتا اسے کھلی چھوٹ دیتا یہ دیکھنے لگا کہ وہ آخر کرے گا کیا؟

"آج--تی---تیرا آخ---ری دن----"

اس بلیڈ کو اپنے ہاتھ میں دیکھ پراسراریت سے بڑبڑاتے کمرے میں داخل ہوا جہاں انکی بیوی چارپائی ی پر اپنی بری حالت کے زیر اثر سیدھی چیت لیٹی تھی ---------

ضوریز چوکنا ہوئے اپنے بھاری قدم پھونک پھونک کر رکھتے اسکے پیچھے بڑھا ---------

تت---تونے بھ--- بھی تنگ کر کے رکھ دیا ہے---دیکھ مہمل کی طرح تت---تیرا" بھی ان--انتظام کرلیا می--میں نے----- "انکے پاس لڑاکڑاتے قدم چلتے آتے انہیں بلیڈ دیکھاتے بلکل دماغ سے عاری پاگلوں والے لہجے میں نشے کے زیر اثر بولا

ایسے کہ جیسے وہ بلکل ہی لاعلم تھا کہ وہ آج کیا کرنے جارہا تھا؟؟ نشے میں آج وہ کونسا بھیانک ترین ظلم ڈھانے والا تھا؟؟ چارپائی ی پہ سسکتے ساکت پڑے وجود پہ

گھو گھو"۔۔۔۔۔۔بلیڈ کو دیکھ پھوپھو کی روح فنا ہونے لگی دل ایسے جیسے مٹھی میں پسیج" دیا ہو ڈر و خوف سے ہراساں ہوئی ی وہ اپنے جان سے پیارے شوہر کو دیکھنے لگی۔۔۔اسکے عمل کو دیکھنے لگی۔۔۔ کبھی یہی شوہر انکی ایک آہ پر تڑپ اٹھتا تھا۔۔۔ان سے اتنا پیار و محبت کیا کرتا تھا کہ دیکھنے والے عش عش کر اٹھے۔۔۔ہر دکھ سکھ میں اسکا محافظ گھنا سایہ دار درخت بن انکا ساتھ دیتا انکی حفاظت کی۔۔۔۔ انکے کڑے سے کڑے امتحانوں میں بھی وہ انکے ساتھ کھڑا رہا تھا اور آج وہ ہی شوہر انکی جان کا دشمن بنے سامنے چوڑا سینہ تان ڈٹا کھڑا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنی پھوپھو کی وحشت بھری آواز پہ وہ اب اپنے پھوپھا کی پشت پہ نامحسوس انداز میں آتا کھڑا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نن۔۔۔نن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ "انکے گلے سے آواز نکلنے سے انکاری تھی۔۔۔ارے" کک۔۔کیا نہیں۔۔۔دیکھ تت۔۔۔تو بھی تو ای۔۔۔ایسی لاچار معزوری والی زندگی سے تنگ ہوگی۔۔۔۔ تو بھی۔۔۔تت۔۔تو جینا نہیں چاہتی ہوگی دیکھ۔۔۔میں تیرے لیئے آسانی کک۔۔کررہا ہ۔۔ہوں۔۔۔اب تو س۔۔سیدھا اوپر۔۔۔ "آنکھوں میں بھڑکتی

چنگاریاں لیئے بولا اور یکدم آگے ہوتا بلیڈ اپنے لڑکڑاتے کانپتے ہاتھوں سے انکے گلے پر چلانا چاہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہہہ ۔۔۔ آہہہ ۔۔۔۔۔ "اسکے حلق سے دل دہلا دینے والی درد سے بھری چنگاڑتی" چیخیں نکلیں۔۔۔۔۔ضوریز نے پیچھے سے جارحانہ انداز میں اسکا گلا پکڑ کر کھینچتے نیچے دکھیلا اور در پر در اس کے چہرے پر مکے گھونسوں کی برسات کردی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حرام کی ****ہمت کیسے ہوئی ی تیری پھوپھو کو مارنے کی؟ مار اب ۔۔۔۔۔ ضوریز" اسکا گریبان پکڑتا غضبناک لہجے دھاڑا ۔۔۔۔۔۔۔

"بی۔۔۔بیٹا۔۔۔۔"

کہتے خوف سے تھوگ نکلتا اسے اپنی پوری آنکھیں پھیلائے دیکھا ۔۔۔۔ اسکے پورے جسم میں اسکا ڈر خوف سراہیت کرنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

چپ ***زبان کاٹ دوگا اس گندی زبان سے بیٹا بلایا۔۔۔میری بہن کہاں ہے"
بول؟ "ایک زور دار مکا اسکے جبڑے پہ جڑا جہاں سے پانی کی طرح نکلتا خون بہنے لگا جو اسکے منہ اور گردن سے نیچے تک پھیلنے لگا ---------

مجھ۔۔نن۔۔نہیں معلوم------"تیری تو کمینے ****چٹاخ۔۔۔۔اسکے منہ پہ اپنا بھاری ہاتھ کا تھپڑ جڑا -------

بول ...."ضوریز حلق کے بل دھاڑا ---------"

نن۔۔۔نہی۔۔نہیں پتہ----- وہی راگ سن اب اسکی دماغ کی رگیں چٹخ پڑی چہرہ" لال انگارہ سرخ ہوتا تپ اٹھا اور ایک بار پھر اس پہ اپنے بھاری ہاتھ کے مکے گھونسوں کی برسات شروع کردی ----------

اب اس پر پوری طرح سے کسی برے سائے کی طرح چھاتا اسکے پیٹ میں اپنے جوتے میں مقید بھاری پیر دے مارا ---------

آہہہ۔۔۔۔اسکی خطرناک حد تک ازیت درد سے بھری چیخیں آئی یں پورے گھر میں گونجتی بھیانک دل دہلا دینے والا منظر پیش کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ اسکی آہوں چیخوں پر بھی نہیں روکا اور اسکے پیٹ منہ پر کہی زور دار ضربیں لگاتا چلاگیا کہ وہ درد کی تاب نہ لاتے نیم غنودگی میں جاتے کرب و ازیت سے دھرا ہوا اپنی آنکھیں موند گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بول"۔۔۔۔۔ اسے ہوش دلاتا نیچھے اسکے روبرو گھٹنوں کے بل بیٹھ اسکی ادھ کھلی درد" سے بھری آنکھوں میں اپنی غصے دہشت بھری آنکھیں ڈال بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شر۔۔۔شرفو"۔۔۔۔ یہ آخری نام تھا جو اسکے بے ہوش ہونے سے پہلے خون سے لت" پت پھٹے خستہ لبوں سے آزاد ہوا تھا۔۔۔اسکے بعد وہ ازیت برداشت نہ کرتے اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوچکا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اے اٹھ"--- پوری شدت سے دھاڑا ------- اور اسکے سر پر زور دار اپنی بھاری" بوٹوں کی ضرب لگائی ی ---------

ضو--ضوریز---پ--پتر ۔ "پھوپھو نے اسے آواز دی جنکی آواز جب اسکی سماعتوں" سے ٹکرائی ی تو فوراً ہی انکے قریب آیا -----"جی پھوپھو۔ "اپنی بھاری آواز میں بولا --------

"پت---پتر چھوڑ---دے تیرے پھ---پھوپھا کک---کو۔"

وہ اپنے دونوں ضعیف کانپکنپاتے ہاتھ جوڑ اس سے التجا کرنے لگیں جبکہ آنکھوں سے دکھ تکلیف سے کرب بھرے آنسوں جاری تھے ----------

انہیں تڑپتے سسکتے اپنے سامنے ہاتھ جوڑے دیکھ وہ خود بھی تڑپ اٹھا اور گہری ازیت سے اپنی جلتی آنکھیں درد سے بند کر گیا ----------

"معا--معاف کر---دے---تی---تیرے پھ--پھوپھا---کک---کو۔"

انکے دل میں کہیں خدشات پیدا ہورہے تھے کہ اسکی بہن کے لاپتہ ہونے میں انکے شوہر کا ہی ہاتھ تھا۔۔۔یہ سوچ ہی انکے سینے کے اندر دھڑکتے دل کو ساکت پھٹنے کے قریب کیئے ہوئے تھی۔۔۔مگر پھر بھی وہ اس سے اپنے شوہر کی زندگی کی بھیک مانگ رہی تھیں۔۔۔۔۔کہ کبھی یہی شوہر انکے لیئے حفاظت سے کھینچتے انکے گرد کسی سکون بھرے حصار سے کم نہ تھا۔۔۔۔۔۔۔۔

شرففففو"۔۔۔۔ زیر لب نام بڑبڑاتا وہ آنکھیں کھول اب باہر سب کچھ فنا کرد ینے والا" اپنے اندر خطرناک طوفان لیئے بھپرا شیر بنے نکلا تھا۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

MAN E AZIZAM

EPISODE # 24 p1

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

تو یہ ڈوپٹہ۔۔۔ "اسکے سر کو اچھی طرح ڈھانپ کر اب اسے ایک نظر اوپر سے نیچے" تک دیکھا۔۔۔ "ہمم پرفکیٹ"۔۔۔تو جا ان لوگوں کے پاس بیٹھ ۔۔۔۔ رائمہ اسے دیکھ بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"کنزیش کا تو یہ سب سن دماغ سناٹوں کی ضد میں آگیا۔۔۔"آخر چاہتی کیا تھی وہ۔۔؟؟

میں سمجھی نہیں رائمہ تم سمجھانا پسند کروگی؟ "کنزیش لہجے میں تذبذب لیئے بولی"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تجھے سمجھانا ضروری نہیں سمجھتی ۔ "وہ حقارت سے تنکھتی دوبدو بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔"

مامی کیا کہہ کر گ ئی یں ہیں ابھی تم نے سنا نہیں؟ منا کر کے گ ئی یں ہیں میں" ان لوگوں کے سامنے نہ جاؤں۔ "اسے دیکھ کچھ دیر پہلے کی اپنی مامی کی بات یاد دلوائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاں معلوم ہے لیکن میں چاہتی ہوں کہ تو جائے"۔"

اپنے سینے پہ ہاتھ باندھے وہ اسے دیکھ بنا کسی تاثر کے بولی --------

میں شادی کروں گی ضرور کروگی------صرف اپنے خوابوں کے شہزادے میرے حسین"
خوابوں کی منزل------ابرار سکندر خانزادہ سے-----ملکہ بنوگی میں مگر اپنے خوبصورت
تخیل کے راجہ ابرار سکندر کی---- "وہ مزید بے خودی میں کہتی زیر لب بڑبڑائی ی

اسکی سوچ کو سنتے وہ ٹھوٹکی سینے کے اندر دھڑکتا دل اچانک ساکت ہوا ۔ اس دشمن
جان کا نام کسی اور کے لبوں سے سن نجانے کیوں اسے برا لگا تکلیف ہوئی ی

یہی تھوڑی اور بھی کہیں ہونگی اس کے پیچھے -----میں کیوں یہ سب سوچ رہی"
ہوں---- "وہ خود سے مخاطب ہوتی بولی اور خود کو جلد سنبھال گ ئی ---------

تم جس کے پیچھے بھاگ رہی ہو وہ صرف ایک خوبصورت سیراب ہے اور کچھ نہیں"
---- تھک ہار کے تمہارا وجود سنُ ، چور چور ہوجائے گا لیکن ہاتھ کچھ نہیں آئے گا
----- سنبھل جاؤ رائمہ ابھی بھی وقت ہے----- "کنزیش اسے دیکھ فکرمندی
سے بولی --------

تجھے میری فکر کرنے کی کوئی ی ضرورت نہیں ہے --- میں اچھی طرح جانتی ہوں"
میرے لیئے اچھا کیا ہے اور برا کیا؟ "اسے جھاڑ پلانے والے انداز میں بولتی کونمب کیئے
بال پیچھے کرتی کمرے میں رکھا اپنا ٹچ اسکرین موبائل اٹھاتی اس میں سرعت بے نیازی
سے گم ہوگئی ---------

جسے دیکھ کنزیش بس اپنا سر افسوس میں ہی ہلاگئی --------

رائمہ----- "وہ اسے موبائل میں گم دیکھ بولی --------"

ہوں--- "یک لفظی موبائل پر جھکے ہی اسنے جواب دیا --------"

یہ تمہارے ہاتھ میں موبائل اور شادی تمہیں ابرار سکندر خانزادہ سے کرنی ہے۔ "اس" نے اسے کھوجنا چاہا کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ غلط راستوں کو اختیار کر اپنی زندگی تباہ کر بیٹھے --------

حالانکہ اسکے ارادوں اسکی حرکتوں کو اور اس کے ساتھ وہ ماں بیٹیاں جو آج تک کرتی آئی یں تھیں جان کر تو اسے خوش ہونا چاہیئے تھا مگر اپنے ضمیر کا کیا کرتی وہ اسے بار بار یہی کہہ رہا تھا کہ اس لڑکی کو برے راستے اختیار کرنے سے بچالے----اسکے دل میں اللہ کی طرف سے یہ بات آسمائی ی تھی رائی مہ اپنی نادانیوں کے باعث اپنے ساتھ کچھ غلط نہ کر بیٹھے --------

" تو زیادہ مجھے مولانی بن درس مت دے-----رہی میرے موبائل کی بات تو یہ سب تیرے چھوٹے سے دماغ کی سمجھنے والی باتیں نہیں ہیں------یہ موبائل عیش آرائی ش"۔

غصے سے بڑکھتی اسے دیکھ بولی --------

آہ چل میں بھی چلتی ہوں تیرے ساتھ"۔"

کچھ سوچتی اپنی سانس باہر خارج کرتی اسے دیکھ پھر بولی ---------

اسے گرگیٹ کی طرح رنگ بدلتے وہ کوفت سے رائی مہ کو دیکھنے لگی ---------

کیا گھور رہی ہے ------ چل چل اب ------ "زبردستی اسکے کندھوں پر اپنے ہاتھ" رکھ اسکا رخ باہر کی جانب موڑتی اسے آگے دھکا دیتی اپنے ساتھ لے گ ئی

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

، شہد رنگ مگر کسی کو بھی جلا کر پل میں خاک کر دینے والی سرد آنکھیں، بھورے بال بھوری داڑھی، سانولا مگر پرکشش چہرہ ، کھڑے نین نقوش ، مغرور کھڑی ناک، بلیک سیاہ

قمیض شلوار میں ملبوس وہ لمبا چوڑا شخص اس عالیشان گھر میں پیروں میں مقید پشاوری بوٹوں سمیت اندر داخل ہوا ---------

اے تم کون--؟ اس طرح سے اندر کیوں گھسے چلے جارہے ہو--؟ "دروازے پہ اپنی" ڈیوٹی انجام دیتے الرٹ کھڑے دو گارڈز میں سے ایک جلدی جلدی اس اجنبی شخص کو دیکھتے پوچھ گوچھ کرتے اسکے چوڑے سینے پر اپنے ہاتھ رکھتے اس آتیش طوفان بنے اس شخص کو اگے بڑھتے دیکھ پیچھے کی طرف دھکا دیتے بولا --------

تیری تو--- حرام ***میں اپنی حکومت آپ ہوں اور کوئی ی ایسا پیدا نہیں ہوا جو" ضوریز لشاری کو رک سکے"۔ گھمبیر سفاک سپاٹ لہجے میں کہتے وہ اسکے گلے پر اپنے ہاتھ کی گرفت جما گیا --------

آہہہ ----- "!!اسنے اس گارڈ کا گلہ بے دری سے تھاما ہوا تھا اس گارڈ کی تڑپتے" سسکی برآمد ہوئی ی --------

"اوئے چھوڑ اسے۔"

دوسرا گارڈ اس نوجوان لڑکے کے دھوپ سے کڑک تیور دیکھ گھبراتا آگے بڑھتا اپنے ساتھی کو چھوڑ واتا بولا --------

آہہہ----- "!!بائی یں ہاتھ سے اب اس دوسرے گارڈ کا بھی گلہ اسی سفاکیات" سے پکڑا اور دونوں کے گلوں پہ اپنے بھاری ہاتھ کا زور دیتا انہیں گلے سے ہی پکڑے گھماتا جھٹکے سے نیچے زمین پہ پھینکتا بنا ان پر ایک بھی نظر ڈالے دروازے پر اپنا بھاری ہاتھ مارتا اندر داخل ہوگیا ---------

پیچھے ان دونوں گارڈز کی اتنی بری حالت تھی کہ انکا دماغ سنسنا اٹھا اور گلہ رندھ گیا۔۔آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھانے لگا اور وہ زور زور سے کھاستے اب اپنا اپنا سانس بحال کرنے لگے ---------

سیدھی بات کا بلکل سیدھا جواب دینا صرف ہاں یا ناں میں ------- شرفو بے ہاری" کہاں ہے--؟ "وہ آدمی اندر بنے گارڈن میں باغبانی کرتے وہاں لگے پھولوں کو پانی

دے رہا تھا کہ وہ اندر آتا لمبا چھوڑا شخص اس آدمی کی پشت دیکھ اسکے گریبان سے پکڑتا اسکا رخ اپنی جانب کیئے سنجیدہ بھاری سرد لہجے میں گویا ہوا --------

"کک--کون ہو تم--؟ جو پوچھا ہے وہ بتا--؟"

اس آدمی کے سوال کو سرے سے کھاتے میں نہ لاتے اپنی بات پر زور دیا گیا

مج--مجھے--نن--نہیں پتہ-- "اسے دیکھتے گھبراتے توگ نکلتے کہا گیا ------ شرفو" کے نام سے تو پہلے ہی اسکا جسم ڈور و خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا ---------

بول-- """!!اسے دیکھ وہ اپنے بھرپور غصے اور جاؤ جلال سے دھاڑا -------"

سچ -- مم-- مجھے نہیں معلوم ------ تم چاہو تو مجھے ابھی کہ ابھی موت کے گھاٹ" اتار دو ----- "اس آدمی نے اسے دیکھتے اپنے تمام ہتھیار ڈالتے جلدی جلدی کہا

ہمم !!تو نہیں معلوم تجھے ؟ چل مان لیتا ہوں لیکن اگر مجھے زرا بھی علم ہوا کہ توں"
----،،، شرفو بے ہاری سے رابطے میں ہے تو------،،،،، وہ دن تیری زندگی کا آخری
دن ہوگا ------ اس دن تجھے میں زندہ زمین میں گاڑوں گا ۔ "برفیلے سپاٹ سرد لہجے
میں کہتے اسنے یکدم ہی جھٹکے سے اپنی مضبوط گرفت سے اسکا گریبان چھوڑا -------

جس سے وہ پیچھے کو لڑکڑاتا گرتے گرتے سنبھلا اور آگ جیسے جلتے رعب دار اس لمبے
چوڑے مرد کو جاتا دیکھ جھرجھری لے اٹھا --------

وہ تھکے ہارے جوہاری کی طرح گھر واپس لوٹا تھا صرف شرفو کا نام سن ہی وہ یکدم ہی
الرٹ ہوتا اسکی تلاش میں گیا تھا لیکن وہاں سے بھی خالی ہاتھ بے سود لوٹا تھا

شرفو ایک غلط کریکٹر کا مالک تھا گاؤں میں طرح طرح کی باتیں اسکے نام سے منسوب
تھیں جوہا کھلینا ، شراب پینا ، عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات --------

اسکا دل کانپ چکا تھا کہ اگر اسکی بہن اس آدمی کے پاس ------ "یہ سوچ ہی" اس مضبوط مرد کی روح فنا کرنے کے لیئے کافی تھی -------

اسکا غائب ہونا اس بات کے سچ ہونے کی گواہی بھی دے رہا تھا جسے وہ اب بھی ماننے سے انکاری تھا ------ اب بھی وہ چاہتا تھا کہ اسکا پھوپھا اسے غلط ٹھہرا دے کہے ایسا کچھ نہیں ہے ------

لیکن اسے کنفرم تو کرنا تھا نا کہ اسکی بہن کہاں ہے؟؟ اسلیئے وہ گھر میں کمرے کے بیچ و بیچ بے ہوش و بیگانہ اپنے غلیظ وجود کے ساتھ پڑے اس پھوپھا کے نام پہ دھبہ زلیل آدمی کے قریب آتا ایک بار پھر گھٹنوں کے بل بیٹھا -------

"اٹھ بتا مجھے میری بہن کہاں ہے؟؟"

اسکا گریبان پکڑے پھاڑ کھانے والے لہجے میں وہ دھاڑا ------ جبکہ حواس اب اسکے آہستہ آہستہ ساتھ چھوڑ رہے تھے ----------

معاً اس مضبوط ہٹے کٹے مرد کی لال انگارہ ہوئی یں آنکھ سے کب ایک موتی ٹوٹ اس آدمی کی شرٹ میں جزب ہوا اسے معلوم نہ ہوا --------

وہ آدمی بے ہوش پڑا تھا اسکے سینے میں خنجر گھونپے وہ پڑپڑاتا زخمی پرینده بنے دوبارہ اس پر ٹوٹ پڑا تھا اسکے سینے پہ مکے گھونسوں کے وار پہ وار کررہا تھا بلکل کسی بکھیرے پاگل جنونی شخص کی طرح --------

یکدم وہ رکا -----آہ--- خود کو اب پرسکون کیا اور پھر کچھ دیر بعد اس آدمی کے نکارہ وجود کو اپنے کندھے پر لٹکائے پاس ہی ہاسپٹل میں لے جاکر داخل کروایا کیونکہ وہی آدمی اسے بتا سکتا تھا اسکی بہن کے بارے میں ---------

کس قدر بے بس تھا وہ لمبا چوڑا مضبوط احساب کا مالک مرد ----- اسکی جان سے پیاری بہن جو اسکا غرور و فخر تھی -----اسکا ہر احساس جو اسکی بہن سے جڑا تھا سب کچھ چھین --------

وہ پھوپھا بنا گھٹیا شخص اسکے دل پر چھریاں چلائے کتنے آرام و سکون سے پڑا تھا سامنے ہاسپٹل کے بیڈ پر اور ڈاکٹر نرسس کی ٹیم اسکی خدمت میں کوشاں اپنا فرض نبھائے اسکا ٹریٹمینٹ کرنے میں مشغول تھی ---------

ایکسکیوزمی !آپ پیشنٹ کے ساتھ ہیں--؟؟ "ڈاکٹر وارڈ سے باہر آتا اپنے پروفیشنل" نرم لہجے میں اسے دیکھ گویا ہوا -------

ہاں ۔ "وہ سرد سپاٹ لہجے میں بولا -------"

ڈاکٹر تو اسکی بے نیازی ، بے حسی دیکھ چونکا ------صرف اسلیئے کہ ایسی گھمبیر ناساز حالت میں تو پیشنٹ کے ساتھ منسوب لوگوں کے عموماً انکے باہر آتے ہی کہی طرح کے سوال شروع ہوجاتے ہیں --------

جیسے پیشنٹ کیسا ہے ؟ حالت ٹھیک ہے؟ کب تک ٹھیک ہوگا ؟ وغیرہ وغیرہ ------ مگر یہاں تو سب مختلف تھا ایسا کوئی ی بھی جزبہ اپنے سامنے پہاڑ سے کھڑے اس نوجوان مرد میں اسے نظر نہیں آیا ------ خیر وہ اپنا سر جھٹک گیا --------

"کیا رشتہ ہے آپکا پیشنٹ سے؟؟"

اپنے ازلی نرم مؤدب لہجے میں ہی اس سے دوسرا سوال پوچھا ---------

ڈاکٹر یہ ہسٹری جغرافیاں بعد میں لے لینا اسے جلدی ٹھیک کر--- "ڈاکٹر کا وائی بٹ" کورٹ کا گریبان پکڑ تقریباً وہ دھاڑا -------

کہ اسکی دھاڑ پر ڈاکٹر نے اسے ہراساں ہوکر دیکھا --------

جسکی ایک دھاڑ پر وہاں تمام ڈاکٹرز ،نرسز ،وارڈ بوائز ،کمپوٹرز پورا آملہ جمع ہوگیا تھا اور غور سے اس لڑکے کی غنڈہ گردی دیکھنے لگا تھا --------

"لیو !!واٹ کائی نڈ آف بی ہیوئی یر از یور ۔۔۔۔۔"

کہتے اسکی مضبوط گرفت سے ڈاکٹر نے خود کو چھوڑوانا چاہا ۔۔۔۔۔۔۔۔

چھوڑو لڑکے ۔۔۔۔۔ "آگے بڑھ ہاسپٹل کے وہاں کھڑے آملے نے اس ڈاکٹر کو"
چھوڑوایا جسکا کالر ایک جھٹکے سے اسنے چھوڑا جس پر وہ لڑکڑاتا پیچھے موجود دیوار کا سہارا
لے گیا اور زور زور سے اپنی سانسیں بحال کرنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس لڑکے کی آنکھوں میں خون سوار دیکھ ڈاکٹر نے اپنا تھوگ نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھو ان پر کسی نے تشدد ۔۔۔۔۔،، اور پیشنٹ کو لیور کینسر ہے آخری اسٹیج"
۔۔۔۔۔۔ "ڈاکٹر نے ڈرتے ڈرتے جلدی جلدی کہا کہی یہ ڈینجرس پاگل آدمی پھر ایک بار
حملہ آوار نہ ہوجائے ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے اس انکشاف پر جھٹکا یا حیرت بلکل بھی نہیں ہوئی ی تھی۔۔۔۔ اپنے غلط کیئے کا
ہی انجام تھا دن رات شراب پینا اوپر سے اب تو جوئے کی بھی لت گ ئی تھی

------جس کے چکر میں وہ جوئے میں پیسے اڑانے یا ہارنے جانے کے خاطر گھر میں جو دوچار ضرورت کی چیزیں پڑیں تھیں وہ بھی ضوریز کے پیچھے سے بھیچنے لگا تھا

-------جسکا معلوم ہوتے ضوریز نے انہیں وارننگ بھی دی مگر نتیجہ وہی تین کے چار پات ---------

ہوش کب تک آئے گا اسے ؟؟ "ڈاکٹر کی بات کو نظرانداز کر اسنے اپنی کہی -------"

ک---کچ--کچھ گھنٹوں میں ---- "ڈاکٹر نے اس آتش فشاں بنے اپنے سامنے" کھڑے شخص کو دیکھ لڑکڑاتے لہجے میں کہا -------

آؤ وں تو آجانا چاہیئے ورنہ تیری خیر نہیں ---- "اسے چبا چبا کر دھمکی آمیز آگ اگلتے" لہجے میں کہتا اس پر اپنی ایک آخری ترچی نظر ڈال وہاں سے اپنے قدم باہر کی طرف بڑھا گیا ---------

اس جاتے دیکھ ڈاکٹر نے جھرجھری لیتے ڈر سے اپنے سکھے خشک لبوں پر زبان پھیر اپنی پیشانی سے نادیدہ پسینہ صاف کیا جو اس آدمی کی دہشت سے در آیا تھا --------

یہاں کوئی ی فلم چل رہی ہے "ناؤ موؤ اٹ "!!۔"

اپنی اپنی ڈیوٹی سے بے نیاز، بے خبر کھڑے ہاسپٹل کے آملے کو اس گھمبیر سچویشن کو دیکھ ڈاکٹر نے اپنی ایک گہری نظر سب پر دوڑائی ی اور انتہائی غصے کی حالت میں بولا کہ وہاں موجود ڈاکٹرز، نرسزز، وارڈ بوائز، کمپوڑرز سب میں ایک افراتفری مچ گ ئی اور سب اپنی اپنی ڈیوٹی پر چل دیئے ---------

جاری ہے-------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 24 p2

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

"آئے ہائے پھوٹی قسمت ---- اس کلموہی کو پسند کرگئے ہیں وہ لوگ ------"
رائی مہ کی ماں اپنے ماتھے پر ہاتھ مارے ماتم کناں سی رائی مہ کو دیکھ گویا ہوئی ی جو ان کے ساتھ باہر سردیوں کی دھوپ سیکتی مالٹے چھیلتے کھانے میں مشغول تھی

تو کیا وہ شمو انٹی یہی بتانے آئی ی تھی --- "اپنی ماں کو دیکھ افسوس لیئے لہجے میں"
بولی دل میں تو کمینی سی خوشی ہورہی تھی ------ آخر وہی ہوا جو اس نے چاہا

ہاں کل کے بعد وہ یہی بتانے آئی ی تھی لڑکے والے اس کلموہی کو پسند کرگئے ہیں"
لیکن میں نے بھی صاف انکار کردیا ہے جب تیرا رشتہ نہیں تو اس منحوس کا کیوں ہونے دوں ---- "کہتی اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے ---------

مورے یہ تو برا ہوا ---- "ایک بار پھر افسردگی جتاتے لہجے میں بولی ---------"

ہائے خاک برا ہوا -------- برا نہیں دھی بہت برا ہوا ------ اتنا اچھا لڑکا ہاتھ سے" نکل گیا بڑے بازار میں اسکا اپنا خود کا کاروبار تھا اوپر سے بارویں پاس ------- "وہ اسے دیکھ دکھ بھرے لہجے میں بولیں ---------

تو آگے اسے کیوں لائی ی اور خود پیچھے کیوں آئی ی؟؟ "رائی مہ کو دیکھ وہ بولیں" ------- جنکے سوال پر وہ سٹپٹائی ی ---------

مورے وہ مجھے دھکا مار نجانے خود کیوں آگے آگے آگ ئی وہاں ----- اس میں میری" کوئی ی غلطی نہیں ہے ---- "اپنا دامن سرے سے جھاڑتی ساری دھول کنزیش کے سر ڈال گ ئی ----------

تو نے نہیں دیکھا کیسے پہلی ہی فرصت میں وہ لوگ اس منحوس کی خوبصورتی پر مر مٹے" اور پھر کیسے اسے اپنے پاس بیٹھائے اچھے سے سب اس سے بتیاں رہی تھیں مجھے تو

لگا رشتہ تیرا نہیں اسکے لیئے آیا ہے ------ مجھے یہ سب دیکھ پہلے ہی شک ہوگیا تھا یہ ڈائن ضرور کوئی ی چاند چھڑائے گی ورنہ میری بچی تجھ میں کیا کمی ہے جو تجھے ناپسند کیا جائے ------ "کہتی اسکے سر کو پاس کرتی اپنا ممتا بھرا بوسہ دیا ----------

"رک میں چھوڑونگی نہیں اس ڈائن کو ----"

ایک عزم سے کہتیں چارپائی سے اٹھیں اور ساتھ ہی ساتھ صحن میں پڑا موٹا پائپ اٹھایا ----------

ارے ارے مورے کہاں جارہی ہے؟ مٹی پا سمجھ وہ رشتہ میرے لائق ہی نہیں تھا" ----- "انکے خطرناک عظائم جان جنکا ارداہ کنزیش کی شاید اچھی خاصی دُھلائی ی کا تھا دیکھ جلدی جلدی چارپائی ی سے اٹھتی انہیں تھاما ----------

چھوڑ آج میں اس کرم جلی کو نہیں چھوڑو گی ----- بچپن میں اسکی چاچی کے گھر جانا" ہمارے لیئے عزاب الہی بن گیا ----- جو ہماری ہمدردی ہمارے ہی گلے پڑھ گ ئی -------- اور آج یہ ہمارے سر چڑھ کر ناچ رہی ہے میری ہی بیٹی کے نصیب پہ

کنڈلی مارے سانپ کی طرح بیٹھی ہوئی ہے ------- "انکے حد سے زیادہ تیز بولنے پر کنزیش کمرے کی صفائی کرتی باہر کو آئی ی اور کمرے کی اوٹھ سے اپنے مامی کی گُلفشانیاں سننے لگی ----------

جسے سن پھر اسکے زخم تروتازہ ہوگئے تھے ایک پل کو دل کیا اتنا دھاڑے مار کر روئے کے گھر کی در و دیوار ہلا کر رکھ دے ------- مگر اسکی سننے والاپیار سے سمیٹنے والا اپنی نرم گرم چھاہوں میں چُھپانے والا کون تھا بھلا ؟؟

یہاں تو سارے اسکے زخم ہرے کرنے اور ان میں نمک مرچ بھرنے والے بیٹھے تھے سارے ----- ماں بھی اسکے پیدا ہوتے ہی سکون کی چادر پہن سوگ ئی تھی اور باپ بھی اسکے غم میں اسکے پیچھے سکون کی چادر پہن چل بسا ----------

اسکا کسی نے نہیں سوچا کہ اسکا کیا ہوگا آخر؟؟

یہ دنیا اور دنیا میں بسنے والے حیوان اس معصوم کو جینے دے گے ؟؟ ------

جوصرف نوچنے کُرچنے کے لیئے زندہ بھیڑیے بنے پھررہے ہیں ---------

چلو اسکی ماں تو اسے پیدا کر اپنے کیس میں پیچیدگیوں کے باعث اپنی جان گنوا بیٹھی لیکن باپ وہ بھی اسکے غم میں چل بسا -------

باپ تو بیٹی کے لیئے گھنے سائے کے درخت کے مانند ہوتا ہے جو اپنی اولاد کو ہر دکھ تکلیف سے بچاتا اپنی نرم چھاہوں دیتا ہے ---- لیکن اسکے باپ نے کیا کیا ؟؟ اسے اس جنگلی وحشیوں بھیڑیوں کے حوالے کرگیا ----------

اسے اپنا آپ ایک پل کے لیئے بے مول لگا ------ کیا حثیت تھی اسکی آخر ؟؟

کسی بھی شخص کے لیئے تو وہ کچھ بھی معنی نہیں رکھتیں تھی کوئی ی قریبی رشتہ جیسے بہن بھائی ی ایسا بھی تو کوئی ی نہیں تھا جسکے سینے سے لگ اپنا سارا غم دکھ تکلیف بہا دے ----------

تکلیف سے اسکا گلہ رندھ گیا حلق میں آنسوؤں کا ایک گولا سا اٹک گیا --------

وہ غم زدہ اس لیئے نہیں تھی کہ رائے مہ کے رشتے کو لیکر اسکی مامی اسے کڑوی کُسیلی باتیں سنا رہی تھیں بلکہ اس لیئے تھی آج ایک بار پھر اسکے بچپن کو کریدا گیا تھا جو اسے اپنے تلخ بھیانک ماضی کی یاد دلا گیا تھا ----------

وہ واپس کمرے کے اندر جاتی اپنے منہ پر ہاتھ رکھتی پھوٹ پھوٹ کر رودی کہ کہی اسکی عزیت بھری سسکیاں باہر کھڑے کانوں تک نہ پہنچ جائے ---------

بس کر مورے ادھر بیٹھ اور سانس لے ------ ویسے بھی اب کیا ہوسکتا ہے اب تو" چڑیا چگھ گ ئی کھیت ----- "کہتی انکا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا ---------

اوہنہ !!!!وہ ہنکار بھر اسکی سنتی چارپائی ی پہ ہنوز دوبارہ براجمان ہوئی یں"

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ایک بار پھر اس لمبے چوڑے وجیہہ مرد نے اس گاؤں کے چوتھے حصے پہ کچے مٹی کے بنے گھر میں داخلی لکڑی کے دروازے پر بنی لوہے کی کڑی ہاتھ سے ہٹاتے دروازہ کھولتے اپنا بھاری پیشاوری جوتے میں مقید پاؤں اندر رکھا ---------

دائیں بائیں اپنی شہد رنگ لال انگارہ درد سے دھری ہوئیں آنکھیں گھمائی اور مٹی کے بنے صحن سے گزرتا سامنے بنے کمرے کے دروازے کو ہاتھ بڑھا کر وا کرتا اپنے تھکے وجود کے ساتھ اندر داخل ہوا ---------

دفتاً پورے کمرے پہ اپنی بھرپور ہنوز ایک نظر دوڑائی جس کے مچان پہ کچھ اسٹیل کے برتن سجے بائیں جانب کچھ بستر طے کیئے رکھے چونکہ کمرہ پکی اینٹوں سے بنا باقی پورے گھر سے ٹھیک حالت میں تھا تو اسلیئے نیچے زمین پہ بچھی پھٹی پرانی چٹائی تھی ----------

جس پہ تازہ اسکے پھوپھا کا پڑا خون جو ابھی کچھ گھنٹوں پہلے ہوئے واقعے کے باعث تھا

"پھوپھو آپ ٹھیک ہیں--؟؟ پانی پلاؤ-----؟؟"

اپنی دائیں جانب چارپائی پہ پڑے سسکتے تڑپتے وجود کے پاس پہنچ چارپائی پہ جگہ بناتے بیٹھ انہیں سہارا دیتے اپنے حصار میں اٹھاتے چارپائی پر بیٹھایا اور برابر میں رکھے مٹی کے مٹکے سے ہاتھ بڑھا کر پانی نکالتے اس تڑپتے وجود کے بنجر لبوں سے لگایا ----------

تت--ت--تت--تو--کک--کہا--تت --- تھا اور تت--تیرے"

پھ---پھوپھا------ ؟؟؟ "پانی پیتے تھوڑی جان آئی انکے وجود میں تو منہ سے ٹوٹ ٹوٹ کر الفاظ ادا ہوئے ----------

"ہاسپٹل میں اندراج کرواکر آیا ہوں ----"

جیب سے نکالتے اپنے رومال سے انکا چہرہ صاف کرتے بنا کسی تاثر کے بولا

کھانا کھلاؤں آپکو--؟؟ "خود کو سنبھالتا انکے بالوں پہ بوسہ دیتے بولا ---------"

معا--معا--ف--کک--کر------ انہوں نے بولنا چاہا --------"

شش-- "!!!پھوپھو میرے زخموں کو مت ادھیڑیں میری تکلیف کو مت اجاگر کریں" ------ نہیں پتہ آپکو کہ کس طرح یہاں میں خود پر قابو کیئے بیٹھا ہوں ----- "گھمبیر بھاری آفسردگی بھرے لہجے میں کہتا انکے جھریوں ذدہ ہاتھ کو تھام کر سہلاتے بوسہ دیا

چلیں آپ ادھر بیٹھیں یہ چارپائی ی صاف کروں پھر آپکو کھانا کھلاتا ہوں------ "کہتا" انکے وجود کو اپنے بازؤں میں اٹھاتا سامنے طے لگے بستر پر دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھاتا کہ گر نا جائے --------

چارپائی ی پہ بچھی موٹی چادر اٹھاکر جھاڑتا طریقے سے بچھاتا تکیہ درست کرتا انہیں وہاں سے اٹھاتا پھر چارپائی ی پر لیٹا گیا ---------

"میں کھانا گرم کرکے لاتا ہوں -----"

انکے ماتھے پہ بوسہ دیتا وہاں سے کھڑا ہوتا باہر مٹی کے مگر طریقے سے بنے کیچن کی طرف چل دیا ---------

اسکے جاتے ہی انکی آنکھوں میں روکے آنسوں موتی کی لڑی کی طرح بہنے لگے اور لب بس آپس میں درد سے پیوست ہلتے بھینچ لیئے ---------

انہیں کھانا کھلانے دوائی ی د ینے کے بعد وہ دوائی ی کے زیر اثر سب کچھ بُھلائے سوگ ئی یں تھیں جنہیں آسودگی سے اپنی شہد رنگ آنکھوں سے دیکھتا ان پر گرم لحاف ٹھیک کرتا کمرے سے باہر نکل آیا ----------

اور برابر میں بنے اسٹور نما خستہ بے حال بوسیدہ سے کمرے میں گھستا نیچھے پڑی چادر کو ٹھیک کرتا بیٹھا ---------

کہاں چلی گ ئی گڑیا ----؟؟ کس حالت میں ہو---؟؟ تمہارا بھائی ی ایک ایک کونا" چھان چکا ہے تمہاری تلاش میں مگر تمہارا کوئی ی نام و نشان نہیں ملا ------ تمہارا بھائی ی بہت کزور دل کا مالک ہے چندا ------ مضبوط زرا نہیں تمہارے معاملے میں ----- میرا دل پھٹ جائے گا سب تہنس نہس ہوجائے گا ------- لوٹ آؤ ----- ورنہ میں پاگل ہوجاؤ ں گا ------مجھے لگتا ہے یہ دھڑکنیں ساکت ہوجائی یں گی -------- ہمت جواب دے رہی ہے میری ------ "موبائل کی اسکرین پہ موجود اپنی سولہ سالہ پیاری بہن "مہمل "کی تصویر کو پیار سے دیکھتے بڑبڑاتے اپنا انگھوٹا اسکی تصویر پر سہلایا ----------

جہاں وہ معصوم گلابی شکل و صورت والی گڑیا بلو رنگ کا سادہ سا سوٹ زیب تن کیئے ہوئے مسکرا رہی تھی --------کہ یکدم اسکی شہد رنگ آنکھوں کی بھاڑ سے آنسوں کا قطرہ ٹوٹ کر اسکی بھوری داڑھی کو بگھوتا موبائل کی اسکرین پر گرا ----------

"بھائی ی آپ کب تک آئے گے ؟؟"

وہ دھپ سے اسکے پاس باہر صحن میں پڑی چارپائی ی پہ آکر بیٹھتی اپنی تمام تر معصومیت سے گویا ہوئی ی --------

میں تو آپ کو لے جاؤں پرینسز لیکن یہاں پھر پھوپھو کا خیال کون رکھے گا ؟ میں" تمہارے خواب کو حقیقت کا روپ دھاڑتے دیکھنا چاہتا یعنی تمہیں ڈاکٹر بنتے دیکھنا ہے -------- اور پھر یہ سب تبھی ممکن ہے جب میں تمہیں اور پھوپھو کو ایک ویل سیٹل لائف مہیاں کروں------ جان بھائی ی اگر یہ ضروری نہ ہوتا تو کبھی نا جاتا ------ "کہتے اسکی گلابی چھوٹی سی ناک کو چھوا ---------

کھانا میں نے فریج میں بناکر رکھ دیا ہے اور باہری اشیا بھی ہیں ساتھ ----- تمہیں" کسی چیز کی کمی نہیں ہوگی -------- میں بس دو دن میں آجاؤں گا ------"مزید کہتے اسکے گرد اپنے مضبوط بازوں کا حصار کھینچ اسکے سر پر اپنا محبت بھرا بوسہ دیا ---------

ہمم -- "!!اسنے بس اپنا سر ہلانے پر اکتفا کیا -------"

کیا ہوا ہے بھائی ی کی جان؟؟ کوئی ی پریشانی ہے؟؟"

اپنے بھائی ی سے شیٔ ر کرو شباش "!!---- اسکے صرف سر ہلانے اور اداسی لیئے چہرے کو دیکھ وہ پیار سے بولا --------

پتہ نہیں کیوں میرا دل ڈر رہا ہے کچھ عجیب سالگ رہا ہے ------- عجیب عجیب" سے وسوسے آرہیں ہیں دل میں -----

بھائی ی میں آپکی راہ میں رکاوٹ نہیں بننا چاہتی لیکن ------،،، وہ بولتے بولتے روکی ----------

لیکن ؟؟ "ضوریز نے اپنی آئی برو اچکاتے پوچھا ---------"

میرا دل کررہا ہے کہ آپکے حصار میں کہیں چھپ جاؤ ۔ "کہتے اسکی گھنی سیاہ خمدار پلکیں بیگھتی آنکھیں چھلک پڑیں ---------

اوو میرا بچہ ۔۔۔۔۔میرا کیوٹ سا بچہ ۔۔۔۔۔۔ بھائی ی کی جان ۔۔۔۔۔ایسے ڈرتے"
نہیں ہیں ۔۔۔۔۔۔ بھادر بنو ۔۔۔۔۔۔ اپنے شیر بھائی ی کی بہن ہو ایسی بزدلی اچھی
بات نہیں ۔۔۔۔۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے میں کہیں نہیں جارہا آپ پریشان مت ہو
۔۔۔۔۔۔۔ اب آپکی آنکھوں سے ایک آنسو کا قطرہ نہیں گرنا چاہیئے انڈرسٹنڈ "!!اسکا گلابی
معصوم آنسوؤں سے تر چہرہ وہ اپنے بھاری ہاتھ سے صاف کرتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نن ۔۔۔ نہیں !!آپ جائیں آفتاب انکل نے آپ کو بلایا ہے میں آپ کو اس دلشیر"
روپ میں دیکھنا چاہتی ہوں جیسے آپ مجھے ڈاکٹر بنتے دیکھنا چاہتے ہیں ویسے ہی میں بھی
فخریہ اس روپ میں آپ کو سلوٹ کرنا چاہتی ہوں اور میں نہیں روگی آپ فکر نہ کریں
بس ایسے ہی بیٹھے بیٹھائے دل نجانے کیوں اداسی کا شکار ہوگیا تھا ۔۔۔۔۔ "وہ جلدی
جلدی خود بھی اپنا چہرہ صاف کرتی ایک عزم سے بولتی اپنے چہرے پر چھائی ی اداسی کو
بھگاتی خوش ہوتی آہستگی سے مسکرائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ اسکے چہرے پر مسکراہٹ بکھیری دیکھ ضوریز کا سیرو خون بڑھ چکا تھا جسے دیکھ خود
کے لب بھی مسکراہٹ میں ڈھل گئے ۔۔۔۔۔۔۔۔

مہمل اور اپنی آخری ملاقات اسکے دماغ کے پردوں پر لہرائی ی کہ آنکھیں ایک بار پھر آبدیدہ ہوگ ئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جان بھائی ی معاف کردو ۔۔۔۔۔ مجھے آپ کو ایسے چھوڑ کر ہی نہیں جانا چاہیئے تھا " ۔۔۔۔۔۔ تم ایک بار مل جاؤ قسم کھاتا ہوں تمہیں تکلیف د ینے والوں کی زندگی تکلیف کردوں گا ۔۔۔۔۔ "در شتگی سے کہتا بڑبڑایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ایمرجنسی روم سے نکلتے ڈاکٹر نے اسی غنڈے نما شخص کو اندر کامن پیشنٹ روم میں جاتے دیکھا جسنے اس بندے کے لائے گئے مریض کا کل ٹریٹمنٹ کیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ٹریٹمنٹ د ینے کے بعد جب کچھ گھنٹوں میں اسے ہوش آیا تو پھر یکدم ہی مریض کو چیسٹ پین اٹھ گیا تھا جسے دیکھ وہ اسکی دوبارہ بگڑتی حالت پر ٹریٹمنٹ د یتے اسکی ڈرپ میں نیند کا انجیکشن لگا دیا کہ اسے فوری طور پر سکون آجائے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بندہ رات تو نہیں آیا تھا لیکن ابھی صبح وہ دندھناتا ہوا یہاں تھا ۔۔۔۔۔ اسنے سوچا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سر سر ایک بہت بڑی ایمرجنسی آگ ئی ہے ۔۔۔۔۔ "نرس نے باہر اسٹریچر پر آئے" ایک پیشنٹ جو زندگی اور موت کے درمیان لٹکا وہاں لایا گیا تھا بتایا جسکے ٹریٹمنٹ میں تمام ڈاکٹرز اور نرسس لگ چکے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسکے باعث وہ کامن روم میں پڑے پیشنٹ سے غافل ہوگیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گزرے پچھلے دن کا ایک ایک لمحہ اسکی دماغ کے پردوں پر لہرایا اور یکدم ہی اپنی آنکھیں موند کر کھولتا اس پر آندھی طوفان کی طرح برس پڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہمت کیسے ہوئی ی تیری کمینے آج میں تیری قبر کھو دوں گا ۔۔۔۔۔۔۔۔****"

آہ ۔۔۔۔ "!!!اسکی دلخراش چیخیں اتنی بڑھنے لگیں کہ کومن پیشنٹ روم کی درو و دیوار" ہلاتیں وہ باہر تک جانے لگیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

حرام ذا ***کہاں ہے وہ شرفو بے ہاری بول؟؟ "پوری شدت سے دھاڑتا بیڈ پر پڑا" چاکو اٹھائے اسکے گلے پر رکھ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ۔۔وہ۔۔ ممم۔۔۔مجھے نن۔۔نہیں۔۔۔۔ "اسکا حلق مقابل کے خوف سے خشک ہوتا" رندھ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جیسے ہی ایمرجنسی سے فارغ ہوا تو باہر آیا اور جیسی خوفناک سیسہ پگھلاتی چیخیں اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی تو گویا فوراً الرٹ ہوتا وہاں ایمرجنسی میں ہی تمام ڈاکٹرز، نرسسز کو آگاہ کرتا ان سمیت سامنے تھوڑی دور کامن پیشنٹ روم کے جانب ڈور لگادی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ شخص اسے پہلی ہی ملاقات میں ہر جذبات سے عاری سرپھیرا بندہ لگا تھا اب تک نجانے وہ اپنے غصے میں وہاں موجود تمام پیشنٹ میں خوف و ہراس کا انتشار کس حد تک پھیلا چکا ہوگا ------ سوچتے ڈاکٹر کے پیروں میں تیزی آگ ئی -------

"ہے لیو دس مین "-----کیا کر رہے ہو؟؟"

وہی ڈاکٹر جسنے اسکا ٹریٹمنٹ کیا تھا اندر آتا یہاں کا گھمبیر ماحول دیکھ بھاگتا اسکے مضبوط بازؤں پر اپنا ہاتھ رکھ اسے پیچھے کرتا بولا --------

جب کہ ڈر و خوف سے اسکے بھی اس سرد سے موسم میں پسینے چھوٹ گئے تھے

، اسکے پیچھے ڈاکٹرز، نرسسز اور انہیں اسطرح ڈورتے بھاگتے دیکھ وہاں کا پورا آملہ کمپوٹرز وارڈ بوائز سب آچکے تھے اور سب یہاں کی بری گھمبیر سچویشن دیکھ ہکا بکا تھے

وہ اپنے ہاتھ پہ مردانہ لیکن لرزتی گرفت دیکھ پلٹا اسکے آنکھوں میں جنون کی حد تک خون سوار دیکھ ڈاکٹر نے تھوگ نکلا --------

تمہارے جو بھی معملات ہیں ان کے ڈسچارج ہونے کے بعد تم حل کرسکتے ہو لیکن"
اس طریقے سے تم یہاں صرف اپنی دہشتگردی پھیلا رہے ہو ------ انکے ساتھ ساتھ
"تم ہمارے دوسرے ایڈمٹ پیشنٹ میں بھی خوف و ہراس پھیلا رہے ہو -----
ڈاکٹر ہمت کرتا اپنا ہاتھ اسکے بازؤں سے ہٹاتا بولا ---------

آخر کب تک اس سے ڈرتا رہتا؟ "---- ظلم دیکھ کر چپ رہنا بھی ایک جرم ہی ہے اور
وہ اپنے پہنے وائٹ کورٹ کی لاج رکھتے بنا کسی خوف کے ڈٹ کر بول پڑا تھا

"سکیورٹی کو کال کرو یا پولیس کو بلواؤ ------"

وہ مزید کہتا پیچھے کھڑے وارڈ بوائے سے بولا --------

ڈاکٹر کی بات سن اس پیچھے کھڑے وارڈ بوائے کی حالت خود پتلی تھی ۔۔۔۔۔ اسی نے تو اس طوفان کو یہاں دعوت دی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"!یہ لو جیسے ہی ہوش آئے تو مجھے بتاؤ گے ورنہ ۔۔۔۔۔۔"

اسے دھمکی دے وہ والیڈ سے پیسے نکالتا ہاسپٹل کے باہر کھڑے وارڈ بوائے کو دیتا بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسکی دی گئی رشوت پر اپنے ہاتھ کی گرفت مضبوط کرتا وہ بس بس ادھر اُدھر دیکھتا کہ اسے کوئی دیکھ تو نہیں رہا لیتے اپنا سر اثبات میں ہلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسنے جانے سے پہلے وہاں تماشے میں کھڑے وارڈ بوائے کو آنکھوں کے اشارے سے باہر آنے کا بولتے اسے رشوت تھمائی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جسکا کہا مانتے اسنے رات ہی اسکے پھوپھا کے ہوش میں آنے کا بتادیا تھا لیکن ساتھ یہ بھی کہ دوبارہ طبعیت خراب ہونے کے باعث انہیں نیند کا انجیکشن دیا گیا ہے اور وہ پھر اپنی آنکھیں موند گئے ہیں ---------

لیکن پھر جیسے ہی صبح ۱۰ بجے انہیں ہوش آیا تو وہ چپکے سے باہر جاتا اسے کال کرگیا

جب وہ ہوٹل میں بیٹھا چائے پی رہا تھا کہ یکدم سب چھوڑ چھاڑتے وہ اب یہاں تھا

"تجھے بھی مرنا ہے اس کے ساتھ ساتھ ------"

ٹھنڈے ٹھار برفیلے سخت لہجے میں کہتا چاکو پہ لگا کچھ دیر پہلے کا اسکے پھوپھا کا خون اپنی انگلی سے اسکی آنکھوں کے سامنے صاف کرتا بولا ----------

ڈاکٹر وجدان زید پلیز مریض کو دیکھیں اسکی سانسیں اکڑ رہی ہیں ------ "پیچھے باقی"
ڈاکٹر نرسسز نے اسے بتایا جسکی اچانک سانسیں اکڑنے لگیں تھیں ---------

" او نو --- ایسٹریچر لائی یں----"

سب میں ایک ہلچل پیدا ہوچکی تھی ---------

"ایمرجنسی روم میں لیکر چلیں انہیں فاسٹ---- "

کہتا وہ سامنے کھڑے اس آدمی کے برابر سے گزرتا مریض کو دیکھ سب کو الرٹ کرتا
مریض کو لیئے وہاں سے چلا گیا ---------

جس کے بعد وہ خود بھی اپنے سن ہوتے دماغ کے ساتھ وہاں سے اپنے لمبے لمبے ڈاگ
بھرتا نکلتا چلا گیا ----------

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

وہ پورے گھر کی صفائی کیئے اپنے ٹکانے پر آئی ی تھی اس چھوٹے سے اسٹور نما کمرے میں ۔۔۔۔۔ رونے کے باعث اسکی آنکھیں لال سرخ ، گلابی چہرہ مرجھا سا گیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ نیچے پیچھی چٹائی ی پر کام کے باعث تکھن سے چور اپنے نازک جسم کو گھسیٹتی بیٹھنے ہی لگی تھی کہ کمرے میں پڑے پرانے ٹوٹے خستہ بے حال ٹیبل پر رکھے موبائل پہ مسیج کے نوٹیفکیشن کی رنگ ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی سماعتوں سے جیسے ہی نوٹیفکیشن کی آواز ٹکرائی ی تو آگے بڑھتی موبائل کو اپنے ہاتھ میں اٹھالیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کب بھلا اب یہ وقت گزرے کچھ پتہ چلتا ہی نہیں"

" جب سے مجھ کو تو ملا ہے ہوش کچھ بھی اپنا نہیں

ان نون نمبر سے مسیج تھا جس میں گانے کے سطر پڑھ اسکا چہرہ سرخ ہوگیا اور تذبذب کا شکار ہوتی سوچنے لگی ------ آخر کس کا ہے؟ ------- ایک خیال دماغ میں کوندھا "کہ کہی رائی مہ کے ہی حوالے سے تو نہیں؟

مجھے کچھ نہیں سوچنا کسی کا بھی ہو ------ بڑبڑاتی فون کو واپس وہی رکھنے لگی تھی کہ پھر مسیج نوٹیفکیشن کی رنگ ہوئی ی ----------

اسنے جھنجھلا کر دوبارہ مسیج اوپن کیا اسی ان نون نمبر سے تھا --------

ایک وعدہ کرو ----- "بس اتنا لکھا تھا --------"

کون ہے یہ؟؟ "وہ پڑھ کر پھر زیر لب بڑبڑائی ی ---------"

آہ !!کہیں یہ وہ زلیل انسان تو نہیں -----؟ "ابرار کا سوچتے اسکے چہرے کے زوائے غصے اور سرخی مائل تاثرات میں بدلے ---------

"بولو۔۔۔۔۔۔؟"

آہ اس بار اسکا گلابی ہاتھ لرزا جیسے وہ سرپھیرا آدمی اسکے سامنے ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جواب دوں یا نہیں ۔۔۔۔ "اسنے سوچا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

کون ہو ۔۔۔۔؟؟ "بلائے آخر اپنی کانپکپاتی انگلیوں سے سینڈ کا بٹن دبایا ۔۔۔۔۔۔۔۔ "

وہی جسکے بارے میں تم ابھی اس وقت سوچ رہی ہو ۔۔۔۔۔ "مسیج پڑھ وہ یکدم"
"ٹھٹکی ۔۔۔۔۔ اسے کیسے معلوم میں کیا سوچ رہی ہوں؟؟

تم مائنڈ ریڈر ہو جو سمجھ گئے کہ کیا سوچ رہی؟؟ "نجانے کیوں اسنے بے تکا سوال"
کرتے پھر سینڈ کا بٹن دبایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

نہیں !تمہارا دیوانہ ---- "اسکے میسج پہ وہ حیاہ و غصے سے لال سرخ ہوتی لرزی"
اسے کنفرم ہوچکا تھا یہ وہی سرپھیرا ابرار سکندر خانزداہ ہے ---------

"بہت ہی کوئی ی ٹین ایجرز والی حرکات کر رہے ہو؟؟ میسج پہ میسج فضولیات -----"
اپنی رو میں آتی تھنکتی جواب دیا ------

ہاہاہا ---- !!!!مائی ی ڈینجرس کوئی ن شکر تمہاری یادشت آگ ئی پہچان ہی گ ئی"
"میں کون؟؟ نمبر سیو کیا تھا ویسے میں نے -----

میں نے ڈیلٹ کر دیا تھا ----- "لکھتی سینڈ کیا --------"

آہ !!یہ تو برا کیا چلو اب دوبارہ سیو کرو اور لکھو "مائی ی فیوچر ہبی ----- "اسکی فضول"
گوئی ی پر وہ سرخ ہوتی غصے سے تپ اٹھی ---------

ویسے مجھے معلوم تھا تم ایسی ہی کوئی ی حرکت کروگی؟؟ "مزید کہتے میسج بھیجا ۔۔۔۔۔"
اسکا اشارہ اسکا نمبر ڈیلٹ کرنے پر تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نائی س !لہذا سینسیوفیومر اچھا ہے ۔۔۔۔۔ "کہتی اسے آگ لگا گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔"

مجھے معلوم ہے ایک دن تم خود میرا نمبر اپنے نرم و ملائی م ہاتھوں سے "مائی ی ہینڈسم
ہسبنڈ "ضرور سیو کروگی ۔۔۔۔ وہ بھی دوبدو بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا !!!خیالوں میں ۔۔۔۔ "لکھتی سینڈ کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ اس وقت پھر بھول چکی تھی کہ کچھ دیر پہلے اس پر کیا گزر رہی تھی ۔۔۔۔۔۔ دل
چاہا اندھیری گہری نحوست بھری دماغ کی شریانے چھرتی یادوں پہ خود پر مٹی کا تیل
چھڑکے آگ لگا لے لیکن اب اسکے چہرے پر کسی عزیت کا نام و نشان تک نہ تھا
۔۔۔۔۔ وہ مسکرا رہی تھی ۔۔۔۔۔ دل میں تلیلیاں اڑتی محسوس کر رہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

چیلینج کر رہے ہو ۔۔۔۔۔۔ مزید اسنے اپنے ازلی انداز میں کہا ۔۔۔۔۔۔۔"

ہاں ۔۔۔۔۔ "!وہی پرتپش لہجا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

اوکے !آئی ی ایکسپٹیڈ ۔۔۔۔۔۔ "اپنی ہی الگ ترنگ میں کہا ۔۔۔۔۔۔

یاد رکھنا جس دن تم نے یہ کیا ؟ تو تمہیں قبول کرنا پڑے گا میرے عشق کی سطر سطر"
تم گھونٹ گھونٹ خود میں اتارچکی ہو ۔۔۔۔۔ "تپش دیتے خمار آلودہ لہجے میں ٹائپ کرتے سینڈ کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پڑھتے نجانے اسکا دل زور سے دھڑکا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا وعدہ تو کرو ۔۔۔۔۔۔ "پھر اسکا میسج رنگ ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

کیسا وعدہ ؟؟ "وہ اب اس بندے سے زچ ہوچکی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

تماری حسین آنکھوں میں لگائے گئے کاجل کی میں گارنٹی دیتا ہوں لیکن سرخ لال" پتیوں پر چڑھائے گئے لیپسٹک کی صورت رنگ کی نہیں ۔۔۔۔۔۔ "ناؤ یور ٹرن "تمہاری باری ۔۔۔۔۔۔۔ کہتا اپنے مونچھوں تلے لب دبا گیا جانتا تھا کہ پڑھنے والی مقابل کی کیا حالت ہوگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بہت ہی کوئی ی چیپ قسم کے آدمی ہو ؟ کس طرح کی باتیں کررہے ہو ؟ بے ہودگی" پر اتر آئے ہو ۔۔۔۔۔ نامحرم ہوں تمہارے لیئے ۔۔۔۔۔۔ "اپنے لال سرخ لب اپنے دانتوں تلے کچلتی شرم و غصے سے لال پیلی ہوتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تو محرم بنالو پھر ۔۔۔۔۔ "خمار سے بوجھل شدت بھرے لہجے میں کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

!!! اس سے اچھا زہر نہ کھالوں ۔۔۔۔۔۔۔ اوہنہ"

تم ایسی کوئی ی بھی الٹی سیدھی حرکت نہیں کرسکتی میری زندگی کے ساتھ "۔۔۔۔ کیا"
کانفیڈنس تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"مطلب زندگی ۔۔۔۔۔۔ ؟"

زندگی مطلب "تم"۔۔۔۔۔ دو لفظی جواب آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

ہمم !تمہیں محرم بنالوں ۔۔۔۔۔ پھر تو تم میرے نام کا بے دھڑک سرچ وارنٹ لیئے"
"گلی گلی گھمو گے ۔۔۔۔۔

ایمپریسو مائی ی کوئی ن !حلال سرٹیفکیٹ کی بات ہی کچھ اور ہے ۔۔۔۔۔ نشہ ہی کچھ"
اور ہے ۔۔۔۔۔۔ "مقابل نے لب دباتے کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"!!فضول ، گھٹیا ، بے حیا ۔۔۔۔۔۔"

چند لفظوں کی اس پر لعنتیں بھیج مسیج سینڈ کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہاہا ۔۔۔۔۔۔۔ "!!دوسری طرف سے چھت پھاڑ قہقہے کا مسیج وصول ہوا تھا"

جسے پڑھتی وہ پھر سرخ ہوتی کلس اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

MAN E AZIZAM

EPISODE # 25

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

جھٹکے سے رولنگ چئیر کو اپنی جانب گھماتا وہ کسی دیو کی طرح اس پر جھکا تھا جس سے اسکی گرم سانسیں گل کو اپنے گلابی چہرے پر محسوس ہوئی ی جو اسکی گلابی سفید رنگت میں غصے و گلالی کے رنگ بکھیرگئی اسے اپنے چہرے سے دو منٹ کے فاصلے

پر ایک بار پھر اتنے قریب دیکھ وہ جی جان سے لرزی اور اپنی خمدار پلکوں کو یکدم ہی جھکا گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب اسکی سیاہ پلکوں کی بھاڑ کبھی جھک رہی تھی یا اٹھ اسے دو پل کے لیئے سمجھ نہیں آئی ی وہ ری ایکٹ کیسے کرے وہ نروس سی ادھر ادھر دیکھنے لگی بجائے اپنے سامنے لمبے چھوڑے پھیلے جھکے آغر کی طرف دیکھنے کے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ مہبوت سا فرصت سے اسکی گھنی خمدار پلکوں کا اٹھنے جھکنے والا رقص دیکھنے لگا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے نازک ہاتھ میں اپنے مضبوط بھاری ہاتھ کی انگلیاں الجھائے جھٹکے سے اپنی جانب کھنیچتے اسکا ہاتھ اسکی کمر پر موڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ ۔۔۔۔۔۔ "!!اسکی بے رحمی بے دردی پہ گل کے منہ سے ہلکی سی چیخ برآمد" ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نکاح کرنا چاہتا ہوں آپ سے۔۔۔۔۔ "گھمبیر بھاری لہجے میں کہتا وہ اسے ششدر کرگیا"

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی بات پہ اپنی آنکھیں پوری کی پوری پھیلائے اسے دیکھنے لگی اور سمجھنے کی کوشش کرنے لگی آخر اس آدمی کو مسئلہ کیا ہے مجھ سے ۔۔۔۔۔ کبھی تکلیف کبھی غصہ اور کبھی تکلیف و غصے میں بھی اسکا خیال کرنا اسکے لیئے فکر مند ہونا لیکن جتانا نہیں ۔۔۔۔ !اور اب یہ نکاح والی بات ۔۔۔۔۔ اسکا تو سر ہی گم کر رہ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مم ۔۔ می ۔۔۔۔۔ "ششش !جواب ہاں میں ہی ہونا چاہیئے ۔۔۔۔۔۔ "گل کے کچھ بولنے سے پہلے ہی وہ اسے اپنے دھونس بھرے بھاری لہجے میں باوار کروا گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہاری جاگیر نہیں ہوں ---- خان ذات ہوں میں ---- مجھ پر اپنا تم یہ دو کوڑی کا"
رعب نہیں جھاڑ سکتے ----- "وہ اسکے منہ پر پھنکارتی درشتگی سے گویا ہوئی ی

خان کے بارے میں پتہ ہے تو زرا چوہدری کے بارے میں بھی معلوم کرلیتی آپ"
----- ایک بار ہم چوہدریوں کی نظر کسی صنف نازک پر پڑھ جائے تو اسے کسی ایرے
غیرے کے لیئے ہرگیز نہیں چھوڑتے ------ اپنا بنا کر ہی دم لیتے ہیں چاہے
سیدھے طریقے سے یا اپنے طریقے سے ------ "اپنے طریقے لفظ پر اسنے خاصہ زور دیا
اور اس پر جھکتے اسکی گریش دائیں آنکھ پر اپنے دہکتے عنابی لب رکھ گیا ---------

زلیل بے ہودا آدمی ---- "اسکے لمس پر اسکے تن بدن میں سنسنی خیز ایک لہر دوڑ"
گ ئی وہ غصے سے پاگل ہوتی آگ کے شعلے اگلتی اپنا ایک ہاتھ اسکی گرفت میں دیکھ
دوسرے سے اسکے چوڑے سینے پر رکھتی جھٹکے سے اسے پیچھے دکھیل گ ئی ---------

اسکے لفظوں کے نشتر نے آغر کے کانوں میں سیسہ پگلانے کا کام کیا تھا ---------

اسکی ساری بے خودی خمار یکدم ہی مائی ل ہوا اور چہرے پر غصے کی شدت سے سخت پتھریلی تاثرات نمایا ہوئے ---------

آہ !!آغر ----- "گل کی پھر اسکی بے رحم پکڑ پر چیخ نکلی ----------"

وہ اسکا ہاتھ چھوڑ ڈوپٹے کے اندر جھٹکے سے اسکی گھنے بالوں میں اپنی ہاتھ کی انگلیاں پھنسا گیا ----------

اسکی انگلیاں اپنے سر کی جڑوں میں دھنستی محسوس کرتے اب گل کی آنکھوں سے نمکین پانی کے قطرے درد سے اسکی انکھوں کی بھاڑ سے اسکی گود میں گرے تھے

اب تک تو کچھ نہیں کیا میں نے گل میڈم لیکن اب شاید ضروری ہوگیا ہے ------"
تمہارے گھر کے ایک ایک فرد کو آگ میں جھلسا کر ماروں گا ----- قتل کر دوں گا ان

تمام لوگوں کا جو تم سے جڑے ہیں ۔۔۔۔۔ اسلیئے خود کو میرے حوالے کردو اور بچا لو اپنی دنیا اپنے گھر والوں کو مجھ سے ۔۔۔۔۔۔۔ "طیش و غصے سے اسکے منہ پر دھاڑا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو بس اسے دیکھتی دنگ رہ گ ئی اسکے اتنے جارحانہ شعلا اگلتے الفاظوں پہ اسے اپنی حلق میں سانسیں اٹھکتی محسوس ہوئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے آج تک اسکے روڈ رویے کی وجہ تو معلوم نہ ہوسکی تھی مگر آج اسکے دل میں بھرے خناس کو سن وہ سن سناٹے میں چلی گ ئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس قدر نفرت ۔۔۔۔۔ ایسا بھی کیا ہوا تھا جسکا آہستہ آہستہ رویہ نرمی سے وحشتزدہ" تحزیک آمیز ہوتا چلاگیا تھا ۔۔۔۔۔ ایسی کیا غلطی کردی تھی اسنے یا اسکے گھر والوں نے ؟ "اسکی یہ سب کچھ سمجھ سے بلاتر تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہاں کھو گ ئی یں ادھر فٹ نہیں ہوئی ی میری بات یا دوبارہ دھراوں ۔۔۔۔۔ "اپنا" ہاتھ اسکے بالوں میں ہنوز ایسے ہی الجھائے دوسرے سے اسکے سر پہ انگلی رکھتا کہتا بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا ۔۔۔۔ !!وہ یکدم تمسخرانہ اسے دیکھ ہنسی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اتنی ہمت ہے تم میں کہ تم میرے گھر والوں کو برباد یا قتل کرسکو ؟؟ "اسکی آنکھوں میں اپنی گریش انکھیں گاڑتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

یہاں اندر آپکے کمرے میں یا آپ جہاں ہوں اس کمرے میں کوئی ی مرد نوکر تک" نہیں آسکتا اور میں تو اس وقت آپکے بھائی ی باپ سب کے ہوتے ابھی اس وقت ادھر اس جگہ موجود ہوں ۔۔۔۔۔۔ تو میری ہمت کا آپ کو آسانی سے اندازہ ہوگیا ہوگا ۔۔۔۔۔۔۔ "وہ بھی دوبدو اسی کے انداز میں اپنی بھونیں اچکاتا تمسخرانہ گویا ہوا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا گلابی چہرہ یکدم مدھم پڑا اور اپنے لال گلابی ہونٹوں پر سراسیمگی سے اپنی زبان پھیرتی انہیں نامحسوس انداز میں اپنے دانتوں میں لے گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مقابل نے اسکی یہ قیامت بھرپا کرتی حرکت کو اپنی لو دیتی نظروں سے ملاحظہ کیا ۔۔۔۔۔ وہ پہلے قیامت کم تھی کہ اب یہ حرکت ۔۔۔۔۔ اسنے جانچتے اپنی داڑھی پہ اپنا بائیاں ہاتھ کا انگھوٹا رگڑا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پھر میں آپ کی خاموشی کو ہاں سمجھوں ۔۔۔۔۔ "اپنی داڑھی سے انگھوٹا ہٹائے اسکے" گلابی لبوں کو اسکے دانتوں سے آزاد کرواتا اپنے تپش بھرے لہجے میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی حرکت پہ پھر اسے غصہ آیا مگر اگنور کر گ ئی کیونکہ وہ ڈھیٹ نہیں اول درجے کا ماہ ڈھیٹ انسان تھا ۔۔۔۔۔۔ اسنے کب ماننا تھا چلانی تو اپنی ہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہرگیز نہیں ۔۔۔۔۔ "دھیمے لہجے میں مگر چبا چبا کر غصے سے کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

طلاق یافتہ عورت اوپر سے اپائج ------ میری پیشکش تو آپ کو کھلے دل سے قبول" کرنی چاہیئے ورنہ کون اپنائے گا آپکو ---- "اسکے سر کو جھٹکا دیکر اپنی گرم سانسیں اسکے گلابی ہونٹوں پر چھوڑی ---------

اپنے ہونٹوں پر اسکی گرم دہکتی سانسیں برداشت کرتی سہمی اور اسکا دل اسکے ظالمانہ الفاظوں پہ چھلنی چھلنی ہوا تھا ------ جسکا اسکا چہرہ بھی صاف گواہی دے رہا تھا مگر مقابل تو ڈٹ کر اس پر اپنی ملکیت سمجھے کھڑا تھا ----------

جیسے اسکے لیئے یہ بات کوئی ی میٹر نہیں رکھتی مگر سامنے بیٹھے وجود کا دل کتنی آسانی سے لہولہان کر گیا تھا --------

اگر اسکا بھائی ی یہاں ابھی اس وقت موجود ہوتا تو اسے درد دینے کی وجہ کو مٹاتا اسکے وجود کو کاٹتا بوٹیاں بوٹیاں کر کے رکھ دیتا ---------

شہزادے ----- "!اسکے لبوں سے ہلکی سی سسسکی آزاد ہوئی ی اور اپنے جان سے"
پیارے بھائی ی کو یاد کیا ---------

مقابل کے دل میں اپنے سامنے اس دوشیزہ کے درد پہ ٹھیس اٹھی مگر یکدم ہی خود کو
کمپوز کرگیا ---------

میری ماں کا خون اتنا سستا نہیں تھا گل میڈم ---- "!خود سے ہمکلام ہوتا اسکے"
بالوں سے اپنا ہاتھ نکالتا سیدھا کھڑا ہوا ---------

اسکے چہرے پر غمگین تاثرات چھائے مگر پھر ایک بار خود پر قابو رکھ خود کو کمپوز کرگیا

جس روز بھی آپ میرے نام لکھی گ ئی یں اسی دن آپکی اس مغرور ناک کو چھدواکر"
اس میں بالی ڈلوانی ہے میں نے اور -------- آدھا جملہ چھوڑتا اس پر جھک اسکی

معصوم گلابی ناک کو اپنے دانتوں کے بیچ لیتا ہلکا سا کاٹا ۔۔۔۔۔۔ آگے کا جملہ وہ اپنے عمل سے پورا کر گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

سسسی "۔۔۔۔۔ وہ کانپکپاتی لرزتی درد سے کراہا اٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔"

کب تک اپنے باپ بھائی ی کے سینے پہ مونگ دل کر بوجھ بنتی رہے گی ؟؟ میرے" حصے میں آجائی یں اور انہیں اس بوجھ سے آزاد کر دیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یقین مانے آپکے باپ بھائی ی کی ئی ر میں جو کچھ نہیں کرسکتے میں وہ سب کچھ بھی" آپکی ک ئی یر میں کرسکتا ہوں ۔۔۔۔ آگے آپ سمجھدار ہیں ۔۔۔۔۔ اوپر سے نیچے تک ایک نظر اسے دیکھ گھمبیر خمار بھرے لہجے میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شرم و لحاظ سے دور ۔۔۔۔۔ گھٹیا انسان بکواس بند کرو اپنی ۔۔۔۔۔ "اسکے خطرناک" ارداے سنتے وہ اسکی نظروں کا پیغام سمجھتی تھنکتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ششش ڈارلنگ !آپ کو بتانے کا مطلب صرف اتنا تھا کہ ویٹ از اوور ۔۔۔۔ میرا" ہونے کی تیاری پکڑے اب ۔۔۔۔۔ مسسز گل آغر چوہدری بننے کی ۔۔۔۔۔ "اسکے ہونٹوں پر اپنی انگلی رکھ اپنے انگھوٹے سے اسکے لبوں کو سہلاتا بولتا یکدم ہٹاتا بنا اس پر اب اپنی بھولی بھٹکی ایک بھی نظر ڈالے روم سے اپنے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا نکلتا چلاگیا

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

اگر تم خوش نہیں ہو تو ۔۔۔۔۔۔۔،،،، وہ بولتے بولتے رکا ۔۔۔۔۔۔۔"

غلط مت سمجھنا زینیہ لیکن وہ لڑکی تم ہی ہو جسکے میں نے خواب دیکھے ۔۔۔۔۔ مگر تم " نے اپنے اردگرد دیکھا ہی نہیں کبھی کہ کوئی ی ہے جو تمہیں خود سے زیادہ سب سے زیادہ محبت کر بیٹھا ہے ۔۔۔۔۔۔

مجھے نہیں معلوم کہ خود میں پلنے والی فیلنگس کو کیسے ایکسپریس کیا جاتا ہے ---- بس اتنا کہنا چاہتا ہوں ہر دکھ سکھ میں تمہارا ہم قدم رہوں گا ---- "وہ اسکی آنکھوں میں دیکھ بولا ----------

زینیہ کو ایک پل کو جھٹکا لگا تھا یہ سب سن کر --------

داؤد تم یہ کیا کہہ رہے ہو؟؟ "زینیہ اسے دیکھ گویا ہوئی ی جو ابھی بھی ششدر" ہوئی ی اس بڑے سے فینسی ریسٹورینٹ میں ان دونوں کے بیچ لگی ٹیبل پہ سامنے رکھی چئیر پر بیٹھی تھی ---------

ایسے کیوں ری ایکٹ کر رہی ہو جیسے تمہیں کچھ سمجھ نہیں آیا ---- ؟؟ "وہ ٹیبل پر" رکھے اسکے گلابی ہاتھ کو نرمی سے پکڑتا گویا ہوا ---------

اسکی حرکت پہ اسکے منہ سے تھوک نکلا اور آہستگی سے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکال گ ئی ---------

مقابل نے اسکے ہاتھ چھوڑوانے پر کوئی ری ایکشن نہیں دیا ---------

تمہاری ہر خواہش میرے لیئے اولین ترجیع رکھتی ہے تم چاند توڑنے کو بھی کہو گی تو" شاید وہ بھی لے آؤں ---- "مقابل پورے طریقے سے چاہتا تھا کہ وہ ہامی بھر لے

اگر میں داؤد سے شادی کرلوں تو اس میں برا کیا ہے ؟؟ سب کچھ تو ہے اس کے" پاس ایک ویل ایجوکیٹیڈ مرد ----- اچھا خاصہ کماتا بھی ہے ----- کوئی ی ہے بھی نہیں آگے پیچھے اور پھر مجھ پر لٹو ہے مرتا بھی ہے ---- میں تو راج کروگی راج ------ "سوچتی زیر لب مسکرائی ی ----------

وہ اسکے لبوں پر مسکراہٹ رقصاں دیکھ استزائیہ مسکرایا ----------

تو میں کہہ رہا تھا کہ اگر تم اپنے شوہر کے ساتھ خوش نہیں ہو تو میرا ہاتھ تھام سکتی" ہو ۔۔۔۔۔ اِسے پیلز نیگیٹو وے میں مت لینا لیکن کب تک آخر ایسی زندگی جیوگی جس میں خوشیاں ہی نہ ہو؟ "وہ اسے دیکھ مزید بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

میں تیار ہوں لیکن مجھے پہلے ازمیر سے ڈائیورس لینا ہوگا ۔۔۔۔ "کہتی اپنا سر جھکا گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسے دیکھ مقابل کے مونچھوں تلے عنابی لبوں پر شاطر مسکراہٹ بکھری تھی جسے وہ فوراً چھپا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کے بعد ان دونوں کے بیچ دوچار باتیں ہوئیں جسکے کے بعد داؤد کے کورٹ کی جیب میں موبائل رنگ ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اوکے میں آتا ہوں ۔۔۔۔۔ "کہتا فون ڈسکنیکٹ کرتا واپس اپنے کورٹ کی جیب میں" رکھ گیا ۔۔۔۔۔۔۔

مجھے جانا ہوگا میری زندگی تمہیں میں ڈراپ کر دیتا مگر مجھے اپوزیٹ سائیڈ جانا ہے اور"
ارجنٹ ہے لیکن اگر پھر بھی تم کہتی ہو تو ۔۔۔۔۔۔۔،،، وہ اسے دیکھ رکا ۔۔۔۔۔۔۔

داؤد تمہیں جانا چاہیئے تم جاؤ ویسے بھی میں پہلے پارلر جاؤنگی پھر گھر ۔۔۔۔۔۔ "کہتی"
اسے دیکھ نرمی سے گویا ہوئی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

" ٹھیک ہے اللہ حافظ کال پہ بات ہوتی ہے پھر ۔۔۔۔"
کہتا اپنی ایک آنکھ ونک کرتا وہاں سے نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی حرکت پہ اسکے ہونٹوں میں شرمگین مسکراہٹ رینگی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارے یہ بیگ داؤد تو یہ یہی چھوڑ گیا ۔۔۔۔۔۔ "اسکے آفس کیس کو نیچے زمین پر رکھے"
دیکھ وہ زیر لب بڑبڑائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے ---------

MAN E AZIZAM

EPISODE # 26

BY : PARISHY BAIG

DON'T COPY PASTE _____

وہ تھکا ہارا خود سے اپنے وجود سے یا شاید اپنی قسمت سے ناراض سا یہاں "بابا فرید بھلے شاہ "کے مزار پہ اتفاق سے اپنے مرے مرے بھاری قدم رکھتا اندر آیا تھا ---------

اس جگہ سے تھوڑی دور وہ اسی ملزمان جو پیچھے اس کی کسٹڈی میں رہا تھا جسے وہ ڈی آئی جی کے کہنے پر رہائی دے چکا تھا ---------

مگر اس پر اپنی نظر رکھنی نہیں چھوڑی تھی جس وجہ سے وہ یہاں کراچی کی جگہ مشہور نا سہی مگر وہ یہاں مارا مارا ضرور پھر رہا تھا صرف اس مجرم کے باعث ---------

اگے اسے سیڑھیاں چڑتے مزار کی اوپر کی جانب جانا تھا جسے دیکھ وہ اپنی پولیس وردی میں لمبا چھوڑا سا مرد بے دماغی سے چڑھنے لگا ----------

اسکی سحرانگیز رعب دار شخصیت دیکھ وہاں آئے لوگ اسے دیکھنے لگے تھے اور وہاں موجود صنف نازک کی تو اس شہکار مرد سے نظریں ہی نہیں ہٹ رہی تھیں وہ تمام لوگ اسکی شخصیت دیکھ خود با خود اسے جانے کی جگہ دے رہے تھے ----------

وہ بے نیاز سا ٹوٹا بکھیرا اپنی ہی رو بے نیازی سے سیڑھیاں عبور کرتا اوپر پہنچا

اپنے اردگرد بھرپور ایک نظر دوڑائی ی جہاں لوگ یہاں راہداری سے تھوڑی دور مزار پہ دعائیں مناجات مانگنے میں مصروف تھے ----------

کچھ وہاں جھالیوں پہ اپنی اپنی مناجات کے دھاگے بندھ رہے تھے تو یہاں راہداری میں کچھ شاہ قلندر کی قوالیوں پہ موہ رقص تھے ----------

جنیں دیکھ اسے کچھ عجیب ہی لگا تھا مگر اپنا سر جھٹک گیا اور آگے کو بڑھا

نیچے بیٹھ اپنے جوتے اتار اندر مزار کی جانب گیا جہاں لوگ بابا فرید بھلے شاہ کے مزار کے چارو طرف کچھ کھڑے اور کچھ بیٹے دعا مانگ رہے تھے ----------

وہ پہلے بھی مزارات پہ آیا تو تھا مگر دعائیں یا مناجات کبھی نہیں مانگی تھی

اور آج وہ اپنے دل کے سکون کے لیئے اللہ کے پیارے بندوں کے زریعے اپنی دعائیں اللہ کے جانب پہنچانے چلا آیا تھا ---------

! یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین یا ارحم الراحمین

اے بادشاہت کے مالک، میں اپنا معاملہ تجھے سونپتا ہوں اور اپنی فکر تیرے سپرد کرتا ہوں، پس مجھے اس چیز کی خوشخبری عطا کر جو میرے دل کی طرف سے تیری بارگاہ میں کب سے دستک کر رہی ہے ----------

میں جس پختہ یقین سے تجھ سے مانگ رہا ہوں میرا یقین پورا کر دے میرے مالک ------ یا ذالجلال والاکرام یہاں موجود ہر شخص کے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف فرما ---------

مولا ان سب کے دلوں کی ہر نیک اور جائز خواہشات پر اپنی رضا، اپنی رحمت، اپنا فضل شامل کر کے کن فرما دے اور اللہ مجھ پر بھی رحم و کرم فرمائیں ---------

آپکے سوا میں کس سے مانگوں اللہ؟ کیونکہ آپکے سوا کوئی ہمیں وہ نہیں دے سکتا------ آپ مان جائیں گے اللہ تو سب رکاوٹیں خود ہی حل ہو جائیں گی ------ ہر بند راستہ خود ہی کھل جائے گا اللہ -------

ان اللہ علی کل شئ قدیر۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ بِاَنَّکَ اَنۡتَ اللہ لَآاِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ الۡاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِیۡ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

یا ذالجلال والاکرام !ہمارے نیک مقاصد تک پہنچنے کا ہر وہ راستہ آسان بنا دے جسے زمانے نے ہمارے لیے مشکل بنا دیا ہے۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین -------

اللہ میری ماں کو صحتیابی بخش دے یہ ڈاکٹرز تو زریعہ ہیں بس ------ انہیں تو میری زندگی بخش دے مگر انہیں ہشاش بشاش کردے مجھے میری ممتا سے دور نہ کر

اے میرے رحیم و کریم انکی بگڑتی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی میں ٹوٹ کر بکھر جاتا ہوں جب ان کے منہ سے اپنے لیئے کم وقت رہ گیا ہے لفظ سنتا ہوں --------

میں تکلیف میں ہوں میرے مولا مجھے میری زندگی و روح میری ماں بخش دے

مجھے نہیں معلوم یہاں تیرے پیارے بندوں کے مزار پہ آکر کیسے دعا مانگی جاتی ہے اور کیسے نہیں ؟ لیکن پھر بھی میرے مولا میری سن لے ----- تجھے حضورﷺ کا وسطہ میری ماں کو پہلے جیسا ہنستا کھیلتا کردے میرے مالک -------

وہ رو رو کر تڑپ تڑپ کر مزار پہ اللہ کے حضور دعا گو تھا کہ وہاں اس نوجوان آدمی کو اسطرح تڑپ تڑپ کر پولیس وردی میں ملبوس روتا دیکھ وہاں موجود سارا ہجوم سب ہکا بکا تھے ---------

اتنی دل جمی سے شاید ہی انہوں نے کسی کو یہاں مزار پہ دعائیں مانگتا دیکھا تھا

وہاں اس ہجوم میں ایک معزز بڑے عمر کے بزرگ بھی تھے جو اسے ایسے تڑپ و بلکتے روتے دیکھ ششدر تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن نجانے کیوں ان کے پرنور چہرے پر اسے دیکھ آسودگی سکون بھری گہری مسکراہٹ ابھری ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ آہستگی سے چلتے اس نوجوان کے قریب آئے اور اپنا بوڑھا کنپکپاتا ہاتھ اس ہٹے کٹے پولیس کی وردی میں ملبوس ازمیر کے کندھے پر رکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کسی کا لمس محسوس کر اس نے اپنی کرب و ازیت میں ڈوبی بند آنکھیں وا کرتے اپنی گردن کو مڑ کر دیکھا تو کوئی ی پچاس ساٹھ کے لک بھگ وائی بٹ قمیض شلوار میں ملبوس بوڑھے چچا کو خود کا منتظر پایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ انہیں دیکھ دعا سے فارغ ہوتا منہ پر ہاتھ پھیرتا انکی جانب پورے طریقے سے متوجہ ہوا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسلام و علیکم !جی چچا کچھ کہنا ہے آپ نے ؟؟ "وہ ان سے اپنی گھمبیر بھاری آواز" میں گویا ہوا ----------

ہاں برخوردار کیا آپ کے کچھ قیمتی وقت سے مجھ ادنیٰ سے شخص کو وقت مل سکتا ہے" ؟؟ "وہ اپنی نرم و طبیعت لیئے اس سے مخاطب ہوئے ---------

جی کیوں نہیں ----- "وہ انہیں دیکھ بولا ----------"

"اچھا تو چلو پھر وہاں بیٹھ کر بات کرتے ہیں ------"

اسے دیکھ وہ راہداری میں کونے پر بچھی دری کی طرف اشارہ کرتے بولے اور کہنے کے ساتھ وہاں سے اپنے قدم بڑھائے ---------

جنہیں دیکھ وہ ان کے ہمراہ چل دیا ----------

کچھ کھویا ہے یا کھونے کا ڈر ستا رہا ہے؟؟ غم و تکلیف میں لگتے ہو تم بیٹا ؟؟ "وہ"
دونوں ہی نیچے زمین پہ بچھی دری پہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے تھے کہ انہی معزز
شخص نے گفتگو کی شروعات کی ----------

نہیں بس ----- "!وہ یہی دو لفظ کہتا ٹھہرا ---------"

بیٹا اگر تم بتانا چاہو تو بتا سکتے ہو؟؟ "انہوں نے اسے تحمل و نرمی سے کہا"

میری والدہ صاحبہ کی طبیعت بے حد ناساز ہے بس اس لیئے ------ "انکی بوڑھی"
آنکھوں میں دیکھ کہا جو نجانے اس میں کیا کھوج رہی تھیں کہ اسنے اپنی نظریں چرالی

اور ریشمہ صاحبہ کی آج صبح کی باتیں اسکے دماغ کے پردوں پر لہرائی ی ----------

بیٹا لگتا ہے کہ جیسے میرا بلاوا آگیا ہے ۔۔۔۔۔ میرا سفر یہی ختم ہونے والا ہے"
۔۔۔۔۔ "انکے یہ جملے اسکے دل میں رچ بس گئے تھے ایک پل کو دل کیا دھاڑے مار مار کر روئے پوری دنیا کو ہلا کر رکھ دے ۔۔۔۔۔ مگر وہ ہی جانتا تھا کہ خود پر کیسے قابو کیئے ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ آج ڈیوٹی پر جانا نہیں چاہتا تھا لیکن ریشمہ صاحبہ نے اسے اپنی قسم دیئے ڈیوٹی پر بھیج دیا تھا کہ کام اور ملک کو اس جیسے بہادر پولیس آفسرز کی ضرورت ہے ہر پل اور وہ اپنی زمہ داری سے دستربردار ہرگیز نہیں ہوسکتا ۔۔۔۔۔ جنکی سن وہ ناچاہتے ہوئے بھی آن ڈیوٹی تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اتنی دل جمی سے کچھ مانگتے میں نے کسی مرد کو کبھی نہیں دیکھا بیٹا ۔۔۔۔۔ دعا مانگی"
ہے ناں تم نے اللہ کے حضور تو بس اب سب اس رب کریم پر چھوڑ دو ۔۔۔۔۔ سب ٹھیک ہوجائے گا اللہ نے چاہا تو ۔۔۔۔۔۔۔ "وہ اسکی لال انگارہ گرم سیال سے تر آنکھیں دیکھ آسمان کے جانب اپنی انگلی سے اشارہ کرتے بولے ۔۔۔۔۔۔۔۔

" جی بلکل ۔۔۔۔۔"

کہتا وہ اپنی نظریں انکے سامنے قوالی کی دھن پر جھمتے دائرہ بنائے کچھ لوگوں کو دیکھنے لگا

کچھ مزید ایسا جو تمہیں کہنا ہو ؟ "وہ نجانے کیوں یہ سوال کرگئے ---------"

آہ ---- "!انکے سوال پہ اس نے انہیں دیکھا اور گہراہ سانس بھر کر رہ گیا "

میں میرا وجود کبھی بھی کسی کے لیئے فائدے مند ثابت نہیں ہوا شاید ہمیشہ ہی"
لوگوں کو تکلیف دیتا آیا ہوں کوئی ی بھی مجھ سے جوڑا رشتہ میں سنبھال ہی نہیں سکا
ایسا نہیں کہ میں نے کوشش نہیں کی -------؟

کی ہے بہت کی ہے مگر مجھے ناکامی ہی ملی ----- اب تو تھک گیا ہوں میں چچا -----
تکلیف حد سے سوا ہے ایک طرف ماں ایک طرف بیوی اور ایک طرف، ------ وہ کہتا
کہتا رکا ----------

برا نہیں مانو تو بیٹا یہ پوچھ سکتا ہوں کہ آپکے اور آپکی زوجہ کے درمیان سب کچھ ٹھیک" ہے ؟؟ "اسے دیکھ تشویشی انداز میں پوچھا ---------

آہہہ پتہ نہیں ----- "سانس باہر خارج کرتا ان سے ایک بار پھر اپنی نظریں چراتا بولا" ---------

میں چاہتا ہوں میں اپنے رشتوں کو سمٹ لوں سب کچھ ٹھیک کردوں ----------"

اور اللہ اس وجہ کو بھی بس میرے دل سے اتار دے ---- مجھے ایسا لگتا ہے میں اپنی بیوی کے ساتھ بے وفائی ی کرگیا ہوں نہیں پتہ کیسے لیکن یہ گناہ کرگیا ہوں ----- میں اسکے قابل نہیں ہوں -----

پھر سے میں ایک بار ان ہواؤں کے پیچھے چل دیا ہوں میرے دل پر میرا اختیار نہیں ہے مولا ۔۔۔۔۔ میرے دل سے اسے نکال دے ۔۔۔۔۔۔ "وہ مزید بولا لیکن آخری سارے جملے خود سے ہمکلام ہوتے کہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمم مطلب سکون نہیں ہے سکون کی تلاش میں ہو برخوردار ۔۔۔۔۔ "اسے دیکھ اپنی" وائی ٹ بڑھی داڑھی پر ہاتھ پھیر کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نماز پڑھتے ہو ؟؟ "جی کبھی کبھار ڈیوٹی پہ ہوتا ہوں تو وقت نہیں مل پاتا ۔۔۔۔۔ اسنے" پوری صاف گوہی سے بتایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

: وقت بیٹا نکالا جاتا ہے ورنہ بہانے تو کہی ہیں بہرحال سورتہ الضحیٰ میں اللہ فرماتا ہے" ۔ "نہ تو تیرے رَب نے تُجھے چھوڑا ہے اور نہ ہی وہ بیزار ہوا ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

اللہ ہی تمہارا پہلا سہارا تھا اور اللہ ہی تمہارا آخری سہارا ہے ۔۔۔۔۔ تُم کتنے ہی گنہگار کیوں نہ ہو، کتنے ہی نافرمان کیوں نہ ہو جب بھی تُم اُسے پکارو گے وہ تُمہیں جواب دے گا

۔۔۔۔۔

تُم پلٹ آنے میں دیر کرتے ہو ، وہ دیر نہیں کرتا ۔۔۔۔ وہ بَس تھام لیتا ہے ۔۔۔۔۔۔ "کہتے اسکے شعیبہ وجیع چہرے کو دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

جنکے کہنے پر وہ ندامت سے اپنا سر اثبات میں ہلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا تو برخوردار میں چلتا ہوں ۔۔۔۔ "کہتے جگہ سے کھڑے ہوئے جنہیں دیکھ وہ بھی فوراً" سے ان کے احترام میں کھڑا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا اختیار کبھی کسی انسان کا چلا ہے بھلا خود پر اسلیئے اپنی تمام تر پریشانیاں اس رب" پر چھوڑ دو اور پھر دیکھو میرا رب کتنا بے نیاز ہے تم سوچ بھی نہیں سکتے کہ ابھی تم جن معملات میں الجھے ہو وہ تمام معملات وہ کیسے چٹکی میں حل کردے گا ۔۔۔۔۔ "اسکا

کندھا تھپتپھاتے وہ اپنے بوڑھے قدم آہستہ آہستہ اٹھاتے وہاں سے نکلتے چلے گئے

اسکے لیئے سمجھنا مشکل تھا کہ انہیں کیسے معلوم کہ کیا معملات ہوسکتے ہیں ہلانکہ اسنے تو ان سے ایسی ویسی بھی کوئی ی بات تک نہیں کی تھی کہ انہیں اسکے الجھے معملات کے بارے میں معلوم ہوسکے لیکن پھر بھی وہ معزز شخص کتنے آرام و سکون سے اسے سمجھاتے بجھاتے چلے گئے تھے ---

اور پھر انہوں نے اپنے بال ایسے تو دھوپ میں سفید نہیں کیئے تھے عمر کا ایک تقاضا تھا جسنے شاید ازمیر کی پریشانیوں کو بھی بھانپ لیا تھا ---

✧✧✧✧✧✧✧✧✧✧

ہیلو وہ آپ جنہیں لیکر آئے تھے انکا انتقال ہوچکا ہے ۔۔۔۔۔ آپ پلیز آکر انکی دیتھ" باڈی لے جائیں۔۔۔۔۔ "اسی وارڈ بوائے کی آواز فون کے پیچھے سے اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سن دماغ کے ساتھ فون کو ہاتھ میں تھوڑی دیر تھاما ہی کھڑا رہا تھا اسے نہ سہی لیکن اس خبر کے بعد اسکی جان سے پیاری پھوپھو کا کیا حال ہوتا یہ سوچھ ہی اسے خوف میں مبتلا کرگ ئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ فون بند کر اپنی جیب میں رکھ ہاسپٹل کے لیئے نکلا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ اپنی پھوپھا کی دیتھ باڈی سمیت گھر تھا باہر آہستہ آہستہ موت کی خبر سن گاؤں جمع ہونے لگا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تھوڑی ہی دیر میں انکی آخری رسومات پوری کی گ ئی یں اسکی پھوپھو تو بس خبر سن چپ سادھے صدمے میں چلی گھیں تھی ایک لفظ نہیں بول رہی تھیں وہ

باہر لوگوں کے بیٹھنے کے اور کڑوی روٹی کے سارے انتظامات نجانے اسنے کیسے کیئے تھے اپنی پھوپھو کی گھمبیر حالت اس سے دیکھی نہیں جارہی تھی ---

وہ تدفین کر اپنی پھوپھا کی اب بے حال سا گھر لوٹا تھا --- اسکے حواس و حس سب سلب تھے یا شاید وہ اب اپنے حواس قائم ہی نہیں رکھنا چاہتا تھا ---

یکدم ہی اپنی پھوپھو کے خیال آنے پر وہ لمبا چھوڑا ضوریز لاشاری کمرے میں بھاگا جہاں چارپائی ی پہ اسکی پھوپھو پڑی تھیں ---

پھوپھو پھوپھو کیا ہوا آپ کو؟؟ "ان کو لمبی لمبی سانسیں بھرتے دیکھ وہ ہکا بکا بھلایا" بھلایا سا بولا ---

بیٹ --- بیٹا تت --- تیرے پھ --- پھوپھا اور مج --- مجھے معا ---- معاف کر"
---- دینا----- "انکے یہ آخری الفاظ تھے کہ وہ بھی خالیقی حاقیقی سے جا ملیں

جنکے بے سود، ساکت جسم کو دیکھ اب اس لمبے چوڑے مرد کی بس ہوئی ی تھی اور وہ انکے وجود کو خود سے لپٹے پھوٹ پھوٹ کر تڑپتا بلکتا رو پڑا تھا ----------

ابھی تو وہ اپنے پھوپھا کی تدفین کر کے آیا تھا کہ اسکی جان سے پیاری ہستی نے اسکے ہاتھوں میں اپنا دم توڑ دیا تھا ----------

کچھ ہی دیر میں جیسے تیسے خود کو سنبھالتا اٹھا اور اپنی پھوپھو کی بھی آخری رسومات پوری کی اور انکے جنازے کی قبرستان میں گاؤں کے ہی لوگوں کے ساتھ جاکر تدفین کرتا گھر کو لوٹا ----------

آئے ہائے پہلے لڑکی کو ونی میں دے دیا پھر بیچارے شکور)اسکے پھوھا (کی میت اور"
اب میناز)اسکی پھوپھو (کی میت ان پر تو بھئی ایک کہرام ہی ٹوٹ پڑا ہے -----
گھر سے باہر بیٹھی کچھ عورتیں آپس میں چہ میگوئیاں کر رہی تھی باقی مرد تو تدفین"
کے بعد سے سب جاچکے تھے لیکن چونکہ وہ ابھی باہر گھر کی دہلیز پر ہی کھڑا تھا کہ یہ
تمام اچھی بری چہ مگوئیاں اسکے کانوں میں سیسہ پگلا رہی تھیں ----------

جن پر بنا غور کیئے وہ اندر گھر میں قدم رکھتا گھر کا مین دروازہ بند کرگیا ----------

اسے اپنا وجود بھی ایک بھوج سا لگا ان کچھ دنوں نے اسکا سب کچھ چھین لیا تھا اسے
ہر طرح سے برباد کردیا تھا ---------

اسے ایک ہی راستہ نظر آرہا تھا اور وہ تھا خودکشی کا ---------

وہ اسٹور روم میں پڑھی کونے پر رسی کو اٹھائے کمرے میں ایک ہی جست میں پھرتی
سے جاتا جہاں کچھ دیر پہلے چارپائی ی پر اسکی پھوپھو مقیم تھیں ----------

پنکھے میں رسی ڈال پندہ بناتا چارپائی ی پر چڑھ خود کو پھانسی لگانے ہی والا تھا کہ

جیسے آپ مجھے ڈاکٹر بنتے دیکھنا چاہتے ہیں ویسے ہی میں بھی فخریہ اس روپ میں آپ کو" سلوٹ کرنا چاہتی ہوں ----- "اپنی گڑیا سی پیاری بہن کہ الفاظ اسکے کانوں میں گونجے تھے ---

بس یہی لمحہ تھا جہاں وہ ساکت و جامد ہوا تھا ---

نن --- نہیں میں ایسا کیسے کرسکتا ہوں ----- میں اتنا بڑا گناہ نہیں کرسکتا خودکشی تو" اللہ کے نزدیک ایک برا عمل ہے بلکہ بہت برا ---

نہیں میں روز حشر اپنے مالک رب کریم کے سامنے شرمندہ نہیں ہوسکتا اور ساتھ ساتھ اپنی پیاری بہن کی نظروں میں نہیں گرسکتا ---

مجھے تو ابھی اپنے لیئے دیکھا اسکا خواب پورا کرنا ہے اور اسکے خواب کی بھی تو تکمیل دیکھنی ہے -------

مجھے ڈھونڈھنا ہے اپنی بہن کو میرا قلب کہتا ہے کہ اسکے سینے میں دھڑکتا دل مجھے ہی "پکار رہا ہے کہ میں آؤں گا اور اپنی بہن کو ہر برے سائے سے محفوظ کرلوں گا ----- وہ خود سے بد حواسی میں بڑبڑایا ----------

جاری ہے -------

منِ عزیزم

قسط نمبر 27

پریشے بیگ

Do not copy paste ..... ✨

اسنے اسے ان کچھ دنوں میں اپنے اور ازمیر کے ٹاکسیز ریلشن شپ کے بارے میں بتادیا تھا جسے جان کر بھی وہ اسے اپنا بنانا چاہتا تھا ۔۔۔۔۔ وہ سوچتی دھیمے سے مسکرادی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ابھی اپنے اور ازمیر کے مشترکہ بیڈروم میں بیڈ پر بیٹھی داؤد کو سوچ مسکرا رہی تھی کہ بیڈ پر رکھا اسکا موبائل رنگ ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

موبائل پر داؤد کا نمبر جگمگاتے دیکھ ایک بار پھر اسکے لبوں پر مسکراہٹ بکھیری کہ ابھی وہ اسے یاد کر رہی تھی اور ابھی ہی اسکا فون بھی آگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسنے فون اپنے نرم و ملائم ہاتھ میں لیتے یس کرتے اپنے کان سے لگایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

میری زندگی ۔۔۔۔۔ "!!موبائل کے پیچھے سے بھاری گھمبیر آواز گونجی ۔۔۔۔۔۔۔۔"

اسکی آواز پہ وہ مسرور سی ہوتی اپنے بالوں کو کندھوں سے پیچھے جھٹک گ ئی لہذا خود پر ناز کیا --------

بولو ----- "وہ ایک ادا سے بولی --------"

میری محترمہ گھر پہنچ گ ئی یں تھی آپ یا ابھی پارلر میں ہیں ؟؟ "دلکشی سے چور" بھاری آواز میں کہا --------

پارلر سے فارغ ہوچکی تھی تو یہاں اپنے سسرال آگ ئی کچھ سامان لینا تھا اپنا -----" لاپروائی ی بے نیازی سے کہتی اپنا دوسرا ہاتھ سامنے کرتی پارلر میں اپنے ناخنوں کو " سیٹ کرواتے اس پر لگا نیل پینٹ دیکھنے لگی ---------

اوو اچھا !ایک ارجنٹ میٹنگ فکس کرلی تھی بوس نے تو مجھے جانا پڑا لیکن میں نے" سوچا میں یہاں میٹنگ سے فارغ ہوتا تمہیں گھر ڈراپ کردوں اور بیچ میں کچھ شاپنگ

وغیرہ بھی کروادوں ۔۔۔۔ چلو کوئی ی نہیں اگلی بار سہی اب تو ہم جنم و جنم کے ساتھی ہیں ۔۔۔۔۔ "فون سے پھر مقابل کی بھاری دلکش آواز ابھری ۔۔۔۔۔۔۔۔

"ہم بہت پیسہ نہیں ہے تمہارے پاس جو کسی نا کسی طریقے سے اڑاتے رہتے ہو؟؟" اپنی آئی برو اچکاتے لبوں پہ مبہم سی مسکراہٹ لیئے اب اپنے ہاتھ میں پہنے کچھ دن پہلے داؤ د کے د یئے گئے گفٹ کے طور پر ڈائی منڈ کے نازک سے برسلیٹ کو دیکھنے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پہلے وجہ نہیں تھی کوئی ی اتنا کمانے یا اڑانے کی اب تو تم ہو ناں ۔۔۔۔ تمہارے" لیئے ہی تو کمارہا ہوں ۔۔۔۔۔۔ "بولتا سامنے پڑے شراب سے بھرے گلاس کو اپنے عنابی سیاہ مائی ل لبوں سے لگایا اور گہری شاطر مسکراہٹ اسکے لبوں پر پھیلی

۔۔۔۔۔۔۔

پپ ۔۔۔۔ پانی ۔۔۔۔ پپ ۔۔۔ پانی ۔۔۔۔ "ریشمہ صاحبہ کے کمرے سے انکی آواز" زینیہ کو اپنے بیڈروم میں سنائی ی دی ۔۔۔۔۔۔۔۔

لیکن وہ اگنور کرگ ئی اور مقابل سے باتوں میں مشغول رہی ---------

پپ --- پانی ---- پپ ---- پانی --- "انکی آواز دوبارہ اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی" ---- جس پر وہ بے زار سی پھر ان سنا کرگ ئی ---------

جبکہ ریشمہ صاحبہ تو اپنے کمرے کے دروازے کو دیکھ دل میں اٹھتی تکلیف و درد سے بلبلاتی تڑپتی سوچ رہی تھیں کہ کچھ دیر پہلے زینیہ آئی ی تھی جو بس انکے کمرے کا دروازہ وا کرتی ان سے بنا کوئی ی سلام دعا کیئے دوبارہ دروازہ بند کرتی وہاں سے اپنے کمرے میں چلی گ ئی --------

جسکی خودغرضی دیکھ انکے چہرہ زرد مائی ل خفا سا اور دل سکڑتا اس میں ٹھیس سی اٹھی تھی ---------

نجانے انہیں کیوں یقین تھا کہ وہ انکی کراہتی درد بھری آواز سن ضرور آئے گی کیونکہ درد کی شدت کی وجہ سے ان سے بولا تک نہ جارہا تھا ---------

ریشمہ صاحبہ دانستہ طور پر اسکا انتظار کر رہی تھی کہ وہ ضرور اپنی خالہ کی خستہ خراب بگڑتی حالت و آواز پہ دوڑی دوڑی چلی آئے گی ----------

وہ بیچاری کہی آوازیں دے چکی تھیں مگر وہ نہیں آئی ی تھی ---------

جسکی غفلت بے نیازی پہ آج انہیں اپنے ازمیر کے لیئے اسکے انتخاب پہ رونا آیا اور اس کربناک درد کی شدت پہ انکی بوڑھی آنکھیں بھیگنے لگی ---------

انہوں نے تو اپنی بہن کی جاتے جاتے آخری خواہش ہی پوری کی تھی اور کچھ وہ خود بھی چاہتی تھیں کہ وہ اپنی بہن کی بیٹی ہی اپنے خوبرو بیٹے ازمیر کے لیئے لائے ---------

بنا یہ جانیں کہ ازمیر کے دل و دماغ پہ تو کوئی ی اور ہی حاوی تھی کسی اور ہی کا بسیرا تھا اسکے دل پر ---------

پھر کسی کی گنجائی ش بچتی ہی کہاں تھی اسکی زندگی میں کسی اور کے لیئے --------

دفتاً پھر بھی وہ اپنے دل کے ارمانوں کا خون کیئے اپنی ماں کے کیئے گئے فیصلے پر طے دل سے راضی ہوگیا تھا ---------

اسکی یادوں کی گھڑی کو اپنے دل میں کہی ایسی جگہ قید کرتے خود کو پوری طرح سے زینیہ کا سوچتے اسکے ہم قدم ہوتا اسکا ہمسفر بن چکا تھا ---------

پپ ---- پانی ---- "پھر پکارا ---------"

افف !!آخر کیا مصیبت پڑھ گ ئی ہے انہیں ---- "سوچتی موبائل پر داؤ د کو" خیرآباد کرتی جھنجھلاتی فل غصے میں پیر پٹکتی بیڈ کے نیچے رکھی اپنی سلیپرز پہنی اٹھی اور

اپنے کمرے سے ریشمہ صاحبہ کے کمرے کے دروازے کی نوب گھماتے تندو تیز اشتیال میں اندر داخل ہوئی ی ---------

اسے ریشمہ صاحبہ کی کریٹیکل کنڈیشن کا بلکل بھی علم نہیں تھا اور اگر ہوتا بھی تو وہ کونسا انہیں پوچھ لیتی یا انکی خدمت کردیتی ---------

"وہ کراہتی تڑپتی اسے ---- میری دوا ----- پانی اور مم --- پپ --- بیٹا --- بب دیکھ آدھا بیڈ سے اٹھتی اپنے دل پر اپنا لرزتا کنپکپاتا ہاتھ رکھ بولیں ----------

"بوڑھیا تونے بھی ناں زندگی حرام کردی ہے پہلے اپنے بیٹے کو مجھ سے باندھ دیا پھر وہ تیری رشتے دار کمینی زرتشہ اور اب یہ تیرے ڈرامے -------- رک پلاتی ہوں تجھے پانی ------- "منہ سے کڑوا کسیلا زہر اگلتی سائیڈ ٹیبل پہ پڑا خالی جگ اٹھائے پیر پھٹکتی باہر نکلی اور کیچن سے آناً فاناً جگ بھرتی پھر کمرے میں آئی ی --------

اور انہیں اپنی خونخوار کھا جانے والی نگاؤں سے گھورتی ان تک پہنچی ----------

لے بڑھیا لے پانی پی زندگی کا عذاب ---- "انکا لرزتا چہرہ اپنے ہاتھ میں تھام پورا جگ" ہی انکے سرخ مائل لبوں سے لگا گ ئی تندو تیز تیزاب جیسے لہجے میں بولتی پانی پلانے نہیں جیسے زور زبردستی سے ٹھوسنے لگی ---------

ان بیچاری کا درد اور اسکی بے رحم پکڑ اور اسکے غلط گھٹیے رویے پر اب انکا جسم کانپتا لرزتا ہچکولے کھانے لگا تھا درد کی شدت سے اتنا برا حال تھا کہ انہوں نے اپنا آنسوں سے بھیگا تر چہرہ اوپر اٹھائے دل سے اپنے لیئے موت طلب کی تھی ---------

انکے پورے کپڑے گیلے ہوچکے تھے سردی کے باعث انکے پورے جسم میں ایک رونٹھے بھری سرد لہر دوڑ گ ئی ---------

مگر مقابل کو ان پر زرا بھی ترس یا رحم نہیں آرہا تھا وہ یہ بھول چکی تھی ظلم کرتے کہ یہ وقت اس پر بھی آسکتا ہے جب صرف اسکے پاس پچتاوے کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہے گا کیونکہ جب ظلم حد سے بڑھ جائے تو مٹ جاتا ہے ---------

لے پینا اب پی کیوں نہیں رہی بوڑھیاں کھول منہ اپنا پی ---- "وہ چبا چبا کر غصے" درشتگی سے بولی --------

لے پی ------- زینیبیہہ ------ !!!!!!چٹاخ --------"

آہہہ --- "!ازمیر نے باہر سے آتے اسکا بازوں اپنی مضبوط گرفت میں لیتے اسے اپنی" طرف گھمایا اسکا منہ اپنے بھاری ہاتھ کے تھپڑ سے سجاتا اسے آگ اگلتی نگاؤں سے دیکھ اسے پیچھے دھکا دیا کہ اسکے ہاتھ سے جگ چھٹا نیچے پانی سے اور اپنی کانچ کی چھوٹی چھوٹی کرچیوں سے نقش و نگار چھوڑ گیا ----------

وہ لڑکڑاہی لیکن جلد خود کو سنبھال گ ئی اورخود بھی اپنی خونخوار نظروں سے اپنے دائیں گال پر ہاتھ رکھے اسے دیکھنے لگی ----------

دفعہ ہوجاؤ ابھی کہ ابھی میری نظروں کے سامنے سے ورنہ ابھی کہ ابھی یہی تمہیں" زمین میں زندہ گاڑدوں گا ---- "اپنی وحشت بھری کاٹدار نگاؤں سے اسے دیکھتا پورے جاؤ جلال سے دھاڑا ---------

اور اسے نظرانداز کرتا دو منٹ کا فاصلہ مٹائے ریشمہ صاحبہ تک پہنچا ---------

بیڈ پر تکیہ سیٹ کرتا انکا سر اس پر رکھتا فوراً ہی وہاں سے باہر کیچن میں گیا اور کیبنیٹ میں رکھا گلاس نکال اس میں پانی بھر جلد یہاں آیا اور ریشمہ صاحبہ کے بنجر سوکھے لبوں سے لگاتا برابر میں دراز میں پڑی انکی ہارٹ میڈیسن کو ریپر سے نکلتا انکی زبان پہ رکھ گیا اور دوبارہ پانی کا گلاس انکے لبوں سے لگا گیا ---------

وہ گولی کو پانی سے اپنے حلق میں اتارگ ئی یں اور سکون سے اپنی آنکھیں بند کرگ ئی ---- وہ انہیں دیکھ انکا گال سہلاتا انکے ماتھے پر اپنے لب رکھ گیا ---------

وہ اب درد سے کراہا تو نہیں رہی تھیں لیکن ازمیر کو اب بھی لگ رہا تھا کہ درد انہیں نہیں بلکہ اسکے روم روم میں سراہیت کر رہا ہے ---------

"اپنی پشت سے زینیہ کی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی ی ---- مجھے طلاق دو

اس نے یکدم ہی پیچھے مڑتے اپنی شعلا بھر نگاؤں سے اسے دیکھا اور اسکا بازؤں پکڑ اسے بے دردی سے گھسٹتا باہر ہال میں لے گیا ---------

"غضبناک لہجے میں بولتا اسے دیکھ وہاں لاتا ایک ---- ؟ کیا کہہ رہی تھی دوبارہ کہو جھٹکے سے چھوڑا --------

"لہجے میں چٹانوں کی سختی لیئے اسکی ---- طلاق دو مجھے نہیں رہنا مجھے تمہارے ساتھ آنکھوں میں اپنی آنکھیں ڈالے بولی --------

کیوں کس لیئے دوں تمہیں طلاق ؟؟"وہ بھی اسے دیکھ دوبدو اسی کے انداز میں بولا"

بس میں نے کہہ دیا ہے طلاق دو ---- مجھے نہیں رہنا ---- چھوڑدو مجھے ----- "
اپنے راستے مجھ سے الگ کرلو اور چلے جاؤ اپنی محبوبہ کے پاس ----- "نخوت و غصے
میں وہ اسے دیکھ بولی ----------

میں اپنی محبوبہ کے پاس جاؤں یا نہیں تمہیں اس سے فرق نہیں پڑنا چاہیئے اور رہی"
تمہیں طلاق دینے کی بات تو یقین جانو زینیہ بی بی تم خود کو سولی بھی چڑھا لو قبر میں
بھی اتر جاؤں ناں، تب بھی اپنے نام سے تمہیں جدا نہیں کروں گا -----آخری سانس
تک تم میرے نام سے ہی جڑی مروگی لیکن تمہیں آزاد نہیں کروں گا ----- "لہجے میں
وہ بلا کی سختی لیئے بولا --------

مجھے گلٹی فیل ہورہا تھا کہ میں کہی نا کہی تم سے بے وفائی کر گیا ہوں خود کو گناہگار"
تصور کر رہا تھا خود کو تمہارے قابل نہیں سمجھ رہا تھا --------

لیکن نہیں زینیہ میں تمہارے ہی نہیں بلکہ تم بھی میرے قابل نہیں ہو

ہم دونوں ہی ایک دوسرے کو کبھی سمجھ ہی نہیں سکے یا پھر سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی گ ئی ---

تمہارے سینے میں دھڑکتا یہ گوشت کا لوتھڑا دل نہیں بلکہ پتھر ہے پتھر ---

مجھے کبھی بھی تم نے میرا حق نہیں دیا میں نے بہت چاہا ہمارا رشتہ سنوار جائے مگر وہ بکھرتا چلاگیا ---

اسے یاد آیا زرتشہ کیسے پھر اس پر چھاتی چلی جارہی تھی کہ وہ یکدم ہوش و حواس میں آیا اور جبھی سے اپنے اور زینیہ کے رشتے کو ٹھیک کرنے کی ٹھانی ---

جس کے بعد اس دن اسنے اسکے اور اپنے درمیان ازدواجی تعلقات قائم کرنے کا کہا کہ شاید بچہ آجانے کے بعد انکے رشتے میں تھوڑی بہتری آئے اور زرتشہ کا بڑھتا نشہ و خمار بھی خود ہی مند مائل ہوجائے --------

ارے تم نے تو اپنی ماں کے جانے کے بعد بھی انہیں اچھی یادوں باتوں میں کبھی نہیں پکارا کجاکہ تم میری ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتی؟؟

کیسی عورت ہو تم آخر ؟؟ اپنی ماں کی آخری خواہش سمجھتے ہی یہ رشتہ نبھالیتی لیکن نہیں تمہیں تو الگ ہونا ہے طلاق چاہیئے -------

تو جان لو میں طلاق نہیں دوں گا تمہیں ----- "اسنے مزید کہتے ٹھوس لہجے میں اسے اپنا فیصلہ سنایا ---------

وہ بنا کچھ کہے ہوا کی تیزی سے کیچن میں گ ئی اور کیچن میں پڑی چاکو کو اٹھائے ریشمہ صاحبہ کے کمرے میں جاتی بیڈ کی دوسری سائیڈ پہنچتی بیڈ پر چڑھتی انکے گلے پر چاکو رکھ گ ئی ---------

زینیہ ------ "!!!وہ چیخا اسے کمرے میں چاکو لیجاتے دیکھ وہ ایک ہی جست میں" اسکے پیچھے آیا ---------

ریشمہ صاحبہ تو اپنی وحشت و ڈر سے پوری آنکھیں واکیئے اسے دیکھنے لگیں --------

زینیہ بدذات عورت !!!انہیں کچھ ہوا میں خود اسی چاکو سے تمہارا قتل کروں گا" ----- "ازمیر غصے کی شدت سے پاگل ہوتا اسے ریشمہ صاحبہ کے گلے پر چاکو رکھ دیکھ بولا --------

مم ---- میں ماردوں گی تمہاری ماں کو طلاق دو مجھے ابھی کہ ابھی ----- "اسے اچھا" برا کچھ دیکھائی ی نہیں دے رہا تھا دکھ رہا تھا تو بس داؤ د اور داؤ د کا پیسہ ---------

زینیییہ ------ "!!وہ قہر برساتی نظروں سے اسے دیکھ پھر چیخا --------"

ریشمہ صاحبہ تو چت پڑی بس یہ گھمبیر صورتحال دیکھ رہی تھیں باہر سے بھی ان دونوں کی لڑنے اور بدمزگی کی آوازیں انہیں سنائی دے رہی تھیں مگر ان میں ابھی بلکل ہمت نہیں تھی کہ وہ کچھ بول سکتیں ---------

طلاق بے حد بھاری لفظ ہے زینیہ ---- "اسے دیکھ بولا کہ شاید اسے عقل آجائے" احساس ہوجائے ---------

طلاق دو ----- "وہ دھاڑی اور چاکو کو مزید گلے کے قریب کیا --------"

میں ازمیر اشفاق مالک اپنے پورے ہوش و حواس میں زینیہ تمہیں طلاق دیتا ہوں" طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں ---- "اسکے آزاد نامے پہ زینیہ کے چہرے پر گہری

مسکراہٹ آئی ی اور یکدم ریشمہ صاحبہ سے دور ہوتی وہاں سے جانے لگی وہ دروازے پر پہنچی تھی کہ --------

ریشمہ صاحبہ پر ازمیر کی نظر پڑی جو اپنے سر کے اشارے سے اسے تنبیہ کر رہی تھیں وہ اسکی آنکھوں میں غصے سے پھوٹتے شرارے دیکھ چکی تھیں کہ کہی وہ کچھ غلط نہ کر بیٹھے ---------

امی آپ تھوڑی دیر کے لیئے سمجھ لیں میں آپکا باتحزیب بیٹا نہیں جس کی آپ نے" بہترین تربیت کی ------- میرے اور زینیہ کے بیچ ابھی دو منٹ میں کوئی ی نہیں آئے گا ---- "وہ بلکل بدلہ ہوا شخص لگ رہا تھا زرا لچک نہیں تھی اسکے لہجے میں ریشمہ صاحبہ تو اسے دیکھ چونک گ ئی یں تھی --------

"!! چٹاخ ----- چٹاخ -----"

اسکے بازؤں سے پکڑ اپنی جانب گھماتا ہاتھ ہوا میں بلند کرتا زینیہ کے چہرے پر اپنے نشان چھوڑ گیا اس سے پہلے وہ گرتی ازمیر نے اسے اسکے بالوں سے پکڑا --------

اپنے اور اس معصوم کے بارے میں تم آج تک جو گھٹیا فخرے بکتی رہی سب"
برادشت کرگیا میں جبکہ قصور اس معصوم کا ہرگیز نہیں تھا قصوروار میں ہوں -----

ہاں میرے دل میں کسی اونچی مقام پر وہ بستی ہے ---- ہاں ہے اسکا قبضہ میرے
دل و دماغ پہ ----- سن لیا یہی سننا چاہتی تھی ناں تم -----

آہ ---- "!!اسکے بالوں کو جھٹکا دیا کہ اسے لگا جڑوں سے اسکے بال اکڑ کر الگ "
ہوجائے گے ------

پہلی بار اسنے ازمیر کو ایسے وحشی روپ میں دیکھا تھا ڈر کے مارے اسکا حلق سکھ کانٹا ہو
رہا تھا ---------

اتنا ہی تھا تو اسے نکال خود قبضہ کیوں نہیں کرپائی ی یا پھر تم اس رشتے کو نبھانا"
"چاہتی ہی نہیں تھیں --؟؟

"زلیل عورت !!!آج تم نے میری ماں کے ساتھ جو کچھ بھی کیا اس کے لیئے میں
تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا ----"

درشتگی سے کہتے جھٹکے سے اسے دروازے کے جانب پھینکا ---------

آہ------ "!!!اسکے منہ سے سسکی برآمد ہوئی ی ---------"

"ارے جاؤ ں زلیل تم تمہارا پورا خاندان تمہارے پاس ہے ہی کیا ایک سوکھی روٹی اور
نوکری کے سوا جو میں تمہارے ساتھ اس بے حال لاچارگی میں گھر بساتی؟؟ تمہارے لیئے
وہی دو کوڑی کی لڑکی زرتشہ -----

چٹاخ ----- آہ----- "!!!!!!وہ یکدم فاصلہ مٹاتا اس تک پہنچا تھا اسے نیچے سے
بے دردی سے اٹھاتا یکدم پھر اپنے بھاری ہاتھ سے اسکا گال سوجا دیا ---------

چپ ایک لفظ اور نہیں یہاں سے اپنا بے ہودا چہرہ لیئے دوفعہ ہوجاؤ طلاق کے پیپر" تمہارے گھر پہنچ جائے گے ---- "وہ اسکے منہ پر غرایا ---------

وہ اپنے گال پر ہاتھ رکھے اس پر اپنی ایک آخری غصے بھری ترچی کھا جانے والی نظر ڈال وہاں سے الٹے پیر اپنے بیڈروم سے اپنا ہینڈ بیگ اٹھاتی بھر پور غصے میں اپنی ہل سے ٹک ٹک کرتی گھر سے باہر نکل گ ئی ----------

وہ بے سود ہر جزبات سے عاری ہوئے وہی جما کھڑا تھا کہ -------

ازم --- ازمیر --- "!اریشمہ صاحبہ کی ٹوٹی بکھیری آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی" ----------

ہا --- ہاں امی ---- "جیسے ہی اپنے ہوش و حواس میں آیا تو انکی طرف لپکا" --------

بی ---- بیٹا تم نے مم --- میری کوئی ی بھی بات کب --- کبھی بھی رد نہیں کی"
آج ایک اور بات میری آخری خواہش سم --- سمجھ کر پوری کردو ---- "اپنی نم بھیگی
متروم آنکھوں سے سامنے بیٹھے ازمیر کے سرد سپاٹ چہرے کو دیکھ بولیں ---------

امی یہ کیا بول رہی ہیں اور مجھے کیوں تکلیف دے رہی ہیں --- بس رحم کریں امی"
سب تو بکھر گیا اب آپکی باتیں میری جان لے لینگی ---- "کہتا تھکا ہارا سا اندرونی
زخموں سے چور انکے بازوں پر اپنا سر رکھ گیا --------

بی --- بیٹا زر --- زرتشہ سے نکاح کرل --- کرلو ---- "وہ اپنا وہی بازوں جس پہ"
اسنے اپنا سر رکھا تھا وہی ہاتھ اسکے سر پر رکھ بولیں ---------

امی ---- بب --- بیٹا کچھ مت --- بولو اب --- ابھی جاؤ وقت مم --- میرے"
پاس بہت کم ہے ---- "اسکی بات کاٹ اپنے لرزتے بکھرے لفظوں میں بولتی اپنے
بازوں سے اسکا سر ہٹانے لگی ---------

مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا ۔۔۔۔ "اچانک پھر اپنی ماں کی حالت بگڑتی دیکھ وہ گھبراتا بھکلاتا" بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاؤ بب ۔۔۔ بیٹا لل ۔۔۔ لیکر آؤ اور سس ۔۔۔ ساتھ مولوی صا ۔۔ صاحب کو ب" "۔۔ بھی ۔۔۔۔

امی میں کہی نہیں جارہا آپ ڈاکٹر کے پاس چلیں ۔۔۔ "کہتا انہیں اپنے مضبوط" بازوؤں میں اٹھانے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مم ۔۔۔ میں نے کک ۔۔۔ کیا بولا تم ۔۔۔ تمہیں سمجھ نن ۔۔۔ نہیں آرہی ۔۔۔ ڈاکٹر" بھی کچھ نن ۔۔۔ نہیں کرسکتے اب ۔۔۔۔۔ جاؤ ۔۔۔۔۔ "وہ اپنی پوری ہمت یکجا کرتیں تندو تیز لہجے میں بولیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ ۔۔۔۔۔ "!!اسنے اپنا سانس باہر خارج کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

ٹھیک ہے امی جارہا ہوں لیکن یاد رکھیئے گا میرے پیچھے سے میری ماں کو کچھ ہوا تو روز" محشر میں آپکو معاف نہیں کروں گا ---- "سپاٹ لہجے میں کہتا بنا ان پر اپنی ایک بھی نظر ڈالے وہاں سے اپنے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا نکلا ----------

پیچھے ریشمہ صاحبہ کی آنکھیں بنا تھمے برسنے لگیں تھیں ----------

بیٹھو ---- "ازمیر نے گاڑی کا دروازہ وا کیئے سرد سپاٹ گھمبیر آواز میں اسے بیٹھنے کا" بولا ----------

بھائی ی ہم جا کہاں رہیں ہیں ؟؟ میرا ایک امپورٹنٹ ٹیسٹ ہے کل اسکی تیاری کرنی" ہے --- "وہ اسکے بنا کسی تاثرات کے چہرے کو اپنی معصوم نگاؤں سے دیکھتی گویا ہوئی ی ---------

ازمیر نے ایک منٹ میں ہاسٹل میں قدم رکھتے ہی ایک آتش بھرپا کردی تھی اسکا رعب و دبدبہ اوپر سے پولیس آفیسر کی وردی میں ملبوس اسے دیکھ ہاسٹل کا آملہ انچارج سین ئی ر سب ایکٹیو ہوچکے تھے -------

اسکی ایک دھاڑ پہ ہاسٹل کی تمام گرلز بھی اپنے اپنے روم سے نکلتی آہستہ آہستہ مین ہال میں جمع ہونے لگی تھیں اور انہی میں زرتشہ بھی اپنے من من کے قدم باہر رکھتی وہاں ہال میں پہنچی تھی ---------

زرتشہ کو دیکھ وہ بھری محفل میں اس تک پہنچتا اسکے نازک ہاتھ کو اپنی مضبوط گرفت میں لیتا وہاں سے جانے لگا --------

ارے ارے سر ---- "پیچھے سے سین ئی ر انچارج کی آوازیں آتی رہی جنہیں اگنور کرتا" بنا کسی پر ایک بھی نظر ڈالے اسے لیئے ہاسٹل سے باہر نکلتا چلا گیا ---------

زری سیدھی شرافت سے بیٹھ جاؤ ورنہ میں تمہاری جان لے لو گا ۔۔۔ "اسکی باتوں کو" نظرانداز کر بے دردی سے اسکا بازؤں پکڑ اسے پھینکنے والے انداز میں گاڑی کی سیٹ پر دکھیلا اور دھڑ سے دروازہ بند کرتا ڈرائیونگ سیٹ پر آتا اپنی طرف کا دروازہ بھی بند کرتا اسٹرینگ پر ہاتھ جماتا گاڑی کو گھر کی جانب مڑ دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو اسکے خطرناک انداز و اتھوار پہ خوف سے اپنا تھوگ نگلتی رہ گ ئی اس میں اب ہمت نہیں رہی تھی کہ وہ اس سے ایک لفظ بھی کہہ سکے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ سہمی سہمی نظروں سے اپنی گردن گھماتی آتش فشاں بنے ازمیر کو دیکھنے لگی جو فون پر کسی سے موگفتگو تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

شاید کسی مولوی کو لانے کی باتیں کر رہا تھا لیکن اسنے زیادہ دھیان نہیں دیا اور پوچھنے کی ہمت بھی نہیں کی کہ کہیں مقابل کب پنجہ مار کر ہلاک کردے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوو کہی وہ بیگ کی وجہ سے تو یہ غصہ نہیں ------ "اسنے اپنے دماغ پر زور ڈالا"

پر اس میں چیزیں تو میری تھی ناں ----- تو میں نے لے لیا ----"وہ دل ہی دل میں بڑبڑائی ی ---------

اترو اور پردہ کرو ---- "کہتے اسے گھسیٹ کر جلدی سے گاڑی سے باہر نکالا"

گھر کے باہر اسکے دو دوست مولوی سمیت گواہوں کے طور پر کھڑے تھے ازمیر کو دیکھ وہ سب الرٹ ہوتے انکے پیچھے گھر کے اندار داخل ہوئے جبکہ زرشتہ نے وہاں کھڑے مردوں کو دیکھ خود ہی پردہ کیا تھا ---------

زرتشہ کو اپنے گھر میں دیکھ ریشمہ صاحبہ کے چہرے پر سکون بھری مسکان در آئی ی

آپکا نکاح ازمیر اشفاق مالک سے دس لاکھ مہر عوض طے کیا جاتا ہے آپ کو قبول ہے"
--- "مولوی صاحب نے زرتشہ سے پوچھا --------

قبول ہے --- "نکاح نامے پر سائن کرتے اسکے ہاتھ لرزتے کنپکپائے تھے"

لڑکی کی طرف کی کروائی ی کے بعد لڑکے کی کراوئی ی مکمل کی گ ئی ازمیر نے بھی نکاح نامے پر سائن کیئے اور ہال کے ہی سامنے کمرے میں بیڈ پر لیٹی اپنی ماں کو دیکھا --------

مولوی صاحب اسے نکاح کے پیپرز دیئے اٹھ کھڑے ہوئے جنہیں دیکھ ان سمیت باقی سب مرد بھی گھر سے باہر نکل گئے ----------

امی ----- "!!ہال سے بنا زرتشہ پر دھیان دیئے کمرے میں بھاگا -------"

زر --- زرتشہ ---- "!انکے منہ سے زرتشہ کا نام نکلا --------"

زری ادھر آؤ ----- "جلدی سے باہر صوفے پہ بیٹھی زرتشہ کو بلایا ------ اسکی آواز" سن وہ جلدی سے اپنا گھوگھنٹ ہٹاتی کمرے میں آئی ی ----------

تائی ی امی ----- "!کہتی خود بھی انکی بری خستہ بدحال بگڑتی حالت دیکھ وہی جگہ" بناتی بیٹھی --------

اگر مم ---- میں نے تمہارے س ---- ساتھ غلط کیا ہو تت --- تو مجھے مع ---" معاف کر دینا مم --- میری بچ --- بچی --- "انکا اشارہ اسکے اسطرح زبردستی بنا اسکی مرضی جانے کیئے جانے نکاح کی طرف تھا ----------

تائی ی امی ---- آ --- آپ تو بڑی ہیں مم --- میری اور میری ماں کی جگہ ہیں" ----- آپ نے جو فیصلہ کیا وہ غلط کیسے ہوسکتا ہے؟ اسلیئے کونسی معافی تائی ی

امی؟؟ پھر بھی آپ چاہتی ہیں تو میں نے آپ کو معاف کیا "۔۔۔ اسکا کہنا تھا کہ انہوں نے اسے آنکھوں کے اشارے سے اپنے قریب آنے کا کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جنکا اشارہ سمجھ وہ انکے جانب جھکی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مع ۔۔۔ معاف ک ۔۔ کردیا تیرا ظرف ہے ۔۔۔ بیٹ ۔۔۔ بیٹا ۔۔۔۔"
میرے بیٹ ۔۔۔ بیٹے نے کوئی ی خو ۔۔۔ خوشی نن ۔۔۔ نہیں دیکھی صرف غموں کے علاوہ ۔۔۔۔ اسے سمیٹ لل ۔۔۔ لینا میری بچ ۔۔۔ بچی ۔۔۔۔۔۔

وعدہ کک ۔۔۔ کرو تم ہر دکھ، سکھ کک ۔۔۔ کے طوفان مم ۔۔۔ میں اسکے سات ۔۔۔ ساتھ کھڑی رہوگی ۔۔۔ "

مم ۔۔۔ میں وعدہ کرتی ہوں ہر تکلیف، دکھ ،سکھ میں انکا ساتھ نبھاؤ نگی "۔۔۔ انکی" بھیگی نم آنکھوں میں دیکھتی خود کا ضبط بھی اب ٹوٹا تھا اور آنکھوں سے آنسوں چھلکتے ریشمہ صاحبہ کے پہلے سے ہی نم چہرے کو بگھونے لگے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نا میر --- میری بچ --- بچی "---- پیار سے اسے سمیٹتی اسکے ماتھے پر بوسہ دیا اور" اپنے لرزتے ہاتھ سے اسکے آنسوں صاف کرنے چاہے جنہیں اسنے پکڑ چوم لیا

چلیں امی اب ڈاکٹر کے --- "بولتا انہیں پھر ایک بار اپنے مضبوط بازؤں میں اٹھانا" چاہا ----------

بیٹ --- بیٹا ایک بار تت --- تیری ماں تی --- تیرے لیئے غلط انت --- انتخاب" کک --- کرگ ئی اسکے لیئے تو مجھے مع --- معاف کردے لی ---لی لیکن اس بار جو فیصلہ کیا ہے یہ اس --- اسکا از --- ازلہ سمجھتے مج --- مجھے اچھی یادوں مم -- میں یاد کرنا --- بولتی انکی آنکھیں ساکت پڑگ ئی ایک ہچکی نکلی اور وہ خاموشی سے خالیقی حقیقی سے جا ملی ----------

امیبی ۔۔۔۔ تائی ی امیبی !!!!!۔۔۔۔ "ازمیر زرتشہ دونوں کی روم کی فضا میں اچانک" دل دہلانے والی چیخ گونجی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے ۔۔۔۔۔۔۔

منِ عزیزم

قسط نمبر 28

پریشے بیگ

کاپی کرنا ممنوع ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا رار پکڑو ، مجھے پکڑو "۔۔۔۔"

وائی ٹ لوبیا آہستہ یار میں اور تیز نہیں بھاگ سکتا میری سانس پھول رہی ہے "
۔۔۔۔ "کہتے وہ وہی گھٹنوں کے بل نیچے زمین پر گرا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ !!!بھاگتے ہوئے گاؤں میں لگے درمیانے سائز کے پودے میں لگے زہریلے" کانٹے سے اسکے بال الجھے جس کے باعث اسکے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی

آہاں دیکھا ناں !!!!الجھ گئے بال ٹھہرو میں نکالتا ہوں ---- "اسے خود سے کچھ دور" دیکھ بولتا زمین سے اٹھ اپنے قدم آگے بڑھاتا اس تک پہنچا ----------

پاگل لڑکی تم نے یہ بال کیوں کھولے ہوئے ہیں ؟؟ "کانٹوں میں الجھے اسکے ریشمی" لمبے بال نکال ساتھ ہی ساتھ اسے سرزش کرنے لگا ----------

میری پونی گم گ ئی تو کچھ تھا نہیں لگانے کو بالوں میں --- "اپنے سر کے پیچھے اپنا" ننھا گلابی ہاتھ بال کھینچنے کی وجہ سے رکھ بولی ----------

تو تین بل والی چوٹی کرلیتی "۔۔۔۔ اسکے بال مکمل طور پر وہ نکال چکا تھا"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ مجھے کرنی نہیں آتی اور چچی بھی نہیں کرتیں ۔۔۔۔ "افسوس سے لہجے میں اپنی" میٹھی آواز میں اسکی جانب پلٹتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

آؤ ادھر درخت کے نیچے جھولے پر بیٹھوں میں کر دیتا ہوں "۔۔۔کہتے اسکا ننھا سا" ہاتھ اپنے بھاری ہاتھ میں تھامے اسے لیئے دائیں طرف گاؤں میں لگے نیم کے درخت جہاں وہ اکثر ہی جھولے لیا کرتے تھے اسے لیئے چل دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ نشان کیسا؟؟ "اسکی چوٹی کو بل دیتے اچانک اسکی نظر اسکی گردن پر پڑی جہاں" دائیں رے کی صورت نیل کا نشان پڑا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

وہ وہ "۔۔۔۔ اس ننھی سی پری کے معصوم گلابی چہرے پر درد کے سائے لہرائے"

۔۔۔۔۔۔۔۔

اسنے غور سے دیکھا تو کسی کے دانتوں کے کاٹنے کے نشان واضح ہوئے جہاں اب نیل پڑ چکا تھا ---------

یہ کاٹنے کے نشان ہیں وائی ٹ لوبیاں ---- کس نے کیا یہ ؟؟ "وہ خود ابھی چھوٹا" نابالغ بچہ تھا اسلیئے وہ بے دھڑک سوال پہ سوال کررہا تھا ---------

مگر وہ دھیان نہیں دے پارہا تھا کہ اسکے پاس موجود اس ننھی سی پری کے معصوم دل پر کیا گزر رہی تھی ----- وہ تو اس سے ناراض تھی کہ اس نے اس دن بھی اس گندے انکل کے ساتھ بھیج دیا تھا ----------

جن کے وحشیانہ خباثت بھرے چنگل سے نکلتی وہ گھر میں بھی اب کسی کے سامنے بھی اس انکل سے چھپتی چھپاتی پھر رہی تھی اور زیادہ تر اپنا وقت جب سے وہ انکل آئے تھے تب سے باہر ہی گزارتی تھی ----------

" ہٹو چھوڑو میں تم سے ناراض تھی تو پھر میں تمہارے ساتھ کھیل کیسے کھیلنے لگی ؟؟"
---- اچانک سے اسے یاد آگیا تھا تو اب اس سے دور ہوتی جھولے سے اٹھتی اسکی طرف پلٹتی اپنی چھوٹی چھوٹی گریش آنکھوں سے شکوہ کناں ہوتی دیکھ بولی ----------

کس بات کی ناراضگی؟؟ "---- اسے دیکھ اپنی ابھی سے مردانہ بھاری آواز میں بولا"

تم نے کل دوسری بار اس گندے انکل کے ساتھ بیجھا ---- جبکہ میں نے کہا تھا" ناں کہ وہ انکل اچھے نہیں ہیں "---- کہتی اسکے ننھی پیاری آنکھوں سے آنسوں چھلک پڑے ----------

سوری کنجوری، وائی ٹ لوبیاں !!!!اسنے تو اپنے معصوم مقصد اسے دانش کی پارٹنر" بننے پر ڈانٹ پڑوانے کے تحت چھوٹا سا منصوبہ بناتے بیجھا تھا لیکن نجانے کیوں ابرار کو آج وہ نشان دیکھ کچھ عجیب غلط سا لگا تھا جسے وہ اب بھی سمجھنے سے قاصر تھا

مگر یہ تحیہ ضرور کرلیا تھا کہ کچھ بھی ہوجائے وہ اب کنزیش کو اس برے گندے انکل سے دور رکھے گا ----------

اسے تو اسکی باتوں سے ہی سمجھ جانا چاہیئے تھا لیکن ابھی وہ خود اتنا بڑا یا باعقل و بالغ نہیں تھا کہ وہ اپنے زہن کے گھوڑے دوڑا پاتا ----------

بیٹھو اب یہ چوٹی تو صیح سے بندھ والوں "----- اپنا ہاتھ بڑھا کر اسکے آنسوں صاف" کرنے چاہے اور اسکا ننھا ہاتھ تھام اسے دوبارہ جھولے پر بیٹھانا چاہا ----------

نہیں !بلکل نہیں !!!!میں تم سے سخت والا ناراض ہوں "----- اپنی طرف بڑھتا" اسکا ہاتھ جھٹکتی بولی ----------

سوری بول تو رہا ہوں "---- زبردستی اسکا ہاتھ تھام جھولے پر بیٹھاتا اسکی آدھی" چھوڑی چوٹی باندھنے لگا ----------

یہ لو بندھ گ ئی "۔۔۔۔کہتے چوٹی پشت سے آگے کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

واؤ یہ اتنی اچھی کیسے باندھی تم نے ؟؟ "ماما شہزادی کی اکثر بناتی ہیں تو میں نے بھی" سرسری سی دیکھ لی اور مجھے آگ ئی ۔۔۔۔۔ "کندھے اچکاتے بتایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اووو اچھا "!!!!اپنے ہونٹوں کو گول کرتی سیٹی بجانے والے انداز میں بولی"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

افففف ہو !!!میں تو تم سے ناراض تھی "۔۔۔۔ پھر یاد آیا تھا اور وہاں سے اٹھنے لگی" تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹھ جاؤ وائی ٹ لوبیاں !!زیادہ اترانے کی ضرورت نہیں ہے ۔۔۔۔۔ "اسکے کندھوں" پہ اپنے ہاتھوں کا زور دیئے اسے دوبارہ جھولے پر بیٹھا دیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اونہہ !!!وہ اپنا منہ بناتی بیٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

رار "۔۔۔۔ کچھ توقف کے بعد اسکی پیاری میٹھی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکرائی ی"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمم "۔۔۔۔ اسے ہلکے ہلکے جھولا دیتے بولا ۔۔۔۔۔۔۔"

"میں نے سنا ہے تم لوگ جارہے ہو ؟؟ یہاں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیئے ؟؟"

ہاں یار !!!!لیکن تمہیں کیسے معلوم ؟؟ "وہ اپنی بھنویں اچکاتے بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ ابھی دانش تھوڑی دیر پہلے ملا تھا کہہ رہا تھا کہ تمہارا باڈی گارڈ تو جارہا ہے اب"
تمہارے یہ دو روپے والے نخرے کون اٹھائے گا ؟؟ "اپنی معصوم سی آواز میں بولی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دور رہا کرو اس سے تم اور کیوں سنی تم نے اسکی بات ؟؟ "بھاڑ میں جائے وہ" ۔۔۔۔۔ آئندہ تم اس کی کوئی ی بات تو کیا اسکی طرف دیکھنا بھی مت "۔۔۔۔ اسے بلا کا غصہ آرہا تھا کہ وہ الٹی سیدھی بات اسکی معصوم دوست کے دماغ میں بھر رہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ رب نواز اسکے والد صاحب نے باہر گاؤں میں اپنا یہاں سے تبادلے کا گاؤں کے مرد حضرات کو بتایا تھا تو تبھی دانش کو بھی پتہ لگا ہوگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ لوگ گاؤں چھوڑ یہاں سے کہی کلو میٹر دور کسی دوسرے گاؤں میں شفٹ ہورہے تھے کیونکہ انکی اپنی زاتی حویلی رویینوویٹ ہوچکی تھی جس وجہ سے وہ یہاں کہیں مہینوں سے راہ پزیر تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب انکی حویلی کا رینویشن کا کام مکمل ہوچکا تھا لیکن کچھ مہینوں میں ہی ابرار اور کنزیش کی دوستی بہت مضبوط ہوچکی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ گہری نیند سے اٹھا تھا پتہ نہیں کیسے اسکی نیند لگ گ ئی تھی اور اب مغرب کے وقت بیدار ہوا تھا ----------

اسکا چہرہ گرم سیال سے نم تھا پلکیں بھیگی ہوئی ی تھی اور سانسیں تیز تیز دھنکی کی مانند چل رہی تھی ----------

تم نے کل دوسری بار اس گندے انکل کے ساتھ بیجھا ---- جبکہ میں نے کہا تھا" ناں کہ وہ انکل اچھے نہیں ہیں "----

یہ جملے اٹھتے کے ساتھ اسکے دماغ میں گردش کرنے لگے تھے ----------

یہ خواب تو اسکے بیچھڑنے کے بعد سے معمول بن چکے تھے لیکن اب تو وہ مل چکی تھی مگر اسکا درد وہ اب بھی محسوس کرسکتا تھا ----------

ہاتھ بڑھا کر اپنی شہد رنگ آنکھوں پہ ٹھہرا آنسوں کا قطرہ انگلی پر لیتا بے دماغی سے اس قطرے کو دیکھنے لگا ----------

ایک شدت بھری ٹھیس سے اٹھی اسکے دل میں دل کیا ابھی جائے اور اسے خود میں بھینچ لے اور اسکے سارے درد سمٹ لے ----------

تو پھر نا سویا ہوگا شاید پھر رویا ہوگا"

"آنسوں میری پلکوں پہ یونہی نہ آیا ہوگا

فقرے بڑبڑایا کہ سائیڈ ٹیبل پر اسکا موبائل رنگ ہوا ----------

جسے یس کرتے کان سے لگایا کہ جیسے ہی مقابل کی فون کے پیچھے سے آواز سماعتوں سے ٹکرائی ی تو لٹھے کے مانند اسکا چہرہ سفید پڑتا چلا گیا ----------

---

شفقت بھرا سایہ چلا گیا تھا دوسرا ازمیر صدمے میں جا چکا تھا اسکے اردگرد کیا ہورہا تھا اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا -------

زرتشہ روتی پیٹتی اپنی تائی ی جان کو پکار رہی تھی کہ لوٹ آؤ --------

مگر جانے والے بھلا کب واپس آتے ہیں ---------

لاونج میں سوسائٹی کی تمام عورتیں بیٹھی تھیں ---------

پھر وہ وقت بھی آیا جب انہیں انکی آخری منزل تک لے جانے لگے ----------

زرتشہ روتی ہوئی ی عورتوں سے خود کو چھوڑواکر انہیں روکنے کی کوشش کرنے لگی

روک جائیں تائی ی جان "!!!!!دروازے سے جاتے ہوئے انہیں بھیگی آنکھوں" سے دیکھتی وہی اپنی پیشانی ٹکا گ ئی ---------

جیسے تیسے ازمیر سوسائٹی کے لوگ اسکا خاص دوست بڑی ریشمہ صاحبہ کو انکی آخری آرام گاہ تک پہنچا آئے تھے ----------

سب لوگ آہستہ آہستہ ازمیر سے افسوس کرتے اب اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے تھے ---------

بس اب وہاں ازمیر ، زرتشہ اور اسکا دوست رہ گئے تھے ----------

خود کو سنبھال ازمیر بھابھی کا حال دیکھ انہیں تجھے سنبھالنا ہے ---- "ازمیر کو اپنے" پیروں میں سر چھپائے نیچے زمین پر بیٹھے دیکھ خود بھی گھٹنوں کے بل بیٹھتا اسکے کندھے پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ بولا ----------

آج اگر وہ نہیں آتا تو نجانے ازمیر کیسے ریشمہ صاحبہ کو وداع کر پاتا ؟؟ "اس اکیلے نے ازمیر کے ساتھ ساتھ وہاں میت میں آئے لوگوں کے لیئے انتظامات کی بھی دیکھ بھال کی تھی جوکہ اسی نے کروائے تھے ورنہ ازمیر کو تو اب تک ہوش نہیں تھا ----------

وہ چپ تھا بس کون کیا کہہ رہا ہے؟؟ کیا بول رہا ہے ؟؟ "ان سب سے ناآشنا تھا"

وہی اسکا دوست ہی جانتا تھا کہ وہ کیسے اسے قبرستان تک لیکر گیا ہے اور گھر لے کر آیا ہے ایک آنسوں کا قطرہ تک ازمیر کی آنکھوں سے نہیں گرا تھا ----------

سب نے بہت کوشش کی کہ وہ روئے اور اپنا دل ہلکا کرلے مگر اسے ایسا غم لگا تھا ریشمہ صاحبہ کا کہ وہ بلکل چپ ہوگیا تھا ----------

رولے یار !!!!اسکے گلے لگ اسکے دوست کی شہد رنگ آنکھوں سے گرم سیال بہنے لگے"

ریشمہ صاحبہ صرف اسی کی ماں نہیں بلکہ وہ بھی انہیں اپنی والدہ کی جگہ سمجھتا تھا اور بے حد معنی رکھتی تھی وہ بھی اسکے لیئے ----------

ازمیر ازمیر ---- "!اسے وہ کہی آوازیں دے چکا تھا مگر بے سودھ ---------"

ازمیررررر ------ چٹاخ ---- "!!گھمبیر سرد بھاری لہجے بولتا اپنا ہاتھ ہوا میں بلند کرتا" اس بار اسکے وجیہہ چہرے پر اپنے بھاری ہاتھ کا نشان چھوڑگیا کہ جیسے بھی کر وہ ہوش میں توآئے ----------

اور وہ آیا بھی ------ ازمیر نے اپنی نظریں نیچے زمین سے اٹھاتے سامنے بیٹھے اپنے جگری یار کو خالی خالی نظروں سے دیکھا ----------

اسکے تپھڑ لگانے پر تھپڑ کی آواز سن زرتشہ بھی کمرے سے باہر آئی ی تھی جسے دیکھ وہ ازمیر کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا ----------

خیال رکھ اپنا اور بھابھی کا ۔۔۔۔۔ "وہ اسکا کندھا تھپتھپاتے وہاں سے اپنے لمبے لمبے" ڈاگ بھرتا باہر نکلتا چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ اسے معلوم تھا کہ وہ دونوں میاں بیوی اب ایک دوسرے کو سنبھال لینگے

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

زرتشہ ازمیر کے قریب اپنے من من کے قدم اٹھاتی اس تک پہنچی اور نیچے بلکل اسکے سامنے بیٹھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

منِ عزیزم

قسط نمبر 29

پریشے بیگ

کاپی نہ کریں سختی سے ممنوع ہے --------

رات کا پہر ،سنسان سڑک، آسمان پر چھائی ی کالی گھٹائیں، بارش ہونے کے باعث بھیگی سڑکیں، سڑک کے دائیں بائیں خوبصورتی سے لگے درمیانے سائیز کے پودے جو ماحول کو اور بھی سحر انگیز بنارہے تھے زوردار چلتی ہوا کے باعث لگے پودوں کے پتوں کے ہلنے سے ایک ارتعائش سی پیدا ہورہی تھی ----------

وہ ننگے پیر آندھا دُھند بھاگتی اپنے عروسی لال دلہن کے جوڑے میں کسی اور ہی جہاں کی باسی معلوم ہورہی تھی ----------

اسے کوئی ی فکر نہیں تھی باہر لوگ اِیسے اسے دلہن بنی بھاگتے کیا سوچے بنُے گے ؟؟ اور کیا نہیں ؟؟

اُسے بس ہوش تھا تو اس بات کا کہ کہیں وہ بھیڑیا درندہ نما شخص اس تک نہ پہنچ جائے؟؟

کافی دنوں سے وہ بے چاری اِدھر اُدھر اس سے بچتی بچاتی چھپتی چھپاتی یہاں سے وہاں پناہاں لیتی پھر رہی تھی اب تو اسکا دماغ بھی شل ہوچکا تھا اور ساتھ ساتھ پاؤں بھی مزید دوڑنے سے انکاری تھے ----------

آہ !!!---- سامنے سڑک پر تیز رفتاری سے آتی بلیک مرسڈیز سے اس صنف نازک کا" تصادم ہوا تھا ----------

جس کے بعد وہ جائے وقوع پر ہی اپنے ہوش و حواس سے بیگانہ ہوتی نیچھے بے سود سی زمین بوس ہوئی ی تھی ----------

اندر گاڑی میں بیٹھا شخص تو اسکی گاڑی سے ہوئے ایکسڈینٹ سے خوف سے سفید پڑتا ہکا بکا تھا ----------

اسنے گاڑی کا دروازہ وا کرتے اپنا بھاری قدم باہر نیچے سڑک پر رکھا اور اپنی وجیہہ شاندار پرسنٹلی لیئے باہر آیا --------

کورٹ کا بٹن بند کرتا اپنے بھاری قدم اٹھاتا اس نازک وجود کی جانب پہنچا ---------

ہے گیٹ آپ "!!!بھاری گھمبیر آواز میں اسے الٹا سڑک پر پڑے عروسی دلہن کے" لباس میں دیکھ اسکے سر پر کھڑے ہی وہ بولا --------

ہے گیٹ آپ !!!اسنے دوبارہ کہا --------"

بلائے آخر وہ گھٹنوں کے بل بیٹھا اور اپنے بھاری ہاتھ سے اس صنف نازک کا گلابی بازؤں پکڑے اسے سیدھا کیا ---------

اس صنف نازک کے میک اپ سے پاک گلابی سفید چہرے پر آتیں ریشمی سیاہ کھلے ،بالوں کی لٹیں، خوبصورت بڑی بڑی سے آنکھوں پر وہ بند سایہ دار کالی سایہ فگن پلکیں

ساتواں گلابی چھوٹی سی ناک، گلابی خون چھلکاتے گال، لال کندھاری کٹاؤ دار چھوٹے سے ہونٹ ۔۔۔۔۔۔۔۔ لال لہنگے میں ہوش ربا اسکا سراپا ۔۔۔۔۔ وہ مہبوت سا لمبا چھوڑا ستائیس سالہ مرد اس دوشیزہ کے سحر میں کچھ پل کے لیئے بری طرح سے جکڑ چکا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لڑکی اٹھو " !!!اٹھتے گاڑی کے پاس گاڑی کے اندر سے ڈیش بورڈ پر پڑی پانی کی بوتل" اٹھاتا یہاں لایا تھا اور اب اسکے چہرے پر پانی کے چھینٹے مار رہا تھا کہ وہ ہوش میں تو آئے ۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹری پیشہ ہونے کے باعث اب اسنے اسکی کلائی ی پہ نبض چیک کی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ شکر !!!جسے نارمل دیکھ اسکے منہ سے شکرانہ نکلا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ بوتل سمیت جھکتا بنا اسکے قاتل سراپے پہ نظر اٹھائے اسے اپنے مضبوط بازؤں میں اٹھا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نجانے اسکے گھر والے کہاں تھے ؟؟ ایسے کیسے اپنے گھر کی عورتوں کو لوگ در در کی ٹھوکریں کھانے کے لیئے چھوڑ دیتے ہیں ؟؟ اسے گاڑی کی پیچھے والی سیٹ پر لٹائے اسکے بے ہوشی میں بھی ڈرے سہمے خوف سے سفید پڑتے چہرے کو اسنے دیکھ سوچا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ پیچھے کی سائیڈ کا دروازہ بند کیئے آگے دروازہ واکیئے اپنی ڈرائیونگ سیٹ پر آتا بیٹھا اور دروازے کو بند کر گاڑی شہر میں بنائے گئے اپنے ہاسپٹل کی جانب بڑھا دی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

******

وہ اسکی خالی ویران آنکھوں میں دیکھنے لگی اور چند ہی سکینڈ میں سامنے ان دو سیاہ آنکھوں سے ازمیر کی آنکھوں کا تصادم ہوا ---------

زرامی چلی گ ئی یں "---- نم بھیگے ٹوٹے بکھیرے لہجے میں کھینچ کر پاس کرتے" اسے سینے میں دبوچ کر بانہوں میں چھپالیا ----------

آہہ --- سسکتی وہ بھی اسکی مضبوط پناہوں کو پاکر سسک اٹھی --------"

آپ صبر کریں پلیز سب بہتر ہوجائے گا "---- خود کو تو وہ سمجھا نہیں پارہی تھی بس" وہی جانتی تھی ان لفظوں کا مرہم وہ کیسے رکھ رہی ہے ---------

کیسے صبر کروں نہیں آرہا ہے زر "----کہتے اسے ایسے ہی اپنے سینے میں مزید دبوچے" بولا ----------

"آپ ایسے کریں گے تو تت ۔۔۔۔ تائی ی جان کو تکلیف ہوگی ناں !"۔۔۔۔ خود نے بھی اسکی چوڑی پشت پہ اپنا نازک حصار قائم کر اسکے گھنے بالوں میں آہستہ آہستہ دوسرے ہاتھ کی انگلیاں پھیرتی اسے سکون دینا چاہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"زندگی بھر ایسے ہی سکون دو گی ؟؟ "نیند سے بوجھل اور کچھ اسکے خمار سے ہوتی بھاری پلکیں لیئے اسکے کندھے پر اپنا گال ٹکا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی داڑھی کی چبھن پہ زرشتہ نے بھکلاتے تھوک نکلا ۔۔۔۔۔۔۔

"چلیں آپ کو نیند کی ضرورت ہے "۔۔۔۔۔ کہتی اسکے مضبوط خود کے گرد بنائے گئے حصار کو توڑنا چاہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"زر خوابوں میں امی آئے گی ؟؟ مجھ سے باتیں کرے گی ؟؟ "اسکی کوشش کو ناکام کرتے قریب کیئے بولا بولتے اسکی گردن کو ازمیر کے عنابی لب چھو رہے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ لرزتی اور جسم میں ہلکی ہلکی سی سرد سراسراہٹ دوڑ گ ئی --------

آپ سوئے گے تو آئے گی آپ کے خواب میں اور باتیں بھی کرے گی "--- وہ اپنے" کندھے سے لگے اسکی بھیگی آنکھیں دیکھ بولی ----------

کمرے میں چلیں سو جائیں "---- کہتی نیند سے ہچکولے کھاتے اسکے ہوتی ڈھیلی" نرم گرفت سے خود کو آزاد کرواتی اسکا بھاری ہاتھ اپنے نازک ہاتھ میں لیئے اپنے ساتھ ساتھ اسے بھی کھڑا کیا ---------

اچھی لگتی ہو مجھے تم "----- بے دماغی سے بند ہوتی اپنی تپش دیتی نگاؤں سے" اسے دیکھ اسکے دانتوں تلے بھیگے نم لب انگھوٹے سے آزاد کرتا جھٹکے سے اسے نزدیک کر اسکے لبوں پہ اپنے عنابی لب رکھ گیا ----------

زرتشہ کی تو آنکھیں اس اچانک کی افتاد پہ پھٹی کی پھٹی رہ گ ئیں ---------

وہ آہستہ آہستہ اپنی سانسیں اسکی سانسوں میں منتقل کرنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تڑپتی نڈھال سی ہوگئی یہ زندگی میں پہلی بار کسی مرد نے اسے چھوہا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اپنی شرٹ پہ اسکے جھٹکے دیتے نازک ہاتھ کو محسوس کر پیچھے ہٹا اور اسکے شرم سے لال بھبوکا ہوئے چہرے کو دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک ایک کر کے تم سے سارے بدلے لوں گا، تمہاری طرف بہت سے حساب نکلتے" ہیں سب چکاؤ گی تم "۔۔۔۔کہتے اسکا ہاتھ پکڑے روم کی جانب بڑھ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ کمرے میں آتا اسے لیئے بیڈ پر دھڑم سے گرا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہاں ۔۔۔؟؟ "اسے اپنے سینے سے اٹھتے دیکھ بھاری لہجے میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ مم --- میں اپ --- اپنے کمرے "---- سانسیں روکتی حلق تر کرتی نظریں پھیر" کر بولی ----------

یہی روم ہے تمہارا اب سے "-----کہتے اسے لیئے اپنی سکون سے آنکھیں موند لی

کیا ہوا ہے زر؟؟ چھوڑوا کیوں رہی ہو مجھ سے ؟؟ "اسے پھر خود کو آزاد کرواتے دیکھ وہ" رعبدار لہجے میں اسکی پڑتی زرد رنگت دیکھنے لگا اور جیسے کہیں اندر کانٹے سے چبے

وہ --- وہ --- سہمتی اسے دیکھ بولی ----------

یہ رشتہ تو اچانک ہی بنا تھا اور کچھ اسکی عمر بھی کم تھی شاید ان نازک لمحات کو سمجھنے کی اس لیئے وہ معصوم ڈرتی ہراساں ہورہی تھی ازمیر نے سوچا ----------

نکاح کیا ہوتا ہے معلوم ہے ناں تمہیں ؟؟ اسکے بالوں میں اپنی بھاری انگلیاں ڈالے سہلانے لگا --------

جج ---- جی ---- "سینے پہ اسکی دل کی دھڑکن سنتی لڑکھڑاتے لہجے میں بولی"

سوجاؤ ---- "سانس باہر خارج کرتے اسکے کیچر میں قید بالوں کو نکال اپنے چہرے پر" پھیلاتا گھمبیر بھاری لہجے میں کہتا پھر آنکھیں موند گیا ----------

****

تم حمیدہ کیسی ہو ؟؟ بھئی کہاں غائب ہوگئی تھیں تم ؟؟ "اپنے سامنے کیبن" میں رولینگ چیئر پہ ڈاکٹر ناز پروین کو دیکھ وہ ہکا بکا شاک سی کیفیت میں گری تھیں

انکے ہمراہ آئے ابرار، آغر اور وئیل چیئر پہ بیٹھی گل بھی شاک میں تھی

کہ یہ سامنے گھستے ہی ڈاکٹر ایسے کیسے انکی ماں حمیدہ کو جانتی تھیں؟؟ "ہلانکہ اپنی اب تک کی زندگی میں انہوں نے اس ڈاکٹر کو اپنی ماں سے کبھی بھی ملتا نہیں دیکھا تھا

آہاں !!!تم ناز پروین میں حیرت میں ہوں کہ تم ہی ہو ؟ "حمیدہ بیگم بھی تاسف سے" گڑبڑاتی کہتیں آگے بڑھی ---

جہاں سے پہلے گل کا علاج چل رہا تھا ابرار کو وہاں سے ہوتی گل میں کوئی ی خاص بہتری نظر نہیں آرہی تھی جس وجہ سے آج اس نے دوسرا ڈاکٹر چینج کیا تھا کہ شاید یہاں سے کوئی ی فرق پڑے ---

ڈاکٹر نہلیت حمدانی "کا بہت سن رکھا تھا اور چاہتا تھا کہ ایک بار انہیں بھی اپنی" شہزادی کی رپورٹس حالت دیکھائے کہ کوئی ی راہ راست ہی نکل آئے ----------

لیکن یہاں "ڈاکٹر نہلیت حمدانی "کے روم میں کیسی لیڈی ڈاکٹر کو بیٹھے دیکھ سب الگ الگ حیران کنُ سی کیفیت میں تھے اور پھر اوپر سے ان لیڈی ڈاکٹر کا ان کی ماں کو جاننے کا دعوی ----------

جارہی ہے -------

منِ عزیزم

اپیسوڈ نمبر 30

پریشے بیگ

Don't copy paste _____ \ (○_○) /

تمہیں دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے ناز پروین لیکن تت --- تم تو گ ئی نالوجسٹ کے"
شعبے مم --- میں تمھیں ناں تو یہاں اس "آرتھوپیڈک سرجن "کے روم میں، -----
حمیدہ بیگم مقابل سے گویا ہوئی ی اور اپنی آدھی ادھوری بات چھوڑی ----------

یو رائی ٹ !!!حمیدہ بٹ تم جس جگہ اور شاید جس ڈاکٹر سے ملنے آئی ی ہو وہ اتفاق"
سے میرے شوہر ہیں ----- "اپنے سامنے وئی یل چی ئی ر پر بیٹھی گل کا جائی زہ
لیتیں بولی کہ شاید اسی کے علاج کے لیئے وہ لوگ یہاں آئے تھے ----------

جبکہ ابرار اور آغر تو بس کھڑے ان دونوں کی گفتگو سنتے سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے

ویسے وہ بس آرہے ہیں کومن پشنٹ وارڈ میں زرا چکر لگانے گئے ہیں ---------"

تم جانتی ہو اس ہاسپٹل کا ابھی کچھ ہی عرصے پہلے اپنے اس شہر میں ہم نے افتتاح
کیا ہے تو زمہ داریاں بھی بڑھ گ ئی یں ہیں لہذا ڈاکٹرز، نرسسز کی بھاری نفری نہ

ہونے کی وجہ سے انہیں ہی سب کچھ دیکھنا پڑھ رہا ہے "۔۔۔۔۔ وہ مزید انہیں دیکھتی بولیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوو !!!!!ماشاءاللہ ماشاءاللہ اللہ برکت دے "۔۔۔۔۔ حمیدہ صاحبہ انہیں دیکھ اپنا سر" ہلاتی خوش ہوتی بولیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسلام وعلیکم !ڈاکٹر نہلیت حمدانی یہاں لوگوں کا منڈی بازار دیکھ ٹھوٹھکے پھر سر" جھٹکتے چل اپنی جگہ آئے انہیں آتے دیکھ ڈاکٹر ناز پروین انکی چئیر سے اٹھتی سائیڈ دوسری چئیر پر براجمان ہوئیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی کہیں !!!ڈاکٹر نے ان سب پر اپنی ایک نظر ڈالے اپنے پروفیشنلی وے میں" انہیں مخاطب کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جی یہ تمام رپورٹس "۔۔۔۔ ابرار نے آگے بڑھتے ٹیبل پر گل کی رپورٹس رکھی"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہمم بیٹا آپ کی ٹانگوں میں پین وغیرہ ہوتا ہے "---- ڈاکٹر گل کو مخاطب کر بولے"

جی ہوتا ہے "---- اسنے انہیں جواب دیا ---"

کوئی ی ایکسیڈینٹ ہوا تھا ؟؟ "دوسرا سوال کیا گیا ---"

جی ہاں !!!انہیں دیکھ بولی ---"

وہ اور ابرار موٹر بائی ک پہ سیر کے لیئے نکلے تھے اور یہ اچانک سا شوق گل کے دل میں اُجاگر ہوا تھا کہ اسے بائی ک کی سیر کروائی ی جائے ---

ابرار نے اسے نجانے کیوں اس دن منا بھی کیا لیکن وہ بضید تھی کہ اسے جانا ہے بس دو چکر لیکر واپس آجائیں گے موسم سہانا اچھا ہونے کے باعث وہ اور بھی ڈٹ چکی تھی ---------

جسکی ابرار سنتا ہار مانتا اسے لیئے موٹر بائک پر باہر لیئے نکل گیا تھا ----------

ابرار کی موٹر بائک ڈسبلینس ہوئی ی اور سامنے سے آتی گاڑی سے ایک دھماکے دار تصادم ہوا جس میں اسے بیرونی چوٹیں جبکہ گل کے پاؤں متاثر ہوگئے تھے

تب سے آج تک ابرار خود کو قصور وار تسلیم کرتا آیا تھا کہ اسکے باعث اسکی شہزادی کی یہ حالت تھی ----------

لیکن وہی گل اسے یہ اسکی احمکانہ بات تصور کرتی اور سرزش کرتی کہ وہ سب ہونا ہی تھا تمہارا اس میں کوئی ی قصور نہیں ---------

اب ڈاکٹر اسکی ایکسرے کی رپورٹ لیئے کھڑے ہوتے ایکسرے کی مشینی ڈیوائس سے اسکی رپورٹ مشین کے سامنے کیئے جانچنے لگے ---------

جہاں تک میرا خیال ہے ان کی رھیڑ کی ہڈی متاثر نہیں ہے--- انکی لیفٹ فٹ کی" نس دبی ہوئی ہے اور وہ بغیر آپریشن کے ٹھیک ہونا ناممکن ہے ------

باقی میں یہ بھی بتادوں کہ یہ رسکی ہے بہت -----
اگر آپریشن ہوتا ہے اور سکسسیس فُل نہیں رہتا اللہ نہ کرے تو زندگی بھر ----- لیکن "اس میں ستر فیصد یقین بھی ہے کہ یہ بچی اپنے پیروں پر پھر دوبارہ چل سکے گی ----- انہوں نے سیدھی بات کی ----------

شہزادی آپ کیا کہتیں ہیں ؟؟ "ابرار گھٹنوں کے بل بیٹھ اسکے دونوں ہاتھ اپنے بھاری" ہاتھوں میں لیتا استفسار کرتا اسکے گلابی چہرے کو دیکھا جو کسی بھی تاثرات سے پاک تھا

مم ۔۔۔۔میں تیار ہوں "۔۔۔۔ اسے دیکھ کہا پھر سب کو دیکھا جو سب امید بھری"
"نظروں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے کہ اسکا فیصلہ کیا ہوگا آخر؟

بیٹا رسک تو لینا ہی پڑے گا آپ اپنے پیروں پر کھڑی ہونا چاہتی ہے ناں ؟؟ "ڈاکٹر"
اسے دیکھ گویا ہوئے ۔۔۔۔۔۔۔۔

جج ۔۔۔ جی ہاں !!!!"۔۔۔۔ وہ اپنا سر ہلاتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اور ایک آخری بات !!۔۔۔۔۔۔ ڈاکٹر نے وہاں سب پر اپنی نظر ڈالے اپنے آنکھوں پہ
اپنا نظر کی خرابی کے باعث پہنا چشمہ اتار ٹیبل پر رکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہیئے ۔۔۔ " !!ابرار نے اور سب نے اپنی سماعتوں کو انکی طرف متوجہ کیا"

۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ لوگوں نے یہ بتایا کہ انکی فزیو تھراپی ہوتی آرہی ہے تو آپریشن کی کامیابی کے بعد" بھی انکی فزیو تھراپی کم سے کم دو سال تک کنٹیو رہی گی ----------

اور جن مشینوں کے زریعے انکی تھراپی ہوگی وہ ابھی پاکستان میں دستیاب نہیں ہیں ایسا نہیں ہے پاکستان میں ممکن نہیں ہے ---- ہمارا پاکستان بھی کافی ترقی کرچکا ہے ----

ہے ممکن لیکن وہ مشینیں ابھی پاکستان میں معتارف نہیں کروائی ی گ ئی یں اسلیئے آپ کو شاید آؤ ٹ آف کنٹری جاکر انکی دو سال تک کی تھراپی لینی ہو -----

یہاں جو لے رہی ہیں یہ چاہے تو وہی تھراپی لے سکتی ہیں جو عام ہیں لیکن ان تھراپی سے انہیں وقتی فائدہ ہوگا یہ پوری طریقے سے ہشاش بشاش نہیں ہوپائے گی -----

اگے آپ سب کی مرضی ؟؟ "وہ کہتے چپ ہوئے -------

" میں کچھ بھی کرنے کے لیئے تیار ہوں بس میری شہزادی ٹھیک ہوجائے ڈاکٹر ۔۔۔۔"
ابرار نے انہیں دیکھ تعمل سے کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جس پر ڈاکٹر نے انہیں پر امید نظروں سے دیکھتے انہیں اچھے کی امید دلوائی ی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

****

یہ کس نے بیجھا ہوگا ؟؟ "وہ پوسٹ مین سے لفافہ لیئے اندر گھر میں آیا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

لفافے پر گورنمنٹ کی مہر بند دیکھ اپنی گھنی داڑھی کھجاتے دوسرے ہاتھ سے لفافہ کھولا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اندر دستاویز کو باہر نکال اپنی آنکھوں کے سامنے کیا اور جیسے جیسے وہ پڑھتا گیا اسکا چہرہ
لٹھے کے مانند سفید پڑتا چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میں باہر جارہی ہوں بھائی ی اپنی گاڑی کی چابی دے گے ؟؟ "زینیہ اسکے سامنے آتی"
بے فکری سے اپنے ہاتھ کی حنائی ی ہتھیلی پھیلائے بولی ----------

یہ کیا ہے زینیہہہ؟؟ "وہ غصے سے اپنی طیش بھری آنکھوں سے اسے دیکھ اسکے"
سامنے طلاق کے پیپرز لہراتا بولا ---------

بھائی ی کیا ؟؟ "اسنے نا سمجھی سے اسے دیکھ اپنا سر ہلایا جیسے اسے کوئی ی فرق ہی"
نہ پڑا ہو ----------

تمہیں ازمیر نے طلاق دے دی ہے "----- وہ غصے سے بے قابو ہوتے دھاڑا"

بھ --- بھائی ی وہ ایک گھ --- گھٹیا انسان ہے مم --- میں اسکے ساتھ نہیں رہنا"
چاہتی تھی "----- وہ گڑبڑاتی اپنے بھائی ی کے غصے ، خوف و ڈر سے تھوگ نکلتی بولی

ساتھ ہی ساتھ چہرے پر دنیا بھر کی اُداسی اور آنکھوں میں جھوٹے آنسوں در آئے تھے

ایسا کیا گھٹیا پن کیا زینیہ اس نے بتاؤ مجھے ؟؟ "میں اسے چھیر پھاڑ کے رکھ دوں گا"

میری بہن کوئی ی شے ہے جِسے رکھ اسے چھوڑ دیا ------"
تم ایک باعزت گھرانے کی بیٹی ہو زینیہ تمہارے آنکھوں سے اس نمکین گرے ایک ایک قطروں کا میں اس حرا ****سے حساب لوں گا "--- پتھیرلے لہجے میں کہتے بھر پور طیش کے عالم میں وہاں سے باہر اپنے قدم بڑھائے ---

اسے تو بس اتنا ہی معلوم تھا کہ اسکی بہن ازمیر کے ساتھ ایک خوشحال مطمئن زندگی گزار رہی ہے مگر ازمیر کا یہ چہرہ تو اب سامنے آیا تھا ---------

وہ غصے سے پاگل ہورہا تھا کہ ازمیر اسکے سامنے ہو اور وہ اسکا سینہ گولیوں سے چھلنی کردے وہ ایسے کیسے اسکی بہن کو طلاق دے سکتا تھا اسکے ساتھ برا سلوک کرسکتا تھا ؟؟

لیکن اس لاعلم انسان کو کیا معلوم تھا کہ اسکے گھر میں ہی اسے دغا دی جارہی تھی

اسکی بہن نے ہی خود اپنا گھر تباہ و برباد کیا تھا اور اس بارعب مرد کو خود ہی اکسایا تھا کہ وہ مجبور ہوگیا تھا طلاق دینے پر ----------

"اور پھر اگر عورت ہی گھر بسانا نا چاہے تو بھلا مرد کیا کرسکتا ہے پھر ؟؟

کہتے ہیں ناں ایک مضبوط رسی پر یک طرف گرفت اور دوسری طرف زرا بھی مضبوط پکڑ نہیں !

تو ظاہر سی بات ہے یک طرفہ کوشش کرنے والا تھکن سے چور ہوتے زمین بوس ہی ہوگا جب دوسری طرف بمقابلہ کوئی ی کوشش ہی نہ کی گ ئی ہو -----

تو بس پھر خسارے ہی ہاتھ آتے ہیں اور زینیہ ازمیر کے تعلق میں بھی یہی ہوا تھا

راحیل بھائی ی ---- روکیں پیلز ---- "یکدم بھاگتی اسکی پشت پہ آتی اسکا بھاری ہاتھ تھاما --------

اسے علم تھا کہ وہ ازمیر کی دھجیاں بکھرنے جارہا ہے لیکن اگر چلاگیا تو اسکا گیم اس پر ہی الٹ سکتا تھا --------

اسنے اپنی بھابھی کو ہی اتنی مشکلوں ترلے کر کے سنبھالا سمجھایا تھا کہ اسکے بھائی ی کو ریشمہ صاحبہ کی دیتھ کا نہ بتایا جائے جسکے بتانے سے اسکا کیا ریشمہ صاحبہ پر ظلم ایک منٹ میں آشنا ہوجائے گا اور پھر ایک ایک کر کے جو وہ آج تک کرتی آئی ی جس سے صرف اسکی بھابھی ہی واقف تھی کہ وہ سب بھی اسکے بھائی ی تک پہنچ جائے گا

اور وہ جانتی تھی کہ اسکے بھائی ی کا غصہ کس قدر تیز ہے ؟

بس کسی بھی طریقے سے وہ ازمیر اور ازمیر کی جھنجھٹوں سے آزاد ہونا چاہتی تھی اور وہ ہو بھی گ ئی تھی لیکن اب اپنا بنا بنایا کھیل ختم ہوتے نہیں دیکھ سکتی تھی

جبکہ اسے اسی گھر میں اچھا بن کر رہنا تھا جب تک داؤ د اسے اپنا بناکر یہاں سے لے نہیں جاتا ---

****

ماشاءاللہ تمہاری دونوں اولادیں بڑی نیک صالح ہیں "---- ڈاکٹر ناز پروین اپنے برابر" میں بیٹھی حمیدہ صاحبہ سے سرگوشی نما بولیں ---------

ہاں یہ تت --- تو ہے "---- انہوں نے بھی انہیں اپنا سر ہلاتے سرگوشی نما کہا کہ" کہیں وہاں سب کی چلتی باتوں میں خلل نہ پیدا ہو -------

بڑی بے وفا دوست نکلی تم اور ملیحہ ؟؟ ملیحہ شادی کے بعد سے نجانے کہاں غائب ہوگئی تمہاری طرح ؟؟

میں نے سنا تھا ویسے اسکی شادی بھی کسی گاؤں میں رہنے والے حویلی کے سرپنچ کے بیٹے سے ہوئی تھی جیسے تمہاری -------

حمیدہ بیگم گڑبڑائی ی تھیں انکا چہرہ کمرے کے نارمل ٹیمپریچر میں بھی پسینے سے نم ہوچکا تھا جسے وہ نہ محسوس انداز میں اپنے ڈوپٹے سے صاف کرگ ئی --------

اونہہ !!--- اس مصیبت سے ٹکرانا بھی ضروری تھا زندگی میں؟؟ "حمیدہ بیگم غصے" سے سوچتیں ہنکار بھر کر رہ گ ئی یں ---------

،،،مجھے افسوس ہے تمہاری ابھی تین اولادیں ہوتیں وہ ابوشن -------

تت --- تم ناز پروین اس بات کو یہی دبا دو --- میں نہیں چاہتی میرے زخم تازے" ہوں ----- "انکا ٹیبل کے نیچے سے ہاتھ تھام بھکلاتی گڑبڑاتی جلدی جلدی سرگوشی نما بولیں کہ کہیں یہ تیز غام عورت اور کچھ نہ پھوٹ دے اپنے منہ سے جس پر مہر بند لگانا بھی ضروری تھا -------

ان دونوں کی اب سرگوشی نما گفتگو وہاں انکے ہسبینڈ "ڈاکٹر نہلیت حمدانی "سمیت سب وہاں تفکر و سوچ لیئے دیکھ رہے تھے ---------

جن کی باتیں انہیں سمجھ تو نہیں آرہی تھیں لیکن وہ سب متوجہ لازمی ہوگئے تھے

ارے !!وہ وہ یہ مم --- میری پرانی دوست ناز پروین ہے ----"حمیدہ بیگم سب کو" انہیں ہی تکتا پاکر جلدی جلدی تھوگ نکلتی گڑبڑاتی بولیں --------

ڈاکٹر حمدانی سے تو انکی اہلیہ نے انکا زکر کیا تھا مگر یہ انکشاف نیا تھا گل، ابرار، آغر کے لیئے حمیدہ بیگم کی جانب سے ------ جسے سب قبولتے اپنا اپنا سر ہلاگئے ---------

جاری ہے --------

منِ عزیزم

قسط نمبر 31

پریشے بیگ

Do not copy paste _____ ლ(◉ ر◡ر ◉'ლ)

وہ لمبا چھوڑا مرد اپنا اوور آل پہنے بھاری مضبوط ہاتھوں میں اس صنف نازک کا وجود اٹھائے بارہاں تیزی سے بھاگتا وہاں سے دائیں مڑتا ہاسپٹل کے کوریڈور تک آیا

اسے یوں بد حواسی کے عالم میں بھاگتے دیکھ ہاسپٹل میں آملہ، ریسیپشنسٹ، نرسسز، ڈاکٹرز، وراڈ بوائے سب الرٹ ہوئے تھے ---

وہاں آنے جانے والے لوگ اس انتہائی ہینڈسم نوجوان ڈاکٹر کی پرسنلٹی دیکھ اسے بھاگتے دوڑتے اس نازک وجود کو لیئے خود با خود راستہ دینے لگے ---

"بیٹا یہ کون ہے ؟؟" ڈاکٹر ناز پروین وہاں سے گزر رہی تھی کہ اسے اسطرح حواس باختہ اس دوشیزہ کو وہاں پاس سائیڈ لگی اسٹریچر پر ڈالتے دیکھ اپنے نوجوان بیٹے کے قریب آتی بولیں ---

For more novels to visit our website
www.urdupdfnovel.com

"مام ابھی کچھ نہ پوچھیں اور جاکر اسکا چیک اپ کریں پلیز "--- وہ ہڑبڑاتا گھمبیر بھاری لہجے میں انہیں دیکھ بولا --------

"اوکے اوکے ---!!" کہتیں اسکے ساتھ اسے وہاں سے ٹریٹمنٹ کے لیئے لے جانے لگیں ---------

"پریشان نہ ہو میں دیکھتی ہوں اس بچی کو --"۔ اپنے بیٹے کے متفکر بھرے وجہیہ چہرے پر نظر ڈال بولتیں اسے وہی چھوڑ اندر ایمرجنسی روم میں اسکی اسٹریچر لے گ ئی یں --------

.....

وہ اسکے چارو طرف پیٹرول چھڑکتا اسکے سامنے اپنی روعبدر شخصیت لیئے کھڑا ہوا

"مجھے معاف کر دو ---- مم میں بتاتا ہوں یہ سب معاملہ کیا ہے ؟" وہ آدمی اسکے کچھ دیر پہلے کے دیئے گئے زخموں سے بلبلاتا اوپر سے اب جو عمل وہ کرنے جارہا تھا اس پر تڑپتا ہار مانتا اسکے سامنے اپنے کانپکپاتے ہاتھ جوڑ گیا --------

"بک --- !! ورنہ یہ آگ تجھے جلاکر بھسم کردے گی اور تیری ہڈیاں جل سڑ کر خاک ہوجائیں گی" --- اپنی مونچھوں تلے عنابی لبوں سے سگار لگاتا لائٹ

منِ عزیزم

قسط 32) سرپرائز(

پریشے بیگ

کاپی نہ کریں سختی سے ممنوع ہے ---------

****

مام کیسی ہے وہ اب ؟ "وہ اپنے بیٹے کے کیبن میں آتی اسے فکرمند دیکھ اسکے سامنے" والی چئیر پر بیٹھیں --------

بیٹا ٹھیک ہے وہ بچی --- تم یہ بتاؤ کہاں سے ملی یہ بچی تمہیں؟؟ اور تم گاؤں" میں مزین ہاسپٹل سے آج ہی شہر آئے ہو کیا ؟؟ "اپنے ہاتھ ایک دوسرے میں الجھائے ٹیبل پر رکھے اسے دیکھ مخاطب ہوئیں -------

ہاں آج ہی آیا ہوں مام --- میں گاؤں کے ایریے کو کراس کر شہر میں داخل ہی ہوا" تھا کہ یہ لڑکی اچانک میری گاڑی سے ٹکراگئی اور بیہوش ہوگئی جسے اٹھاکر میں یہاں لے آیا بس ---- "وہ گھمبیر بھاری لہجے میں انہیں دیکھ بولا --------

ہمم --- "!!وہ اپنی سانس خارج کرتی رہ گئیں --------

آپ کو کچھ بتایا اس نے مطلب اپنے گھر بار کے بارے میں ؟ "اس نے اپنی ماں ناز" پروین کو دیکھتے کھوجنے والے انداز میں کہا ---------

نہیں !!ابھی تو کچھ نہیں پوچھا میں نے ویسے ---- ابھی اسکی کنڈیشن ایسی ہے"
بھی نہیں کہ اس سے کچھ پوچھا جائے ؟ بہت ڈری ہوئی ی ہے وہ بچی "----- وہ
اسے دیکھ بولیں ---------

اچھا !!--- وہ یک لفظی بول بولتا چپ ہوا --------

"!!مگر کچھ توقف کے بعد پھر بولا ------ "مام ---

ہاں --- !اسے دیکھ اپنی آئی برو اچکاتی وہ بولیں ---------

بہت بھادر ہے وہ بچی اسے میں اپریشیٹ کرتی ہوں کہ اس نے کسی کے غلط فعل کو"
ناکام بناتے اپنی عزت بچائی ی ---

کسی جانباز کا ہی خون دوڑتا ہے اسکی رگوں میں اس کم عمری میں اس نے جیسے اپنی حفاظت کی ہے میں سلام کرتی ہوں اس کی دلیری کو ----- "وہ اپنے بیٹے کی بات سمجھتی بولنا شروع ہوئی یں اور پھر ٹھہرتی اسکی جانب دیکھا -------

جو اپنی نگائی یں شرم و حیا سے یہاں وہاں پھیرتا آخر میں ٹیبل پر اپنی نگاہ ٹکا گیا

جس کے بعد ماں بیٹے کے درمیان چپی کا ایک لمبا دورانیہ چھا گیا تھا ----------

اس نے کچھ کھایا مام ؟ "اسنے دوسرا سوال کر اس لمبی خاموشی کو توڑا -------"

نہیں ---- "!وہ یک لفظی جواب دیتیں چپ ہوئی یں -------"

میں کچھ لے آتا ہوں "---- وہ چی ئی ر سے اٹھ کھڑا ہوا --------"

میں کھلا دونگی اسے کچھ فکر نہ کرو تم ۔۔۔۔۔ ایک ڈاکٹر ہو تم بیٹا آپ کی اس پیشے سے" جڑی زمہ داریاں ہیں جنہیں آپ نے نبھانا ہے ۔۔۔۔ وہ بچی بس ایک پیشنٹ ہے اور کچھ نہیں ۔۔۔۔ "وہ اپنی چئیر سے اٹھتی اس کی جانب آتیں اسکے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھ گویا ہوئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکی اس نامعلوم لڑکی کو لیئے بے وجہ کی فکر دیکھ ششدر تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسطرح کا بی ہیوئی یر تمہارا ٹھیک نہیں ہے ۔۔۔۔۔ خیر یہ چھوڑو وانیہ سے بات" ہوئی ی اسکا آج ڈاکٹر بننے کے بعد سے آج پہلا آپریشن تھا تمہیں پوچھنا چاہیئے کہ وہ کامیاب ہوئی ی ۔۔۔۔۔اگر کامیاب رہی ہے تو تمہیں اسے مبارک باد دینی چاہیئے ۔۔۔۔ "وہ مزید اسے دیکھ پیار سے بولیں ۔۔۔۔

وانیہ اس کی مانگ تھی جنکا رشتہ بچپن سے ہی ان کے بزرگوں بڑوں نے طے کر دیا تھا ۔۔۔۔ وہ ایک وعدہ تھا جو بڑوں نے ایک دوسرے کو دیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے معلوم ہیں اپنی زمہ داریاں مام ۔۔۔۔۔ "انکی تمام باتوں کو سمجھ انکے گال پر اپنے" بھاری ہاتھ رکھ تھپتپھاتا کہتا نکلتا چلا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

مجھے نہیں لگتا مام میں آپ لوگوں کا دیا وعدہ نبھا پاؤں گا ۔۔۔۔ "ایر جنسی روم کے" باہر پہنچتا گلاس وال سے سرسری سا سامنے اس صنف نازک کے وجود کو بیڈ پر اپنی آنکھیں موندے سویا دیکھ وہ خود سے مخاطب ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

****

گاؤں میں غریب کسان مزدور کی بیٹی کی شادی کی تقریب چل رہی تھی جس میں حویلی کے اور گاؤں کے لوگوں کو مدعو کیا گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شادی کا تمام خرچا ابرار نے اپنے سر لیا تھا اور اس نے اپنی زمہ داری باخوبی نبھائی ی بھی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

پورے گاؤں کا راہداری کا حصہ اور انکا گھر برقی قمقموں سے سجایا گیا تھا کہ دیکھنے والے جو دیکھیں رشک کرتے رہ جائیں -------

اور واقعی وہاں آنے والے مہمان گھر کی خوبصورت سجاوٹ کو دیکھ سراہے بغیر نہیں رہ پارہے تھے -------

چل بھئی لاڈو !!بارات آنے والی ہے شمی کی "----- رائمہ کی ماں چیخی"

شمیم انہی کے گاؤں کی رہنے والی لڑکی جسکے شادی کا آج سما بندھا ہوا تھا --------

سارے مہمان وہی گھر کے باہر لگائے گئے شادی کے شامیانے میں جمع ہوچکے تھے

لڑکیاں پھولوں کی تال لیئے بارات کے انتظار میں دروازے پر کھڑی تھی کہ آئے اور ان پر پھول نچاور کر انکا ویلکم کیا جائے -------

کچھ ہی دیر میں بارات آچکی تھی جسکا استقبال بھرپور زورو شور سے کیا گیا دفتاً جس کے بعد کھانے کا دور چلا تھا -------

وہ شادی میں اس دشمن جان کو بڑھ چڑھ کر کام کرتے سب دیکھ بھال کرتے اپنی ترچی نگاؤں سے دیکھ رہی تھی مگر وہ تھا کہ اسے نظرانداز کیئے کاموں میں مگن مصروف رہا تھا -------

وہاں آئی ی لڑکیوں کی تو اس مغرور لمبے چوڑے حسین شہزادے سے نظریں ہی نہیں ہٹ رہی تھی اور جمگھٹا بنائے یقیناً اسی دشمن جان کے بارے میں ایک دوسرے کے کان میں سرگوشیاں کر رہی تھیں -------

"اسسک پیک تو دیکھ اس کے --- ہائے اس بندے کا سویگ ہی الگ ہے قسمے"
----- وہی راہمہ کی تازہ تازہ سرگوشی اسکے کانوں میں پڑی تھی ---------

جسے سن وہ یکدم جل بھون اٹھی تھی ---------

اونہہ !!!مجھے کیا ہے میری بھلا سے بھاڑ میں جائے "---- منہ ہی منہ میں غصے کی" شدت سے بڑبڑائی ی --------

اور اب وہاں چئیر سے اٹھی --------

کہاں جارہی ہے ؟؟ "رائمہ نے اسے اٹھتے دیکھ اپنی آئی برو اچکاتے کہا --------"

کہیں نہیں بس آرہی ہوں ---- "کہتیں آگے کو بڑھی ---- رائمہ اسے جاتے دیکھ" اپنے کندھے اچکاتی سامنے اسٹیج پر بیٹھے دلہا دلہن کو دیکھنے لگی ------ جن کی جوڑی بہت پیاری لگ رہی تھی --------

ایک انار سو بیمار ۔۔۔۔ "ان جمگھٹا بنائی ی لڑکیوں پر اپنی ایک کاٹدار نظر ڈال جلتی" کڑتی بڑبڑاتی سامنے شامیانے میں دائیں جانب کھڑے ابرار سکندر کے سر پر پہنچی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ بلیک پہننا ضروری تھا ؟ اور تم یہاں عورتوں میں کیا کررہے ہو ؟؟ مردان کھانے" میں کیوں نہیں ہو ؟ کیا شرم ورم بھیج کھائی ی ہے ؟؟ "تڑک کر اسے دیکھ غصے بھرے لہجے میں بولی ۔۔۔۔۔۔۔

کیوں ہینڈسم لگ رہا ہوں ؟؟ "اوپر سے نیچے تک اسکا مکمل جائزہ لیا جو مہرون کلر کی" نفیس سے ہلکے سے کام والے فراک میں ملبوس، گلابی چہرہ میک اپ سے پاک، بال آزاد لہراتے اسکی نازک کمر پر کسی ناگین کی طرح لہرا رہے تھے۔ سر پر ڈوپٹا تھا مگر اسکے نیچے سے بال جھانکتے اسے پاگل بنارہے تھے اسکا یہ ہوش ربا سراپا اسکے مکمل ہوش اڑانے کے لیئے کافی تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہینڈسم خاک --- !!چھچھوندر لگ رہے ہو "--- تنک کر کہتی اپنے ڈوپٹے کو اپنے سر" پر صیح کیئے اپنے لبوں کو دانتوں تلے دبا گ ئی ---------

بال کیوں کھلے چھوڑیں ہیں تم نے ؟؟ "اسکی تمام باتوں کو نظرانداز کیئے اسکے بھیگے" لبوں پر اپنا انگھوٹا سہلاتا مخور بھرے گھمبیر بھاری لہجے میں بولا ---------

****

تمہیں رقم مل جائے گی بس کام ہوجانا چاہیئے "--- کہتیں انہوں نے فون کو آف کر" اپنے ہاتھ میں دبایا اور ڈوپٹے کو سر پر ٹھیک کیئے چہرے پر مسنوئ ی آسودگی بھری مسکان سجائ ی اور گھر کے گارڈن سے گھر کے اندر بڑھی ---------

کیسا کام ؟؟ "ان کی پشت سے کسی کی مرادنہ آواز انکی سماعتوں سے ٹکرائ ی"

وہ مقابل کی آواز پہ پلٹی تو یکدم چونک گ ئی یں --------

آغر تت --- تم ؟؟ ڈرا دیا مجھے "---- کتہیں وہ اسکی بات ان سنی کر دوبارہ آگے" بڑھنے لگیں --------

میں نے پوچھا کیسا کام ؟؟ "انکی پشت دیکھ مقابل نے بھی ڈھٹائی ی کا مظاہرہ کیا" -------

مطلب ؟؟ "وہ دوبارہ اسکے جانب پلٹیں --------"

میں نے کوئی ی افریکن زبان میں سوال نہیں کیا جو آپ کو سمجھ نہ آئے سیٹھانی" صاحبہ "---- وہ چبا چبا کر انہیں دیکھ بولا ---------

جن کے چہرے کا رنگ اڑنے لگا تھا سکون سے بے سکونی میں تبدیل ہونے لگا تھا --------

تمیز سے بات کرو آغر "---- وہ غرائی ی اور اپنی غصے بھری آنکھیں دیکھائی یں"

ششش !!مجھے خود سے تیز آواز میں بات کرنے والے لوگ نہیں پسند "---کہتے اپنی" شرٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال ٹیبلیٹ کا پتہ لہراتے ان کے سامنے کیا ---------

جنکا چہرے کا رنگ اڑتا فق پڑ چکا تھا ایک قیامت تھی جو انکے مطابق ان پر ٹوٹ پڑی تھی ---------

یہ یہ --- تمہارے پاس کک --- کیا کررہی ہیں؟ "وہ پہلے والے ڈاکٹرز سے لی" گ ئی یں گُل کے لیئے گولیاں جو انہوں نے اسکی پاؤں کی درد کی ٹیبلیٹ میں مکس کردی تھیں جنہیں وہ باقاعدگی سے اپنی داواؤں کے ساتھ لیتی آرہی تھی -------

جو اسے ٹھیک تو نہیں مگر اسے تباہ کررہی تھیں یعنی اسکے پاؤں کے درد میں اضافہ کر اسے مزید آپائی ج بنارہی تھیں --------

یہ چھوڑیں کہاں سے آئی ی اور کہاں سے نہیں !!اس بات پر فوکس کریں کہ اگر میں" نے سب کو آپ کا کیا دھرا بتادیا تو ؟؟ وہ بھاری آواز میں انہیں دیکھ دھمکی آمیز لہجے میں بولا ---------

"لڑکے بلیک میل کررہے ہو مجھے ؟ کوئی ی ایسا پیدا نہیں ہوا جو مجھے دھمکا سکے ----"

میں ہوگیا ناں پچیس سال پہلے پیدا --- بس اب اپنا کاؤ ن ڈاؤ ن کرنا شروع کردیں" اور اپنے آنے والے برے وقت کو خوشآمدید کریں "----- سرد سپاٹ لہجے میں کہتا انکے ہوائیاں اڑے چہرے کو دیکھا ---------

جاری ہے ---------

منِ عزیزم

قسط ۳۳

پریشے بیگ

کاپی نہ کریں سختی سے ممنوع ہے --------

مجھے تو تیری نند ویسے بھی کسی لحاظ سے اچھی نہیں لگتی تھی دیکھا لے کر بیٹھ گ ئی" طلاق اب سانپ بن کر کنڈلی مار تیرے سر پر ناچے گی ۔"زینیہ کی بھابھی کی بہن ان کے گھر آئی ہوئی تھی اور جب سے زینیہ کی طلاق کا سنا تھا اسے اچھے برے کی نصیحتیں کرتی نہیں تھک رہی تھیں ----------

آپی یہ کھڑی دھوپ سا وقت ہے بیچاری اس کے لیئے ۔آپ بھی ناں کیسی باتیں" کررہی ہیں ؟؟"زینیہ کی بھابھی اپنی نند کا سائیڈ لیتی تعمل نرم مزاجی سے انہیں دیکھ بولیں ----------

کرن توں تو سدا بھر کی بھولی ہے مجھے اس کے لکچن پہلے سے ہی ٹھیک نہیں لگتے"
تھے ۔

بس تو رہنے ہی دے پھنسا لیا ہوگا تجھے اپنی جھوٹی چپڑی باتوں سے ۔

کیا بھلا مجھے نہیں معلوم کہ خدا گواہ ہے جب جب میں یہاں آئی ی ہوں تو وہ یہیں
پڑی ملتی تھی لگتا ہی نہیں تھا کہ وہ شادی شدہ ہے اپنے شوہر کے جانب اس کی کچھ
زمہ داریاں ہیں ؟؟ بس اپنے بھائی ی کے سینے پہ مونگ دھلتی یہیں نحوست
پھیلائی ی رکھی ۔

وہ تو شباشی ہے اس کے شوہر کو ماننا پڑے گا بڑی برادشت کا مظاہرہ کیا ہے ورنہ مرد
"اپنی پہ آئے نہ تو عورت کو دن میں تارے نظر آجائی یں ۔

اچھا چھوڑیں ناں آپی کیا کھائی یں گی پیے گی ؟؟ لاؤنج میں برابر میں فل سائی یز صوفے
پر بیٹھی اپنی بہن کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ استفسار کیا ---------

اونہہ !!ابھی تو زینیہ عدت میں ہوگی ؟؟ ہنکار بھرتی اسے دیکھ بولیں --------

ہاں !!اپنا سر اثبات میں ہلاتی سانس باہر خارج کر بولی اور اب ان کی باتوں سے تنگ آتی انہیں گھورنے لگی ---------

ٹھیک ہے بھئی !!اب کیا نظروں سے ہی نگل جائے گی ؟؟ جا بنا لا چائے لیکن تو" ٹھہر اس حال میں زیادہ چلنا پھیرنا صیح نہیں ہے میں بنالاتی ہوں چائے ۔"اسکا دوسرا بچہ تھا وہ اس کے بھرے بھرے جسم کو دیکھ جس کا ابھی چوتھا منتھ لگ چکا تھا اپنی بہن کی فکر میں خود اٹھتیں اسکے لاؤنج میں سامنے بنے کیچن کی جانب چل دیں

مسرت آپی بھی ناں !!دل انکا چڑیا سے بھی نازک ہے اور باتیں اتنی بڑی بڑی کرتیں ہیں ۔ انہیں اپنی فکر میں نڈھال ہوتے دیکھ وہ اپنا سر ہلاتی دوبارہ صوفے پہ بیٹھ خود سے بڑبڑائی ی ----------

ہووو !!یہ میرا جہاز اڑتا ہواؤں کو چیرتا ہوا فل آہنی تیز اسپیڈ سے "آہ !!!!" وہ چار سالہ گول مٹول سی لال گلابی گڑیا اپنے ننھے ہاتھوں میں کاغذ کا جہاز بنائے اوپر ہاتھ ہوا میں اٹھائے تیز رفتاری سے بھاگتی آرہی تھی کہ سامنے فل سائز صوفے سے ٹکرائی اور زمین بوس ہوئی اور بے ساختہ چیخی ---------

وہ روتی اپنا ننھا سا پاؤں پکڑے وہی زاروقطار رونے لگی ---------

اوو ہو بیڈ لک ہنی !دیکھاؤں مجھے زیادہ لگی درد ہو رہا ہے ؟"وہ پانچ سالہ بچہ اس بچی" کے قریب بیٹھا اسکی فکر میں گھلتا اسکا اپنے بھاری ننھے ہاتھ میں پاؤں تھامے معائنہ کرنے لگا تھا ----------

کیا ہوگیا میری پیاری بیٹی کو ؟؟"ماں تھی تو کلیجہ منہ کو آیا تھا کرن یکدم اپنی بیٹی کو نیچے" زمین پر گرتا روتا تڑپتا دیکھ صوفے سے اٹھی صوفے کے کونے پر اس کے قریب جاتیں

نیچے بیٹھیں اور اسے اپنی بانہوں میں چھپائے اسکے گلابی چہرے کو چومنے لگیں

آنی کی جان کیسے گر گ ئی آپ ؟؟ مسرت بھی جلدی جلدی چائے کے نیچے چولہے پر آنچ ہلکی کرتی اس تک پہنچی تھیں اور اپنی ماں کے سینے سے لگی اسے پیار سے دیکھتیں اسکے بال سنوارتے کہا ----------

پھر اپنے دل و جان سے عزیز ایکلوتے بیٹے پر نظر پڑی جو انہی دونوں کی طرح اس ننھی سی جان کی فکر میں دھرا ہورہا تھا ----------

پتہ نہیں یہ گندا صوفہ میرے سامنے آگیا اور میں گرگ ئی ۔ "اپنے ماں کے پہلو سے" اپنا منہ نکال معصومیت سے بولی --------

ڈیٹس آل رائ ٹ ہنی !کوئی ی بات نہیں ۔ "اس بچے نے نرمی سے کہتے خود سے" ایک سالہ چھوٹی پیاری کزن سے بولا --------

بھائی ی آپ مجھے پھر سے جہاز بنا کر دیں یہ تو خراب ہوگیا ۔"اپنی ماں کی گود سے" نکلتی چپ ہوتی اپنے سامنے بیٹھے کزن کو دیکھ بولی ---------

نہیں ہنی ابھی تمہیں چوٹ لگتی لگتی بچی ہے اب میں نہیں چاہتا کہ مزید کوئی ی" نقصان ہو ۔"اسکے گلابی ننھے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیئے اسے دیکھ کہا جس کے پاؤں میں ہلکی سی خراش آئی ی تھی ---------

وہ دونوں بہنیں ایک دوسرے کو دیکھ اپنا اپنا سر ہلاتیں وہاں سے اٹھیں جو اب دونوں ایک دوسرے سے بات کرنے میں اپنی اپنی ماؤں کو بھول چکے تھے ---------

تمہاری بیٹی کو تو میں اپنے بیٹے کے لیئے چنتی ہوں اسے تو میں تم سے چرا کر اپنی بیٹی" بنا لے جاؤں گی ۔ "کرن کے کانوں میں اسکی بہن مسرت ہلکی سی سرگوشی کیئے کیچن میں چائے دیکھنے کے لیئے بڑی ----------

معلوم نہیں آپی یہ تو وقت ہی طے کرے گا میں ایسا کوئی ی بڈن نہیں ڈالوں گی"
ابھی سے اپنی معصوم شہزادی سی بیٹی پر ۔ "سوچتی وہ کیچن میں مسرت کو گم ہوتے
دیکھ وہاں سے اٹھ صوفے پہ دوبارہ جاتی بیٹھی ----------

"مجھے اپنے بھائی ی کے پاس جانا ہے ۔"
بھیگی نم آنکھوں سے ہچکی کے درمیان بولتی ناز پروین صاحبہ کو دیکھا جو اسے ہاسپٹل
سے گھر لے آئی یں تھیں چونکہ دو دن ہونے والے تھے اسے ہاسپٹل میں اندراج
ہوئے مگر اس کے حوالے سے اسکے گھر والوں کا کوئی ی آتہ پتہ نہیں لگ پایا تھا اور نہ
ہی کوئی ی اسکی تلاش میں خاک چھانتا ہاسپٹل غیر ارادی طور پر آیا تھا ---------

جس کے باعث انہیں اس بے سہارا بے مددگار لڑکی کو یہاں اپنے گھر میں لے کر آنا
پڑا کیونکہ انکا قلب نہیں مان رہا تھا اسے ایسے بے سہارا چھوڑتے ---------

"بیٹا تم بتاؤ تو صیح پہلے کہاں ہے تمہارا بھائی ی ؟؟"

وہ بس اندھا دھند دو دن سے بری طرح سے روئی ی ہی جارہی تھی یہی کہتے کہتے مگر بتا نہیں پارہی تھی ----------

جیسے ہی بتانے لگتیں مزید انتہا کی شدت سے رونے لگتی جسے دیکھ ناز پروین اس کی ہوتی رونے تڑپنے کی وجہ سے بے سود نڈھال حالت دیکھ چپ ہوجاتیں اور زیادہ زور نہ دیتیں اس سے پوچھنے پر ----------

اور اب بھی وہ یہی کررہی تھی بس روئے جارہی تھی اپنے بھائی ی کے پاس جانے کی رٹ لگائے ----------

وہ -- وہ مم -- میرے پھ -- پھوپھا نن -- نے مجھ -- مجھے اس گندے آدمی کک" -- کو دے دیا اس نے اس آدمی کو بھی جان سے مار دیا تھا اور مجھے یہاں مارا ۔"اپنے پھولے رخسار پر اپنا گلابی ہاتھ رکھ ہچکیوں سے بولی ----------

وہ -- وہ آدمی اچھ -- اچھا نن -- نہیں تھا مم -- میں یہاں کاٹا - "اپنی گردن پر" اب اپنا ہاتھ لگاتی خوف و دہشتزدہ سی مزید بولی --------

ناز پروین صاحبہ تو بس اس کی حالت پہ اپنے لب سیئے اس کی تکلیف سن خود بھی تڑپ رہی تھیں اور ان کے ساتھ ساتھ دروازے کے باہر کھڑا لمبا چوڑا وجدان سنتا شدت تکلیف و اذیت سے اپنی آنکھیں موند گیا اور جب کھولی تو لہو رنگ تھیں ---------

دماغ کی نسیں پھولنے لگی تھی دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں زور سے بھینچ لی تھیں اسکا بس نہیں چل رہا تھا اسکے وہ ****پھوپھا اور اس زلیل ****آدمی کو چھیر پھاڑ کر رکھ دے اس دنیا سے ان دونوں کا نام صفہ ہستی سے مٹا دے ----------

"بیٹا تم شادی شدہ ہو ؟؟"

انہیں یاد آیا جب اسے ہاسپٹل لایا گیا تھا تو وہ لال عروسی دلہن کے جوڑے میں ملبوس تھی اور ہوسکتا ہے کہ وہ آدمی اسکا شوہر ہو ؟؟

نن -- نہیں وہ سب ناٹ -- ناٹک تھا مم -- گاؤں کے لوگوں کو بے وقوف بنانے" کے لیئے ۔

اس نے وہاں گاؤں میں سب جگہ بات پھیلادی کہ میں اس کے نکاح میں ہوں مجھے ونی کیا گیا ہے مگر ایسا کچھ نہیں تھا ۔

مم -- میرا کوئی ی نکاح نن -- نہیں ہوا اس کے ساتھ یہ سب مم -- میری سمجھ نہیں آیا اور وہ مجھے شہر لے آیا ۔

،مم -- میں شہر آئے بس اس آدمی سے پیچھا چھوڑوائے کبھی کسی چائے والے ڈھابے کبھی کسی گلی کے کونے، کبھی پارک ، کبھی کہیں، کبھی کہیں چھپتی پھیر رہی ہوں کہ وہ جانور نما انسان کب آجائے اور مجھے کب دبوچ لے ۔

مم -- میں جانتی ہوں می -- میرا بھائی ی اسے نہیں چھوڑے گا اسے اس دنیا میں ہی جہنم رسید کرے گا ۔"وہ شدت سے روتی لرزتی تڑپتی کہتیں اپنا گہرہ سانس کھینچتی رہ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرا بیٹا دکھی مت ہو رونا تو بند کرو اپنی حالت دیکھو کیسی کرلی ہے تم نے ؟؟ تمہارا" بھائی ی تمہیں اس خستہ بے حال حالت میں دیکھے گا تو اسے بہت برا محسوس ہوگا ۔

کھانا بھی تم دو دن سے گنا چنا کھارہی ہو اور مسلسل رو رہی ہو ۔

آؤ نیچے چلو میں کھانا لگواتی ہوں کھانا کھاؤ پھر بتانا تم کہاں رہتی تھی اور تمہارا بھائی ی کہاں ہے ؟؟

ہم بہت جلد ڈھونڈ لے گے تمہارے بھائی ی کو اور بہت جلد میری بچی تم اپنے بھائی ی سے ملوگی اس کے پاس ہوگی اب شباش اٹھو اور فریش ہوکر نیچے آؤ ۔"

اپنی ماں کو باہر آتا سن وجدان پہلے ہی سیڑھیاں اترتے نیچے چلاگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈاکٹر ناز پروین صاحبہ اسے محبت سے سمجھاتیں بجھاتیں بیڈ سے اٹھیں اور اسے اسی کمرے میں ایٹچ باتھ میں بھیجتے فریش ہونے کے لیئے خود وہاں سے نکلتی نیچے چلیں گ ئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے ۔۔۔۔۔۔

منِ عزیزم

قسط نمبر 34

پریشے بیگ

Don't copy paste _____ 🚫

کیونکہ شادی میں آئی ی ہوں کسی کے سوگ میں نہیں "۔"

شدت ضبط سے تڑک کر اسے دیکھ بولی -------

امم انٹرسٹنگ !ہوگیا اب بال باندھو اپنے "۔"

اسکے خوبصورت چہرے کو بغور دیکھ بھاری لہجے میں بولتا اسکے چہرے پر آتی آوارہ لٹ کو کھینچا ---------

آہ !ہلکی سی پھنسی پھنسی چیخ نکلی ۔ "پاگل ہو کیا ؟؟ "اسکے بال کھینچنے پر چوٹ کرتی" اپنا غصے سے چہرہ اس کے جانب سے مڑگ ئی ---------

پونی گم گ ئی تھی جو بالوں کو اسطرح آزاد کیئے مجھے واقعی پاگل بنارہی ہو ؟ "خمار سے" آلودہ گھمبیر لہجے میں بولا --------

وہ اس کی بات پر بچپن کے اسی لمحے میں چلی گ ئی جب اسکی پونی گم ہونے والی بات پر اس نے اسکے بال باندھے تھے --------

مگر ایک خوف کا سایہ بھی یکدم اسکے چہرے پر لہرایا تھا --------

وہ اسکے چہرے کے مندمائی ل پڑتے تاثرات جانچتے اپنی ہاتھوں کی مٹھیاں شدت ضبط سے بھینچ گیا --------

ایک دن آئے گا جب میں تمہاری زندگی سے سارے غم کالے سائے نوچ کروچ کر باہر پھینک دوں گا ۔ جس کے بعد بس تمہارے دل میں میری دی گ ئی محبت ہی باقی بچے گی "۔اسنے سوچا ---------

میں باندھ دوں "۔ یکدم اسکے کان میں بھاری سرگوشی کی -------"

نن -- نہیں کوئی ی ضرورت نہیں ہے میں نے کھلے چھوڑیں یعنی میں چاہتی ہوں کہ " یہ کھلے ہی رہیں "۔ اسے دیکھ خود کو سنبھالتی ہر جذبے سے عاری لہجے میں بولی

مرو تم مجھے یہاں آنا نہیں چاہیئے تھا کیوں آگ ئی میں ؟؟ "مزید کہتی اس پر لعنت" بھیج پلٹتی جانے لگی --------

ان لڑکیوں کا مجھے دیکھنا برا لگا ، میرا تمہیں نظرانداز کرنا برا لگا یا میری اٹینشن چاہیئے تھی یا" پھر تینوں ؟؟ "اپنے ہاتھ کی بھاری انگلیاں اسکی نرم روئی ی جیسے ہاتھ میں الجھائے اپنے قریب کھینچا ---------

وہ پلٹتی اسکے جانب کٹی پتنگ کی طرح لہراتی اسکے سینے سے لگتی لگتی بچی اور اپنے اور اسکے درمیان فاصلہ قائم کرتی اپنا دوسرا ہاتھ اسکے چوڑے سینے پر جما گ ئی

لگتا ہی نہیں کہ تم اس گاؤں کے اگلے سرپنچ گدی کے جانشین ہو ؟ گاؤں کے" لوگوں کے لیئے انکے مسیحہ اور ہم درد ہو ؟؟ ایک نمبر کے دو نمبر آدمی ہو ؟؟ "وہ اسکی تمام باتوں کو سرے سے نظرانداز کرگ ئی ---------

چھوڑو مجھے اس بھرے مجموعے میں تو سدھر جاؤ "۔"

سرگوشی نماکہتے اسنے پیشاوری جوتے میں قید اسکے بھاری پاؤں پر اپنی پہنی زور سے ہل ماری ۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ !ظالم "!!وہ ہلکا ساچیخا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اور اپنے دائیں جانب دیکھا جہاں وہی لڑکیوں کی ٹولی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی جو ایک دوسرے سے محو گفتگو تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔

کتنی خوش نصیب ہے وہ لڑکی دیکھ اسی ہینڈسم کے پاس جو کھڑی ہے ۔۔۔۔ کیا باتیں" کررہے ہوں گے ؟ آخر وہ دونوں ؟؟ "ان میں سے ایک لڑکی نے دوسری کے کان میں چپکے سے سرگوشی کی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب انہیں کیا معلوم کہ وہ نارمل باتیں کرنے کے بجائے ایک دوسرے سے ٹام اینڈ جیری کی طرح لڑ مر رہے ہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسنے غیر ارادی طور پر اپنی نظر ان لڑکیوں کے جانب اٹھائی تھی اور اپنی کھا جانے والی نظروں سے انہیں گھورا کہ وہ لوگ شرمندہ سی خجل ہوتیں اپنی اپنی نظریں ان دونوں کی طرف سے ہٹاگ ئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب اپنی نگاہ سامنے اس پہاڑ سے کھڑے مضبوط ابرار پر ڈالی جو بلیک کرتے شلوار میں ملبوس گلے میں ڈالی اسکن کلر کی چادر ہاتھ میں پہنی بریںڈیڈ گھڑی ، بالوں کو جیل سے سیٹ کیئے وہ بہت ڈیشینگ لگ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

وہ خود کو فرصت سے تکتے دیکھ اسکے ایک ایک تاثرات ناٹ کررہا تھا جو بے خود سی بس اسے دیکھے جارہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی نظریں اب کرتے سے جھانکتے اسکے مضبوط بازؤں پر گ ئی یں جہاں سے اسکے سسک پیک دکھ رہے تھے اپنا حلق تر کیئے زہن بھٹکنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اگر ان کے بیچ یہ بے وجہ کے اختلاف نہ ہو تو شاید وہ بھی ان لڑکیوں کی طرح اس پر دل و جان سے مر مٹتی وہ اس قدر ڈیشنگ پرسنٹلی کا مالک تھا ---------

پیار آرہا ہے مجھ پر ؟ "اسے مزید قریب کیئے اسکے کان میں میٹھا سا سور پھونکنے لگا"

دو -- دور ہٹو "---- وہ جانے انجانے میں اسکے چہرے پر سرخی بکھیر گیا لیکن یکدم" خود کو اسکی گرفت سے چھوڑواتی پیچھے ہوئی ی اور سامنے دیکھنے لگی کہ کہیں رائی مہ بھی انہیں ہی نہ دیکھ رہی ہو ؟؟ مگر اسکی نظریں اسٹیج پر دلہا دلہن کے جانب مبزول دیکھ سکون بھری سانس لیکر رہ گ ئی ---------

باندھ بھی لو یار اب بال ----- "!!خود پر شاید ضبط کھونے لگا تھا وہ نفس پر مر مٹنے" والا انسان ہرگز نہیں تھا لیکن اب خود پر قابو بھی نہیں کرپارہا --------

اسکا دلکش سراپا اسکے حواس سلب کرتا اسے گناہوں کی جانب مرغوب کررہا تھا

نہیں باندھ رہی اپنی آنکھیں پھوڑ دو نہ دیکھو مجھے "۔ اسکی شوق نگاہوں سے پزل ہوتی" اپنی ہی رو میں بولی --------

باندھو انہیں کیونکہ اگر میں نے باندھے تو جس انداز میں باندھوں گا وہ بلکل تمہیں پسند" نہیں آئے اور یقین کرو باندھتے وقت میں بچپن والے ابرار کی طرح شرافت کا مظاہرہ تو بلکل بھی نہیں کروں گا۔ "گھمبیر آنچ دیتے لہجے میں کہتے سامنے اسکا ضبط آزماتی کھڑی دوشیزہ کی آنکھوں میں جھانکا ---------

"!!لوفر، بے شرم انسان ---"

اسکی گلفشنیاں سن چند لفظوں کی اس پر لعنت بھیجتی شرم و غصے سے لال بھبھوکا چہرہ لیئے وہاں سے فوراً غائب ہوئی ی تھی ---------

اسے جاتے دیکھ اسکی پشت پہ مرمرئی ی نازک کمر پر لہراتے بال اسکا سکون بیڑا غرک کرگئے تھے ۔۔۔۔ دل کیا ابھی جائے اور کھینچتا اسے اپنے پاس لے آئے ۔۔۔۔ اسکے بالوں میں اپنا چہرہ دیئے ان بالوں کی مہک اپنی سانسوں میں اتارے اور اسے بتائے کہ کس قدر تڑپا رہی ہے وہ ۔۔۔۔۔ "سوچتا سر جھٹک وہاں سے اپنے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

******

کوئی ی ثبوت کوئی ی گواہ جو یہ ثابت کرسکے یہ گولیاں میں نے گل کی میڈیسن میں ایڈ" کی ؟

اور یہ بات تو چلو چھوڑو لڑکے پہلے تم تیاری پکڑو یہاں سے جوتے تھپڑوں سے پٹتے زلیل خوار ہوتے اس گھر سے نکلنے کی ۔

گل کے کمرے میں کرنے کیا گئے تھے ؟؟ میں نے یا کسی اور نے اسے تمہیں بلاوے کے لیئے بھی نہیں بھیجا اور نہ ہی یہ کہا تھا تم اسے فزیاتھراپی جو تم میرے کہنے پر اسے لیجاتے رہے ہو کہ وہ کروانی ہے لے جاؤ ؟؟ پھر کس وجہ سے گئے تم ؟؟

معلوم ہے تمہیں تمہاری ماں کو اوقات سے کچھ زیادہ ہی دے دیا ہم نے جس کے قابل تم لوگ نن --

چپ میری ماں کے لیئے ایک لفظ اور نہیں بولنا ورنہ یہیں تمہاری قبر کھود دوں گا جو " میرے ہاتھ باندھے ہوئے ناں وہ میرے ماں کی وجہ سے ہی ہیں "۔ وہ تنفر و تنز بھرے لہجے میں اپنی آئی برو اچکاتی اکڑتی اپنے سینے پہ ہاتھ باندھے اسے سنا رہی تھی کہ آغر نے انہیں آڑے ہاتھوں لیا -------

آغر کے ماتھے پر لاتعداد غصے سے شکنیں ابھر چکی تھیں اندر سینے میں ایک آتش بھرپا کرتا لاوا تھا جو بس اب کسی کو بھی جلا کر رکھ کر دینے کے لیئے کافی تھا -------

نوجوان خون اوپر سے طیش بھرا سلگتا انداز حمیدہ بیگم کا خوف سے حلق تر ہوا

کہیں اسے معلوم تو نن -- نہیں کہ اس کی ماں کو مم -- میں نے ---- ، اس سے"
آگے وہ سوچ نہیں سکی ---

یہ زہریلی سوچ ہی انہیں نگلنے کے لیئے بہت تھی جس نے انکا برا حال کردیا تھا

ویٹ آ منٹ !آپکی ساری خوشفہمیاں ابھی دور کرتا ہوں "۔"
اپنی شعلہ بھر آنکھوں سے انہیں گھورتا کہتا اپنی قمیض کی جیب سے موبائل نکالتا نمبر ملاتا
کسی کو کال کرنے لگا ---

ہیلو !ڈاکٹر میناز اسپکینگ "!فون سے ایک نسوانی آواز ابھری ---"

ہیلو !کیا حال ہیں آپ کے ڈاکٹر میناز؟؟ "گھمبیر بھاری سرد سپاٹ لہجے میں بولا"

کک -- کون ؟؟ اسپیکر سے سہمی ناآشنائی سی آواز گونجی ---

"ویری بیڈ !لہذا یادشت اچھی نہیں ہے آپ کی ۔"

میں آغر چوہدری کچھ یاد آیا ---

اسکی سور پھونکتی بھاری کڑک دار آواز پہ فون کے پیچھے ڈاکٹر میناز کا دل اچلتا جیسے انکی مٹھیوں میں آیا ---

جج -- جی کہیئے ؟؟ کک -- کیا کہنا ہے ؟؟ "ڈوبتے ڈرتے دل کے ساتھ پھر اسپیکر سے انکی آواز گونجی ---

حمیدہ بیگم تو ڈاکٹر میناز جن سے گُل کا پہلے علاج چلتا رہا تھا انکی آواز پہ چونکی اور اپنے حواس کھوتی ہکا بکا سی سن ساکت کھڑی تھیں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

انکا چہرہ ڈرو و خوف سے دہشتزدہ سا ہوگیا ۔

ذہن کہیں سوچو سے منتشر ہوتا بھٹکتا ڈرنے لگا تھا ایک عجیب سا خطرناک ایام انکے دل میں اپنے پنجے گاڑ رہا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"ڈئیر ڈاکٹر !آپ بتا سکتیں ہیں یہ ڈینجرس میڈیسن کس نے پرچیس کی اور کیوں ؟؟"
اپنی وہی ازلی انداز میں بول مقابل کے جواب کا انتظار کرنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ۔۔ وہ ۔۔۔۔۔۔ ،،،، ڈاکٹر نے کچھ کہنا چاہا کہ ۔۔۔۔۔۔۔۔

بس کرو حرا ***کی نسل بند کرو یہ فون ۔

غصیلے طیش بھرے لہجے میں کہتی اسکا موبائل یکدم جھپٹ گ ئی یں جن کی غیر فعالی حرکت سے اسکا موبائل گارڈن میں تھوڑی دور جا گرا ۔۔۔۔۔۔۔۔

آہاں انٹرسٹنگ !اچھی کھلاڑی ہیں آپ ۔ ایم ٹوٹلی ایمپریسو !چہرے پر تمسخرے بھری" گہری مسکراہٹ لیئے انکی جانب دیکھا جن کا چہرہ شدت ضبط حقارت و تزلیل سے سرخ ہوچکا تھا --------

جج -- جی وہ حمیدہ بیگم میری پیشنٹ گُلنار کی ماں نے مجھے فورس کرتے اسطرح کی" خطرناک میڈیسن کے بارے میں جانا اور پرچیس کیں --------

دیکھیں میں نہیں جانتی انہوں نے وہ میڈیسن کس کے لیئے مجھ سے پوچھی اور خریدی لیکن مجھے جانے انجانا سا گمان ہوا کہ وہ گل کے لیئے پرچیس کی گ ئی یں ۔

مگر انہوں نے میرا منہ کچھ بھی ان سے پوچھنے کہنے سے پہلے ہی پیسوں سے بھر دیا کہ میں بھی لل -- لالچی ہوگ ئی ۔

یہ سب میں نے آپ کو بتایا ہے کیونکہ مزید بوجھ میں نہیں رکھ سکتی اپنے دل پر ۔

دیکھیں میرا کرئیر تباہ و برباد نہیں ہونا چاہیئے آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا پیلز اپنا وعدہ نبھائیے گا ۔"زمین بوس ہوئے موبائل کے اسپیکر سے پھر اس ڈاکٹر کی ڈری سہمی لرزتی آواز گونجتی حمیدہ بیگم کے چہرے کو لٹھے کے مانند سفید کرگئی ۔ وہ وہی کی وہی صدمے میں چلیں گئیں -----

انہیں کچھ سکینڈ کے لیئے ایسا لگا تھا کہ یہاں کھڑے رہنے کے لیے اب ان کے پیروں میں جان ہی نہیں بچی --------

جاری ہے --------

منِ عزیزم

قسط نمبر 35

پریشے بیگ

Don't copy paste .....

واہ !!کیا کہنے لوگوں کے سب کچھ غلط کر معافی مانگتے سوچتے ہیں کہ بوجھ سے آزاد" ہوگئے "۔ اسنے سوچتے سر جھٹکا --------

میں اپنے کیئے وعدے پر قائم ہوں ڈاکٹر صاحبہ لیکن آپ کو بھی اپنا کیا وعدہ یاد رکھنا" ہے کہ دوبارہ غلطی سے بھی کسی کے ساتھ دو نمبری نہیں کریں گی اگر ایسا کیا اور مجھے علم ہوا تو آپ کو میں حوالات کی سیر کرواؤ ں گا۔۔ "کچھ دور چل کر جھکتے فون کو اٹھایا اور اپنے بھاری سپاٹ لہجے میں کہتے مقابل کو پرسکون کر گیا تھا ۔ ڈاکٹر رضیہ نے یکدم ہی اپنے دل کے مقام ہر ہاتھ رکھا اور منہ سے شکرانہ ادا کیا ۔

اس کے بعد فوراً ہی کال ڈسکنیکٹ کرتا موبائل دوبارہ اپنی جیب میں رکھ اپنے قدم اٹھائے ڈر و خوف سے پیلی پڑتیں ایک بار پھر حمیدہ بیگم کے مقابل جا کھڑا ہوا -------

سب کچھ ٹھیک ہوسکتا ہے اگر آپ میری بات مان لیں ؟ "سرگوشی نما کہتے انہیں" یکدم ہی ہوش کی دنیا میں لا پٹکا ---------

کتنے پیسے چاہیئے تمہیں ؟؟ "وہ بنا شرمندگی کے اپنا سر اٹھائے اسے دیکھ اپنے وہی" ازلی انداز میں اکڑتی سر اٹھائے بولیں ---------

وہ سمجھ چکی تھیں کہ اگر وہ اپنے کیئے کی آتہا گہرایوں میں چلیں گ ئی یں تو اس میں بس دھنستی ہی چلیں جائی یں گی اور یہ سامنے کھڑا کُہرا کُہرام کی بلند چوٹی جیسے چٹانوں سا مضبوط انسان انہیں اپنا شکار کیئے رُعب جماتا دباتا چلا جائے گا اور وہ ایسا نہیں چاہتیں تھیں کہ ان پر کوئی ی ایرا غیرا نتھو غیرا اپنی حکومت آپ کرے ------

اپنے اتنے سالوں کے بنے بنائے کھیل کو یونہی بکھرتا بگڑتا نہیں دیکھ سکتی تھیں

کتنے دیں گی ؟؟ "انہی کے انداز میں دوبدو گویا ہوا --------"

اتنے کہ تمہارا منہ بند ہوجائے "۔"

حقارت و درشتگی سے کہتیں سامنے ان دو آنکھوں میں دیکھا ۔ جو کسی کو بھی جلا کر خاک کر دینے کی حد تک انگارہ تھیں --------

جن میں وہ زیادہ دیر نہ دیکھ سکیں اور اپنی نظریں پھیر گ ئی یں ---------

امم !گلنار سکندر خانزدہ "کو میرے نکاح میں دے دیں یعنی اسے میرے آغر چوہدری" کے نام کر دیں ۔ "سکون سا کہتا انہیں بے سکون کرگیا --------

تت -- تم نیچ گھٹیا انسان اپنی اوقات سے کہیں زیادہ کی ڈیمانڈ کر رہے ہو ؟؟ "وہ اسے" دیکھ بھپریں --------

غالباً آپ گُل کو نقصان چوٹ و تکلیف پہنچانا چاہتی تھیں تو پھر آپ کو کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ دوکوڑی کے اوقات پٹے مرد کے نکاح میں جائے یا نہیں ؟ یا پھر وہ جیئے یا مرے ؟؟

کہتے انکے چہرے کے تاثرات ناٹ کرنا چاہے -------

وہ مانے گی نہیں ۔۔۔۔ "انہوں نے اسے دیکھ کہا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

انہیں منانا میرا کام ہے ۔ ابرار دو دن بعد شہر جارہا ہے کسی کام سے اور دوسرا آپ" کے شوہر شاہ رب نواز جرگے پر ہونگے تو اسی دن نکاح رکھ لیتے ہیں۔۔۔۔"بولتا انکے کانوں میں اپنی بات ڈالے انکی کچھ بھی سنے کہے بغیر وہاں سے اپنے بھاری قدم اٹھاتا غائب ہوگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے لیئے کوئی بڑی بات نہیں تھی گُل کے روم سے وہ میڈیسن دیکھ چرانا کیونکہ ہمیشہ اسکو ڈاکٹر کی طرف سے لکھی گئی میڈیسن وہی لاکر دیتا رہا تھا لیکن کچھ دن پہلے ہی ان میڈیسن کا باقی میڈیسن کے ساتھ اضافہ ہوئے دیکھ چونکا اور ڈاکٹر سے رابطہ کیئے تمام ڈیٹل اپنی تیز دماغی کے زریعے اُگل والی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ تو اللہ کی طرف سے اچھا ہی ہوا تھا کہ گل نے ابھی شاید وہ میڈیسن نہیں استعمال کی تھیں ورنہ وہ ضرور اسکے بارے میں معلومات کرتی پھر لیتی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے ان میڈیسن کو چُراتے اسکے تمام سمپل وہی پہلی فرصت میں ڈسٹ بین کی نظر کیئے تھے مگر ان میں سے ایک سمپل خود رکھ لیا کہ وقت آنے پر اسے استعمال کیا جاسکے اور وہ کرگیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے جاتے ہی حویلی کی دہلیز پر کھڑا وجود بھی کافی دیر سے انکی گفتگو سن کچھ سوچ اندر غائب ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پیچھے اسکا اسطرح چھپتے چھپاتے نکاح کرنے کو سوچتیں حمیدہ بیگم دھنگ تھیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

******

وہ فریش ہوتی آہستگی سے روم کا دروازہ واکیئے باہر آئی ی اور غیرارادی طور پر اوپر ریلینگ سے نیچے جھانکا ۔۔۔۔۔۔۔۔

گھر بہت بڑا اور خوبصورت تھا اور ابھی جس کمرے سے نکلی تھی وہ بھی انتہائی خوبصورت ہر آسائی ش سے مزین تھا --------

سامنے ہی سڑھیاں نیچے جارہی تھیں لاؤنج میں جو بڑا نہایت خوبصورتی سے ڈیکوریٹ کیا گیا تھا --------

وہ دو تین اسٹیپ اتری ---------

ارے بیٹا آؤ "۔ اسے نیچے آتے دیکھ ناز پروین صاحبہ خود سیڑھیاں چڑھتیں اس تک " پہنچی اور اسے اپنے ساتھ نیچے لیکر آنے لگیں ---------

سیڑھیاں اترے وہ نیچے آئی ی لاؤنج میں لٹکے خوبصورت فانوس سے نکلتی روشنیاں پورے گھر کو روشن کر رہی تھی --------

گھر کافی بڑا اور خوبصورت تھا لاؤنج سے ملائی کہ بڑا ڈرائینگ روم اور بڑا سا امریکن اسٹائل کیچن ---------

وہ انکے ساتھ ہی چلی جارہی تھی کہ اگلے ہی لمحے سست روی سے چلتی سانسیں بلیک شوز پر پڑیں تو تھم گ ئی --------

یکدم ایک قدم پیچھے ہوئی ی اسے پتہ ہی نہیں چل سکا نازپروین صاحبہ کب وہاں سے جاتیں کیچن میں مصروف ہوتی اسے بھول گ ئی یں --------

آہستہ سے اپنی نظریں اٹھائی یں تو خوف کا سرد پن آنکھوں میں پھیل گیا --------

اسکی خوف سے پھیلی گرین ہیزل آنکھیں سامنے لمبے چوڑے وجدان زید پر پڑیں

وجدان کی پرشوق نظریں اسکے چہرے سے ہٹنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں اپنی ماں کے مسی سے کپڑوں میں جو اسکے غالباً ڈھیلے تھے سادہ سے حلیئے میں اسکا کمسن سراپا اسکا دل دھڑکانے لگا ۔ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی --------

اسکی سانسیں اٹک اٹک کر رواں ہورہی تھی کہ ناز پروین صاحبہ کی آواز پر اسنے سکون کا سانس لیا --------

بیٹا آؤ کھانا لگ رہا ہے ڈائی ننگ ٹیبل پر "۔"

بیٹا وجدان تم آگئے ہاسپٹل سے؟؟ "اسکے پاس آتیں اس معصوم سے کہتیں سامنے" کھڑے اپنے بیٹے کو دیکھ بولیں --------

جی مام !میں بس فریش ہوکر آتا ہوں "۔ کہتا اس معصوم کو اپنی نگاؤں سے دھراکیئے" گڑبڑاتے اپنی نگائیں ہٹائے سیڑھیاں چڑھتا جس کمرے میں وہ کچھ دیر پہلے تھی اسکے برابر والے روم میں جاتا بند ہوا --------

غیرارادی طور پر وہ پلٹی تھی اور بے ساختہ دھنگ رہ گ ئی تھی کہ اسکے روم کے بلکل ساتھ اسکا روم تھا جس میں وہ اکیلی رہ رہی تھی --------

ایک غیر مرد کا اتنا قریب ہونا سینے کے اندر اسکا دل لرزا گیا --------

ناز پروین صاحبہ جب اسے جس ناساز حالت میں یہاں لائی ی تھی تب انکی کچھ سوچ سمجھ میں نہیں آرہا تھا چونکہ نیچے انکا اور انکے شوہر نہایت حمدانی کا روم تھا اسلیئے اسے وہ اس روم میں تو نہیں رکھ سکتی تھیں --------

البتہ اوپر تین بڑے بڑے سے کشادہ فرنش روم تھے جن تینوں میں سے پہلا والا انکے بیٹے وجدان زید نہایت حمدانی کا تھا اور دوسرے میں وہ ابھی راہ پزیر تھی جبکہ تیسرا روم خالی تھا ---------

پورے گھر پر اپنی ایک بھرپور نظر ڈالے وہ اب ناز پروین صاحبہ کے ساتھ انکے ہمراہ ڈائی ننگ ٹیبل تک آئی ی --------

اور بے چینی سے اپنے لب کچلتی اپنے ہاتھوں کو مڑوڑنے لگی ۔ اسکے ہر انداز میں گھبراہٹ اور بھکلاہٹ واضح تھی --------

بیٹھو بیٹا "۔ ڈائی ننگ ٹیبل پر پہلے سے ہی براجمان ہوئے "نہایت حمدانی "کی آواز" اسکے کانوں میں پڑی --------

سامنے چئیر پر عمر رسید مگر اسی لمبے چوڑے مرد کی طرح دیکھنے والے ڈیشنگ پرسنٹلی کے مالک کو دیکھ گھبراہی جو شاید نہیں ہنڈریڈ پرسنٹ اسی نوجوان مرد کے والد تھے --------

بیٹا یہ میرے شوہر ہیں ۔ تم کھانا کھاؤ ---- "اسی کے قریب بیٹھ اسے کھانا پروستے" پیار بھری نظروں سے اسکے معصوم چہرے کو دیکھا اور اسے کنفرٹیبل کرنا چاہا --------

"ہاں بھئی !ہم ناچیز یہ جو آپ کے ساتھ حسین خاتون بیٹھیں ہیں انکے مزاجی خدا، شوہر محترم ہیں اور انکے دیوانے "۔کہتے گہری شریر مسکراہٹ سے ناز پروین صاحبہ کو دیکھ اپنی آنکھ ونک کی --------

"آپ بھی ناں !بچی ہے زرا جو شرم کرلیں "۔ شرم و غصے سے دھری ہوئی یں وہ سامنے بیٹھے خود کو پیار بھری نگاؤں سے تکتا پاتے نہایت حمدانی صاحب کو اپنی آنکھیں دیکھا گ ئی یں --------

ان دونوں کی پیاری سے نوک جوک پہ یکدم ہی اس معصوم کے گلابی چہرے پر مسکان پھیلی تھی --------

جسے آج انہیں ملنے کے بعد سے پہلی دفعہ مسکراتے دیکھ وہ دونوں بھی دل سے خوش ہوئے تھے --------

نہلیت حمدانی صاحب کو ناز پروین صاحبہ نے اس معصوم کا اسی دن بتا دیا تھا جب انکا بیٹا اسے ہاسپٹل لیکر آیا تھا --------

جسکا سن وہ بھی افسردہ ہوتے اپنی مسسز کے ساتھ اسکی مدد کرنے میں کوشاں رہے تھے ---------

وہ فریش ہوتا کچھ ہی دیر میں ڈائی ننگ ٹیبل پر موجود تھا اور بلکل اس صنف نازک کی سامنے والی چئیر پر اپنی شاندر پرسنلٹی لیئے براجمان ہوا --------

شاید باتھ لیکر آیا تھا وہ بلیک شرٹ اور ٹراؤ زر بکھرے سے بالوں کے ساتھ کافی ڈیشنگ لگ رہا تھا --------

اسے بلکل اپنے مقابل بیٹھے دیکھ اسکے ہاتھ جانے انجانے میں ٹھنڈے ٹھار ہونے لگے دل کی دھڑکن تیز ہوتی لب آپس میں پیوست ہوگئے --------

یہ لو بیٹا "۔ ناز پروین صاحبہ اسے بریانی کی ٹرے تھماتی بولیں ۔۔۔۔۔۔۔"

جنہیں دیکھ ہاتھ بڑھائے ٹرے پکڑ اپنی پلیٹ میں وہ کھانا نکالنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شروع کرو کھانا بیٹا "۔ اسے اپنے ہاتھ ڈوپٹے میں مڑوتی دیکھ وہ اس معصوم سے گویا" ہوئی یں جو سہمی سی ان سب کے درمیان بیٹھی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنی پلیٹ کے اردگرد کانٹا چمچ رکھے وہ کنفیوز سی بس پلیٹ میں کھانے کو دیکھے جارہی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کیا ہوا بیٹا تمہیں بریانی پسند نہیں ؟ "ناز پروین صاحبہ اسے نہ کھاتے دیکھ پیار سے" بولیں ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا گھبرانا ،لرزنا ،سہمنا سامنے بیٹھے لمبے چوڑے وجدان سے چھپا ہوا نہیں تھا وہ اسکی کنڈیشن سمجھ سکتا تھا اس وقت ۔۔۔۔۔۔۔

کیا مم -- میں -- اسنے کچھ بولنا چاہا --------

ہاں بولو بیٹا ----- "نازپروین صاحبہ اسے دیکھ بولیں -------"

ہاتھ سے نوالا بنا کر کھالوں "۔ انہیں دیکھ معصومیت سے اپنی سریلی سی آواز میں بولی

جیسا تمہارا دل کرے کھالو بیٹا "۔ ناز پروین صاحبہ نے اسے محبت سے کہا وہ سمجھ"
گ ئی یں تھیں کہ وہ کانٹے چمچ سے کھانا کھانے میں گھبرارہی ہے --------

بھئی ہمیں بھی پوچھ لیں کچھ ہم ناچیز کو بھی دے دیں کھانے کو "۔ انہیں سب کو"
کھانے کا پوچھتے د یتے سوائے ان کے ۔ نہایت حمدانی صاحب محبت بھرے لہجے میں
انہیں محبت پاش نظروں سے دیکھ بولے --------

جنکی نظروں کا ارتکاز سمجھ وہ اپنی آنکھیں دیکھاتیں اپنے دانت کچاتیں اٹھیں اور چکن کڑاہی لیئے ان تک پہنچی جو انکی فیورٹ تھی --------

اسے پریشانی سے سہمتے اپنے گلابی ہاتھ سے چاولوں کا نوالا بناتے کھاتے دیکھ اسے اپنی نظروں کے ذریعے جانے انجانے میں اپنے دل میں اتارنے لگا --------

سامنے بیٹھے وجود کی تیز نظریں خود پر محسوس کر کھانے سے ہاتھ رک بے دردی سے اپنے لب کھاٹتی سانسیں رک گ ئی ی ---------

اچانک اسکی صبیع پیشانی پہ پیسنے کے ہلکے ہلکے قطرے نمودار ہونے لگے جو اسکی اندورنی حالت کا پتہ دے رہے تھے ---------

مسلسل اسکی گھبراتی سہمتی پریشانی سے دھری حالت دیکھ پتہ نہیں کیوں وہ اسے اپنے دل کہ بہت قریب محسوس ہورہی تھی ---------

اسکی ہر حرکت ہر انداز اسے اپنے دل پر چھاپ چھوڑتا محسوس ہورہا تھا ۔

لیکن اسطرح کھانا چھوڑ دینے والی حرکت اسے بلکل سمجھ نہیں آئی ی تھی

سہمی سی اپنی نظریں اٹھائی ی تو وہ دھک سی رہ گ ئی جو بڑی فرصت سے اپنا کھانے سے ہاتھ روکے اسے ہی تک رہا تھا --------

وہ یکدم گھبراتی تھوک نگلتی ہربڑاہٹ میں اپنا سر جھکا گ ئی --------

کیا کھانے کے ٹائم ۔ کھانے سے زیادہ بھی کوئی ی چیز اہم ہے ؟؟ "ناگوار دھیمے" لہجے میں پوچھا گیا ۔ ایک پل کے لیئے سامنے بیٹھی اس معصوم کا دل سکڑنے لگا

شاید وہ اسکی فضول بے دماغی والی حرکتیں ناٹ کرگیا تھا تبھی بولا تو لہجہ سرد اور لفظوں میں ناپسندگی جھلک رہی تھی --------

نن -- نہیں "!اپنے ڈوپٹے کو اپنے کاندھے پر ٹھیک کرتی بامشکل آہستگی سے لفظ" ادا کرتی کھانے کی طرف متوجہ ہوگئی ---------

گڈ مائی ی گرل !اسکے لفظوں کی شدت اور معنی پر اسکے پھولے رخسار دھک اٹھے ۔" بے ساختہ اپنی سانس کھینچ کر رہ گئی ۔ جیسے اندر اچانک گھٹن محسوس ہورہی ہو

اب اپنے دوپٹے کو سر پر ٹھیک کیئے اور جلدی جلدی کھانے پر وجدان کے ہونٹوں پر تبسم پھیل گیا ---------

نہایت حمدانی صاحب کو کھانا پروستے ناز پروین صاحبہ اپنی جگہ پر آتی بیٹھیں -------

ان دونوں کے درمیان ہوئی ی یہ تھوڑی سے گفتگو وہ دونوں ہی نہ سن سکے کیونکہ وہ دونوں ہی اتنی دھیمے انداز میں ایک دوسرے سے محو گفتگو ہوئے تھے کہ ایسا لگا کہ وہاں کوئی ی ہلچل یا بات تک نہ کی گ ئی ہو --------

بیٹا تمہارا نام کیا ہے ؟ تم کب سے ساتھ ہو لیکن میں تو تمہارا نام ہی پوچھنا بھول" گ ئی "۔ نازپروین صاحبہ خود بھی اپنی پلیٹ میں کھانا نکال مصروف سی اسے مخاطب کرتی بولیں -------

مہمل لاشاری "۔ اپنی پیاری سریلی سی آواز میں انہیں دیکھ گویا ہوئی ی ---------"

جبکہ سامنے بیٹھے وجود کے اسکا اپنا نام بتانے پر خود کے بے ساختہ ہی منہ سے محبت سے "مہمل "نکلا --------

جاری ہے ---------

منِ عزیزم

قسط نمبر 36

پریشے بیگ

کاپی نہ کریں سختی سے ممنوع ہے ---------

بیٹا بہت پیارا نام ہے آپکا "۔ منہ میں کڑائی ی سے بھرا نوالہ رکھ پیار سے بولیں"

تو بتاؤ پھر اپنے بھائی ی کے بارے میں اور کہاں رہتیں تھیں تم ؟ "کھانا کھاتے" کھاتے ہی پوچھا -------

وہ اپنے بھائی ی کا سوچ اداس سی چہرہ لیئے اپنا ہاتھ ایک بار پھر کھانے سے روک گ ئی --------

بھائی ی کا تو میرے بنا ایک لمحہ نہیں گزرتا نجانے انہوں نے کھانا کھایا ہوگا بھی کہ نہیں ؟؟ اور ادھر میں سکون سے بیٹھی کھانا کھا رہی ہوں ۔ وہ تو آگئے ہوگے اور مجھے یقیناً ڈھونڈ رہے ہوگے ۔

اور پھر پھوپھو جان وہ کیسی ہوگی ؟؟ ان کی طبعیت تو ٹھیک ہوگی ناں ؟؟ "وہ اپنی گھمبیر حالت کے زیر اثر اب صیح سے ہوش میں آئی ی اور کچھ ناز پروین صاحبہ کے پوچھنے پہ اسکا بند دماغ کھلا تو اچانک ہی اسنے سوچیں بنُتے دوڑنا شروع کیا ---------

اسکی آنکھیں یکدم نم ہوتی بھیگ گ ئی یں --------

ارے بیٹا !رو کیوں رہی ہو ؟ اگر تم ابھی نہیں بتانا چاہتی تو میں انسسیٹ نہیں کررہی" جب تم بتانا چاہو بیٹا "۔ اسے بے ساختہ روتے دیکھ وہ اسکا چہرہ اپنے ہاتھوں کے پیالوں میں لیئے محبت سے پیش آئی یں --------

اسکے گلابی چہرے کو بھیگے نم دیکھ سامنے بیٹھے وجود کے وجود میں چنگاریاں سی بھرنے لگی --------

وہ اس کے معصوم آنکھوں سے گرے ایک ایک نمکین قطرے کو اپنی بھاری انگلیوں کے پوروں سے چُن ان پر اپنی محبت کا مرہم رکھنا چاہتا لیکن ابھی اس طرح کا فلحال وہ کوئی ی حق نہیں رکھتا تھا ---------

اسکا دل بغاوت پر اتر آیا تھا جسے اس نے ڈپٹے خود پر بامشکل ضبط قابو کیا تھا

مم -- میرے بھائی ی کا نام ضوریز لاشاری ہے ہم اپ -- اپنے پھوپھا پھوپھو جا --" جان کے ساتھ رہ -- رہتے ہیں "۔ لڑکڑاتی بھیگی آواز میں بولی --------

تو آپ کے والدین کہاں ہیں ؟ "اسکے بتانے پر انہوں نے اسکے سر پر اپنا شفقت بھرا" ہاتھ رکھ مزید استفسار کیا -------

انکی گفتگو کو وجدان زید اور نہلبت حمدانی باغور سن سمجھ رہے تھے --------

وہ -- وہ -- نن -- نہیں ہیں "۔کہتے اسکے سرخ لب ہلتے آپس میں پیوست ہوتے" آنسوں کی فروانی میں مزید تیزی آگ ئی --------

میرا بچہ ایسے روتے نہیں مجھے معاف کردو میں نے ایسا سوال کیا خود کو سنبھالو پلیز "۔" وہ اسے خود سے لگاتیں گویا ہوئی یں --------

جبکہ سامنے بیٹھے وجدان کی اب بس ہو رہی تھی اسکی ایسی حالت وہ اور نہیں دیکھ سکتا تھا ۔ وہ اپنے عنابی لبوں پر اپنا بھاری ہاتھ شدت ضبط سے مٹھی بناتا رکھ گیا

مم -- میں گاؤں "مکلی پور "کی رہنے والی ہو -- ہوں مگر مجھے نن -- نہیں معلوم وہ" یہاں سے کتنی دور ہ -- ہے "۔ بھری معصومیت سے کہتی انکے سینے سے اپنا سر ہٹایا اور اپنی ہاتھ کی گلابی پشت سے اپنی نم بھیگی آنکھیں صاف کی --------

مکلی پور "نام وجدان کے مونچھوں تلے عنابی لبوں سے آزاد ہوا --------"

وہ اسی گاؤں میں تو اپنی ہاؤس جاب انجام دے رہا تھا پھر وہاں مزید شہر سے ڈاکٹرز چلے گئے تھے جنہیں دیکھ وہ واپس شہر آگیا تھا کیونکہ اسے لگا کہ ابھی اسکی ضرورت وہاں ختم ہوگئی تھی --------

اچانک ہی اسکے تیز دماغ میں خیال کوندھا وہ خطرناک جارحانہ قسم کا انسان وہ ہنگامہ آراہی کہیں اس بندے کا اس معصوم سے کوئی لنک ۔ مگر میں یہ کس بنا پر سوچھ رہا ہوں ۔

ہاں اس بندے کے ایڈمیٹ کروائے گئے پشنٹ جو اسنے سرسری سا پشنٹ ہسٹری کو چیک کرتے انفرمیشن پڑھی تھی کہ وہ اس بندے کا پھوپھا ۔

نن -- نہیں وہ کیسے ہوسکتا ہے ؟ "وہ اسکی بے خوف، نڈر، آتش فشاں آنکھیں یاد کر" جھرجھری لے اٹھا --------

اتفاق بھی تو ہوسکتا ہے لیکن جس طرح وہ اپنے پھوپھا کو زخمی کر مارپٹ رہا تھا اور اس معصوم کا کہنا کہ اسکے پھوپھا نے اسے کسی کو بھیج دیا --------

وہ سرے سے سرا اور کڑی سے کڑی ملانے لگا ---------

مگر معاملہ اس بندے کا اور اس معصوم کا جدا جدا بھی تو ہوسکتا ہے ؟ میں تو اس بندے کا معاملے سے بلکل ناآشنا ہوں تو میں کیسے ملا سکتا ہوں اس معصوم اور اس لمبے چوڑے وحشی انسان کے معاملے کو ؟؟

مگر مجھے ایک ابہام سا بھی ہے اور یقین بھی -------

ابہام اس لیئے کہیں جو سوچ رہا ہوں وہی سچ ہے اور یقین اسلیئے کہ اس قدر وحشی خطرناک اسکا بھائی ی ۔ اسکی حالت پتلی ہونے لگی سوچ --------

اگر ہوا بھی تو کوئی ی نہیں نمٹ لیں گے سالے صاحب سے ۔ یکدم ہی لبوں سے خود سے سرگوشی کی اور لبوں پہ مبہم سی گہری مسکراہٹ رقصاں ہوئی ی --------

اگر وہی سالے صاحب ہیں تو میں داد دیتا ہوں تعریف کے قابل ہے آخر کام ہی اتنا بڑا کیا ہے اپنوں کے بیچ چھپے درندے کو ڈھونڈ اسکی ہڈیاں توڑ ڈبل کی ہیں --------

پتہ ہوتا تو میں شاید ٹرپل کر دیتا مگر سکون تو تب بھی نہ ملتا --- آخر میری معصوم جان کو نقصان دینے کی کوشش بھی کیسے کی اسنے ---------

ہائے میری چوٹی سی دلہن کہاں اڑا کر لے جاؤ گی مجھے ۔ ہو بھی اتنی کیوٹ سی میری بڑھتی دیوانگی کیسے برداشت کروگی ؟"

سامنے سوں سوں کرتی اسکی چھوٹی سرخ ہوتی ناک کو دیکھ ایک ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گیا ----------

ڈھونڈ لے گے آپ کے بھائی ی اور آپکے گھر والوں کو ہم ان شاء اللہ اعتبار کریں بیٹا" آپ "۔ اس بار نہایت حمدانی صاحب ان کی گفتگو میں حصہ لیتے اپنی بھاری آواز میں بولے -------

وہ ان کی بات پر اپنا سانس کھینچتی رہ گ ئی --------

ڈاکٹر عاصم ہونگے کل ہاسپٹل میں ڈیوٹی پر وجدان تم کل مکلی پور کے لیئے نکلو اور" تلاش کرو اس بچی کے بھائی ی کو "۔ وہ دونوں بھی گاؤں کا نام سن ششدر تھے اسلیئے

ابھی تو انکا بیٹا اسی گاؤں سے اپنی ہاؤس جاب کر واپس یہاں شہر لوٹا تھا جب وہ ننھی پیاری سی اینجل لڑکی اسے ملی تھی --------

اوکے ڈیڈ۔ "یک لفظی جواب دیتا وہاں سے کھڑا ہوتا اوپر اپنے کمرے کے جانب" چلاگیا -------

کیونکہ یہاں بیٹھنا اب اسکے لیئے مشکل سے مشکل ترین مرحلہ ہوتا جارہا تھا اس معصوم کو سامنے دیکھ اسکا دل مچل رہا تھا اور وہ خود پر کنٹرول کھو بیٹھتا اگر وہ یہاں سے نا جاتا --------

****

یہ سامان لادیں "۔ وہ کاغذ کی چٹ پر کیچن میں ختم ہوا سودا سلف کی لیسٹ صوفے" پہ سکون سے بیٹھے موبائل میں آئے نا ٹیفکیشن چیک کرتے ازمیر کے قریب آتی اپنی سریلی آواز کہتی اسکے سامنے چٹ کر گ ئی --------

اس کی آواز پہ اسنے اپنا سر اٹھائے سامنے کھڑی اس دوشیزہ کا بھر پور جائزہ لیا

جو پیروٹ اور وائٹ کلر کاٹن کے قمیض شلوار میں ملبوس دوپٹہ لاپروائی سے کاندھوں پہ جھولتا ، جوڑے میں قید بال اور اس سے نکلتی کچھ آوارہ لٹیں ۔ اس وقت اسکا مسی سا حلیہ تھا --------

لیکن وہ مسی سے حولیے میں بھی ازمیر کو بہت پیاری دلکش لگی ۔ وہ مبہوت سا اسے دیکھتا رہ گیا --------

اسکا دھڑکتا دل بے قابو ہوا موبائل کو سائیڈ رکھ یکدم اسے ایک جھٹکے میں اپنی گرفت میں لیتا اسے اپنے پاس کھینچ گیا -------

آہ ----- "!!اسکی اچانک حرکت پہ اسکی پھنسی پھنسی سی چیخ نکلی --------"

اپنے مضبوط بازؤں میں قید کیئے اسے مکمل اپنی بانہوں میں بھینچ گیا ---------

آہ !اسکی کراہ نکلی ----- زرتشہ اسکی پشت سے اسکی شرٹ کو یکدم ہی جکڑ گ ئی "

سانسیں بھاری ہونے لگیں اور دل کی دھڑکنیں شور مچاتیں ایک الگ ہی تھاپ پر محو رقص ہوئی یں --------

اسکے بالوں کو جوڑے سے آزاد کیئے اسکی صاف شفاف گردن پہ جھک بالوں میں اپنی بھاری انگلیاں پھسائے اسکی بالوں کی خوشبو اپنی سانسوں میں جذب کرنے لگا ایسے جیسے کوئی ی نشہ کرلیا ہو -------

آ۔ آپپ "---- اسکی داڑھی کی چُھبن پہ وہ اپنا حلق تر کرتی اپنی اچانک ہی اُتھل" پُتھل ہوئی ی بے جا دھڑکتی دھڑکنوں کو سنبھالے اسکے شانوں پہ اپنے نازک ہاتھوں کا زور دیئے اسے خود سے دور کرنے کی ناکام سی کوشش کی --------

my love ! Don't go away' just feel these beautiful moments between me and You"

بھاری گھمبیر خمار آلودہ لہجے میں سرگوشی کرتا اسکے مونچھوں تلے عنابی لب اسکی کان کی لو کو چھونے لگے --------

زرتشہ سمٹ سی گ ئی اسکی شدت بھرے لہجے گفتگو پر اسکا چہرہ سرخی مائی ل ہوتا خون چھلکانے لگا ۔ لب پھڑپھڑائے دراز خمدار پلکیں لرز اٹھیں --------

نجانے اس لمحے میں ایسا کیا تھا کہ وہ خود کو ڈوبتا محسوس کررہی تھی ان لمحوں میں خود کو غرک کرتا محسوس کررہی تھی ۔ شاید یہ نکاح کے ہی تین بولوں کا اثر تھا جس میں اب وہ خود کو جھکڑتا محسوس کررہی تھی --------

از ۔ م ۔ یر "----- اسکے دہکتے لب اپنی گردن پر محسوس کیئے وہ جی جان سے تڑپی اور" بے ساختہ ہی ازمیر کا نام منہ سے ٹوٹ ٹوٹ کر نکلا -------

وہ مدہوش سا بس اسکی خوشبو کو خود میں اتار جابجا اسکی گردن پہ ہونٹ رکھ گردن کو نم کرچکا تھا --------

وہ تو بس اسکی عجب دیونگی پر کنپکپاتی اسکے کالر کو پکڑے اپنے بکھرے تنفس کو بحال کرنے میں ہلکان ہوئی ی اور اسے ایک بار پھر دور کرنا چاہا --------

جو اسے پائے اردگرد سے ناآشنا سا بس مدہوش ہوچکا تھا ۔

اور ساتھ اسے بھی کردینا چاہتا تھا ---------

پل ۔ ی ۔ یز ----- "اسکی شدت اب اسکی بس سے باہر ہورہی تھی لیکن مقابل" شاید اسے چھوڑنے کے موڈ میں ہرگز نہ تھا ---------

وہ جتنا خود کو اسے دور کرتی وہ اسکی کوشش کو نکام کیئے مزید اسکے نازک جسم کو خود میں بھینچتا اپنے عمل سے اسے بھوکلانے تڑپنے پر مجبور کردیتا --------

یہ - یہ - سم -ا -ن ----- "وہ اسے ہوش دلاتی اپنے ہاتھ میں چٹ کو دیکھ"
بھوکلائی ی سی بولی --------

بعد میں "- شدت سے بھاری بوجھل لہنے میں دو لفظی جواب دیتا اسکے کندھے سے "
ڈوپٹا ہٹائے وہاں اپنے عنابی دہکتے لب ثبت کرتا ہلکا سا کاٹا ---------

آہ ---- سسی ----- "!!اسکی سسکی نکل ان بہکتے لمحوں میں آڑتائی ش سی پیدا"
کرگ ئی ---------

جاری ہے -------

منِ عزیزم

قسط نمبر 37

پریشے بیگ

Don't copy paste _____

آہ سس ۔ سوری آغر جی ۔۔۔۔ "!!وہ اپنی ہی رو میں گارڈن کے قریب ہی ڈوگ" ہاؤ س میں بندھے کتے کو اسکی کلے میں کھانا ڈال پلٹا تھا کہ یکدم ہی پیچھے کھڑے نازک وجود سے زور دار تصادم ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ اچانک ہوئے اس تصادم اور اپنے کریم کلر کے کاٹن کے کرتے پر اس معصوم کا مہندی سے لدا ہاتھ اپنے سینے پہ محسوس کر مقابل کا دماغ سنسنا اٹھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوپر سے اس صنف نازک سے اٹھتی خوشبو اسکا دماغ بھی سن کرگ ئی وہ اسے غصے سے تھیکے چوتنوں سے گھورنے لگا تھا کہ وہ جلد خود کو سنبھالے معذرت کرتی اسکے دل کے مقام پر اپنا مہندی کا نقش دیکھ سٹپٹاتی پیچھے ہٹی ۔

اور شرمندگی سے اپنا حلق تر کیئے تھوک نکلتی اسکی تیز نظروں سے بچنے کے لیئے اپنے سر کو جھکا گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہٹیں سامنے سے "۔ بھاری سرد لہجے میں اسکے جھکے سر کو دیکھ بولا ۔۔۔۔۔۔"

جج جی ہاں "۔ وہ ۔ وہ مم ۔ میں پودوں کو پانی دینے آئی ی تھی ۔ آج مالی چچا نہیں" آئے ناں ۔ تو اس لیئے ۔ "مقابل کی آواز پہ بھولائی ی بھولائی ی سی سر اٹھاتی جلدی جلدی بولی ۔۔۔۔۔۔

ہمم !اس طرح مہندی لگا کر ۔ "میٹھا سا اس پر طنز کرتا اپنی آئی برو اچکائے گویا ہوا"

۔۔۔۔۔۔۔

اپنی چوری پکڑی جانے پہ اپنے منہ میں ہر بار کی طرح زبان دیتی شرمندگی کی آتھاہ گہرایوں میں ڈبتی یکدم پھر اپنا سر جھکا گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسے وہاں دیکھ اپنے دل سے مجبور ہوئی ی کب یہاں آکر کھڑی ہوئی ی تھی اسے خود کو بھی علم نہ ہوسکا تھا اور اب اسے ایسا لگ رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے ۔۔۔۔۔۔۔

لیکن کیسے بھی کر کے مقابل کی زیرک نگاؤں سے دور ہوتی غائب ہوجائے

وہ اسے ٹس سے مس نہ ہوتے وہی جمے کھڑی دیکھ اپنا سر جھٹکتا اسکے برابر سے گزرتا اپنے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا جہاں رہتا تھا اپنی اس حویلی میں ہی بنی انکسی کے جانب بڑھ گیا---

پیچھے کھڑے اس نازک وجود کو اپنی سوچوں میں چھوڑے ---

وہ انکسی تک پہنچ کمرے کا دروازہ واکیئے اندر قدم رکھتے ایک منٹ کے لیئے ٹھٹکا ۔ اسے ایک پل کے لیئے ایسا لگا کہ وہ کسی اور کے روم میں آگیا ہے ؟

اپنے بکھیرے گندے خستہ سے کمرے کی حالت کو یکدم صاف شفاف، بے ترتیب چیزیں ترتیب سے رکھے، صوفے پر پڑے گندے کپڑے لیکن اب وہ کلین تھا،

الماری کھلی اس سے لٹکے بے حال کپڑے کچھ سیٹ ہوئے کچھ بکھرے مگر اب اسکے اندر بھی کپڑے شاید سلیقے سے رکھے گئے تھے جس کے پٹ اب بندھ تھے --------

کھڑکی پہ چھائے وائی ٹ کلر کے پردوں کو بھی دھو کر انہیں سکھائے استری کر دوبارہ کھڑکی پر لٹکایا گیا تھا -------

سنگل بیڈ پر بیڈ شیٹ نیو، کشن تکیئے پر نیو کور اور ابھی جہاں وہ جوتے سمیت کھڑا تھا فوٹ میٹ "اسے بھی واش کیئے سکھائے دروازے کی دہلیز پر بچھایا گیا تھا --------"

عجیب ہی اثر تھا ان سب ہوئی ی چیزوں کا سب کچھ سمجھ سے باہر تھا اسکے

اپنی سانس باہر خارج کر اپنے دماغ کے گھوڑوں کو دوڑایا جس کے بعد اس معصوم کا چہرہ اسکے سامنے دھندلا سا ابھرا --------

وہ الٹے پاؤں دوبارہ اس تک پہنچا جہاں وہ ابھی تک کھڑی اپنی گلابی ہتھیلی میں مہندی سے بنے بیل بوٹیں جو آغر کی قمیض پر لگنے سے خراب ہوچکا تھا دیکھ نجانے کیا کھوج رہی تھی ؟؟

"اس ستمگر کی بھاری آواز اپنی پشت سے "میرے کمرے کا حولیہ تم نے تبدیل کیا ؟؟ ابھرتی وہ فوراً ہی مڑی -------

جو سوال کیئے اب اس سے جواب کے طلب کے لیئے اسے بنا کسی تاثرات کے دیکھ رہا تھا --------

"کہتی اسکی کھڑی مغرور ناک کو دیکھ یکدم ہی اپنی نظریں چراگ ئی ۔" جج ۔ جی ہاں ---- جس پہ اسکے لیئے ہمیشہ ہی غصہ سوار رہتا تھا ---------

کس نے کہا تھا آپ کو یہ سب کرنے کو ؟؟ "دوسرا سوال کیئے اب اسکے سٹپٹائے" تاثرات کو ناٹ کرنے لگا -------

جو اپنے ہاتھوں کو نروس سی ایک دوسرے میں الجھائے اپنے گلابی لب کاٹتے سہمی سی کھڑی تھی --------

کس ۔ کسی نے نن ۔ نہیں ---- "دبھی پھنسی پھنسی سی آواز میں کہا گیا مگر" مقابل کے تیز کانوں تک اس کی آواز پہنچ ہی گ ئی تھی -------

محترمہ مجھ سے اور میرے کمرے سے آپ کوسوں دور رہیں اور یہ آئندہ میں نہیں" دھراؤں گا "۔ اسنے اسے بنا لگی لپٹی رکھ بلکہ سیدھے سیدھے اپنے الفاظوں میں چبا چبا کر باوار کروایا ۔

اور بنا اس پر اپنی ایک بھی نظر ڈالے وہاں سے ایکدم ہی غائب ہوا ---------

مقابل کو جاتے اسکی چوڑی پشت دیکھ اس معصوم کے گلابی سفید سرخ رخسار پر اسکی کانچ سی آنکھوں سے پانی کا نمکین قطرہ ٹوٹ کر گرا اور اسکے سرخ لبوں پر آکر ٹھہرا

جسے وہ بے دری سے اپنے نازک ہاتھ کی پشت سے صاف کرتی اندر حویلی میں قدم بڑھا گ ئی ---

****

وہ اپنے روم سے الماری سے نکالے نئے قمیض شلوار زیب تن کیئے کمرے میں رکھی ڈریسنگ مرر کے سامنے اپنی پوری وجاہت سے کھڑا اپنے بکھرے بالوں میں کونب کیئے خود پر پرفیوم اسپرے کر باہر نکلا ---

وہ دُھپ دُھپ کر اپنے قدم بڑھاتا اسکے کمرے کا ادھ کھلا دروازہ ہلکی سی اپنی لات مار وا کیئے اندر داخل ہوا ---

گُل نے ابھی شاور لیا تھا تو اپنے لمبے دراز سلقی بال تھولیے سے نکالے ان میں کونب کرتی ڈریسنگ مرر سے پیچھے ہوئی ی تھی کہ اپنے پیچھے لمبے چوڑے آغر کو مرر میں دیکھ شاکڈ ہوئی ی -------

اس سے نظریں ہٹائی یں جب بنا ڈوپٹے سے عیاں ہوئے اپنے سینے پر پڑی تو شرمندہ سی جلدی سے اپنی وئی یل چ ئی یر سمت پلٹتی بیڈ سے اپنا ڈوپٹا اٹھائے خود پر پھیلا گ ئی --------

وہ خود بھی خائی ف سا ہوئے اس پر سے یکدم ہی اپنی نظریں پھیر گیا ---------

تمہارے اندر سوچ سمجھ نام کی کوئی ی شے نہیں ہے کہ اسطرح سے کسی کے بھی" روم میں منہ اٹھا کر نہیں آنا چاہیئے ؟

خیر وہ تو چھوڑو تم کیوں ہمیشہ دندناتے میرے روم میں چلے آتے ہو ؟؟ "وہ اپنی خفت مٹھاتی جھنپتی شرم و غصے سے دھری ہوئی ی اسے دیکھ پنکاری ---------

ششش !اسکے نم لمبے گھنے بال، بھیگا خوبصورت سراپا، لال سرخ ناک، سرخ" کنپکنپاتے لب، اسکا مکمل طور پر جائزہ لیتے یکدم اپنے اور اسکے بیچ فاصلہ مٹاتے اس تک پہنچا نیچے گھٹنوں کے بل اسکے بامقابل بیٹھا اور اسکے بولتے ہونٹوں پہ اپنی انگلی رکھ گیا

آپ کو دروازہ لاک کرنا چاہیئے تھا میں تو آتا ہی اسی طرح بے دھڑک ہوں "۔ اپنا ہاتھ" اسکے لبوں سے ہٹائے بولتا اسکی سمہی غصے و شرم و خفت کی سرخی سے بھری گریش آنکھوں کو اپنے دل میں اترتا محسوس کیا --------

یعنی غلطی میری ہے تم تو ہوئی ی سدا کے شریف ----- "!اسے دیکھ بڑھکتی بولی جو" اپنی خطا ماننے کے بجائے اور ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کر رہا تھا --------

رائٹ ! "بھاری لہجے میں کہتا اسکے نچلے لب پر اپنا انگھوٹا سہلایا ۔۔۔۔۔۔۔"

جس کے بے ہودا عمل پر وہ جھجکتی کرنٹ کھاتی اپنی وئیل چیئر کو پیچھے کرگئی

۔۔۔۔۔۔۔۔

کیونکہ اسے شرم شرمندگی نہ پہلے آئی ی اور نہ اب آنی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

کیوں آئے ہو ؟ "اپنی سینے پر دونوں ہاتھ باندھ گردن اکڑائے بنا کسی تاثرات کے بولی"
اور اسکے خوبصورت پرووقار وجہیہ پرسنٹلی کو دیکھنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

چھ فٹ نکلتا قد، گھنے بھورے بال، گہری سیاہ رنگ آنکھیں سفید سرخ رنگت ، چہرے پر سجی تراشی داڑھی بلاشبہ وہ ایک ہینڈسم خوبصورت مرد تھا ۔ وہ آسانی سے کسی بھی لڑکی کا خواب ہوسکتا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

لیکن اسکی ساری خبصورتی اسکی ایک خامی کے باعث مانند پڑ جاتی تھی ۔ وہ تھا اس کا نیم کڑوا بولنا ۔ بولے تو کسی کا دل چیرتے خون ہی خون کردے ۔ مگر اسے قطعًا کوئی ی فرق نہ پڑے ۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ فلحال اسکے سوال کو سرے سے نظرانداز کیئے خود سے دور ہونے پر نیچے سے اٹھا اور اسے اپنی تپش دیتی نگاؤں میں رکھ چلتا اسکے پشت پہ کھڑا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گل ایکدم چونکی اپنی پشت پر اسکی موجودگی پر ۔ وئیل چیئر پر اپنی گرفت تیز کرلی ۔" "دھڑکنیں مدھم ہوئی ی کہ آخر اب وہ کیا چاہتا ہے ؟؟

آہستگی سے قدرے جھک اسکے نیچے جھولتے نم بالوں سے نکلتا پانی اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو نم کیئے محسوس کرتا اسکے بالوں سے شیمپو کی خوشبو کو اپنے ناک کے نتھنوں میں اتار بے خود ہوتا اسکے سر پر اپنے شدت سے دہکتے لب رکھ گیا ۔۔۔۔۔۔۔

اس بار اسکی حرکت پہ وہ غصے کی زیادتی سے سرخ ہوتی بدن میں چنگاریاں سی بھر گ ئی ۔ جھٹکے سے اسکے جانب اپنی وئی یل چی ئی ر گھمائی ی -------

جو مدہوش سا اس پر جھکا تھا ایک منٹ میں سارا نشہ حائی ل ہوا تھا اور ہوش میں آتا اسے خود کو زہر خند نگاؤں سے تکتا پایا ---------

کس حق سے چھوتے ہو مجھے ؟ باپ ہو بھائی ی ہو یا شوہر ہو ؟ آخر کس نے تمہیں" حق دیا دو نا محرم کے بیچ بنی بارڈر لائی ن کو کراس کرنے کا ؟؟ "۔ وہ ہذیانی ہوتی پوری شدت سے چیخی تھی -------

آج وہ اسے باوار کروا دینا چاہتی تھی کہ اس کے اور خود کے درمیان کوئی ی رشتہ نہیں جس کو ڈھال بنائے وہ اس پر اپنا کسی بھی قسم کا حق جتاتا پھیرے --------

آپ کے اس سوال کے جواب کو بعد کے لیئے رکھ لیتے ہیں ۔ بے فکر ہوجائی یں" بے حد اچھی طرح آپ کو بتاؤں گا ۔ ہم آپ کے لگتے کون ہیں ؟؟ "کہتے وہ دوبارہ

قدرے نیچے اسکے مقابل گھٹنوں کے بل بیٹھے بڑے اطمینان سے اسکے سرخ آتش ذدہ چہرے کو دیکھنے لگا -------

اس کے جوابی کاروائی ی پہ وہ اپنا امڈتا غصہ اپنے حلق میں اتار نازک ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے اسے فرصت سا ڈھیٹوں کی طرح خود پر نگائی یں ٹکائے دیکھ خائف سی ہوتی اپنا منہ پھیر گ ئی --------

سامنے بیٹھی منہ پھلائے حسینہ کے حسین سراپے سے پھوٹتی کلون کی خوشبو ، نکھری نکھری سی ، بال کھلے بکھرے اسے پاگل بنارہے تھے --------

کس حد تک وہ خود پر کنٹرول کیئے بیٹھا تھا بس اسے معلوم تھا -------

پھر کہتیں ہیں کہ لائی ن کراس وغیرہ وغیرہ "۔ استزائی یہ سے سوچتا اسکی خمدار گھنی" کالی پلکوں کا رقص دیکھنے لگا جو کبھی جھک رہی تھیں کبھی اٹھ --------

"تم ۔ تم وہ مم ۔ میرے بچپن والے پیارے دوست آغر ہوئی ی نہیں ۔ پتہ نہیں تم کون ہو ؟ ہمیشہ ہی جو مجھے تکلیف و عزیت دینا چاہتا ہے ۔۔۔ "اچانک ہی اسکی گریش آنکھوں سے گرم سیال نکل اسکے چہرے کو بگھونے لگے ۔ وہ شکوہ کناں نگاؤں سے اسے دیکھ ملامتی سا بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"میری شہزادی !وہی ہوں میں رونا بند کریں "۔ اٹھتا اسکے تیزی سے گرتے آنسوؤں کو اپنے انگھوٹے ہاتھ کی پشت سے صاف کرتا ۔ محبت سے بھرپور لہجے میں گویا ہوا

۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اسکے انداز پہ اپنا سر اٹھائے اسے خالی خالی کاٹدار نظروں سے دیکھنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"آہ !اس طرح مت دیکھیں مجھے ۔ "اسکا گلابی چہرہ اپنے بھاری ہاتھوں کے پیالوں میں لیتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہٹو پیچھے ۔ "نخوت سے اسکے ہاتھ جھٹکتی غصے سے اپنے ہونٹ چبانے لگی"

،،،ان پر تو تشدد نہ ------"

آہ !بیغرت انسان دور ہٹو ----- اپنے ہونٹوں پر اسکی بھاری انگلیوں کا لمس محسوس" کرتی وہ پوری طاقت سے تڑپتی پاگل ہوتی چیخی ---------

وہ سچ میں ایک پاگل انسان تھا وہ سمجھنے والوں میں سے بلکل نہیں تھا بلکہ اپنی کر کے جو اکھاڑ سکتے ہو اکھاڑ لو ۔ ایسا تھا -------

گل کی سانسیں بری طرح سے پھولنے لگی تھی ۔ اسکا بس نہیں چل رہا تھا آغر کو اٹھا کر مریخ پر دے مارے ---------

اوکے بات سنیں ۔ کل ہمارا نکاح ہے خود کو ریڈی کرلیں ۔ یہی اطلاع دینے آیا تھا" آپ کو ۔ میں چلتا ہوں "۔ اسے خود سے بدزن ہوتے دیکھ وہ اپنی سانس ہوا کے سپرد کرتا بولتا اٹھا جانے کے لیئے پلٹا --------

مم ۔ میں مرجاؤ گی مگر تم سے نکاح نہیں کروگی ۔ سن لیا تم نے "۔ وہ اسکی چوڑی" پشت دیکھ پھر ہذیانی پاگل ہوتی تیزی سے چیخی ----------

وہ ملازمہ جو غالبًا ن ئی آئی ی ہیں جانتی تو ہے ناں آپ انہیں ؟؟ "وہ ایڑی کے بل" پلٹا اسے سخت نظروں سے دیکھ اپنی بھاری سرد سرسراہتی آواز میں بولا ---------

گل کے سامنے "فائی کہ "اس معصوم کمسن لڑکی جو شاید آغر،،، ۔ اسکے بولنے پر سوچتی" اسنے اپنی سانس کھینچی --------

تو کیا مراد ہے اس معصوم سے تمہاری ؟؟ "وہ بنا کسی تاثرات کے سرد آواز میں اسے" دیکھ بولی ----------

یا تو آپ مجھ سے نکاح کریں یا میں ان محترمہ سے کروں گا ۔ مگر اسکے دوسرے ہی" سینڈ اسے منہ دیکھائی ی کا تحفہ طلاق کی صورت دوں گا ۔

اسکے بعد اسکا کیا حال ہوگا ۔ آپ سوچ سکتی ہیں ۔

اب آپ بتائی یں آپکا فیصلہ کیا ہوگا ؟؟ "اسکے فق پڑتے تاثرات اور درد سے لبریز چہرے پر نگائی یں ٹکائے بھاری لہجے میں گویا ہوا --------

مم ۔ میں ایسا کروں گی اس معصوم کو یہاں سے کہیں بھاگا دوں گی ۔ ہاں یہی بہتر" ہے "۔ اپنی نظریں نیچے زمین پہ ٹکائے وہ سوچے بننے لگی ---------

آہہہ ---- "!!گل کے حلق سے پھنسی پھنسی سے چینخ نکلی --------"

یکدم بجلی کی رفتار کی طرح وہ اس تک پہنچا ۔ وہی گھٹنوں کے بل بامقابل بیٹھ اسکے گھنے سلکی بالوں میں اپنی بھاری انگلیاں پھنسائے بے دردی سے اپنی جانب کھینچا

اسکے چہرے کو بلکل اپنے چہرے کے نزدیک کیئے اسکے ڈر سے کانپکنپاتے لبوں پہ نگائیں ٹکائے گہری بھاری سرگوشی کی --------

شہزادی کوئی ی منصوبہ بندی نہیں ۔ آپ کی معصوم سوچ سے بھی آگے تک کی " سوچتا ہوں میں ۔ کل پورے حق و استحاق سے ہمارے درمیان یہ ایک انگلی کا فاصلہ بھی بے حد برے طریقے سے مٹاؤں گا ۔آپ میرے دہکتے لمس میں روتی پٹتی ہاتھ پیر مارتی رہ جائیں گی مگر ایک پل نہیں بخشنوں گا "۔

آغر کی گرم سانسیں اسے اپنے لبوں پر کسی دہکتے انگاروں سے کم نہ لگی ۔ واقعی ان میں ایک انچ کا ہی تو فاصلہ رہ گیا تھا ----------

مجھے گھٹن ہورہی ہے تم سے ۔ کیوں میرے گلے کا پھندا بنتے جارہے ہو ؟؟ "اپنی" جڑوں میں اسکی بھاری انگلیاں دھنستیں چلی جارہی تھیں ۔ اسکا کالر دبوچے شرم و غصے سے تپتی اسے پیچھے کرنے کی بھرپور کوشش کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

جانتے ہو میری اور تمہاری عمر کے بیچ نو سال کا فاصلہ ہے ؟ طلاق شدہ اوپر سے آپائی ج ۔

آخر مجھ جیسی آپائی ج سے شادی کیوں کرنا چاہتے ہو ؟ ایک دن سر پکڑ کر رو گے اور تمہیں کچھ حاصل نہیں ہوگا ۔۔۔۔ "وہ اپنی گرے کانچ سی آنکھیں اس پر گاڑے مضبوط چٹانوں جیسے لہجے میں بولی جسکی گرم سانسیں اسکے چہرے کو جھلسا رہی تھیں ۔

وہ جیسے بھی کرکے اس سے دور ہونا چاہتی تھی ۔ اسکی فاتح مندی شرسار سا کھوئے خود کو دیکھنا ۔ مونچھیں اور مونچھوں تلے عنابی لب اسکے جسم سے اٹھتی مردانہ کلون کی خوشبو ایک پل کے لیئے اسے خود کے اتنے قریب دیکھ اسکے انگ انگ میں خوف کی لہر دوڑ گ ئی تھی ۔

تنہائی ی اور اس تنہائی میں کچھ غلط ہوجانے کا خوف ------

بڑے ہونے کے طعنے مت دیا کریں مجھے ، ویسے ہی سرپھیرا سا بندہ ہوں میں لیکن اگر" آپ کو بڑا پن دیکھانا ہی ہے تو ، شادی کے بعد ہمارے بیچ تمام فاصلے طے کر اسے نزدیکیوں میں تبدیل کرتے پہل آپ کر لیجیئے گا "۔ خمار سے بوجھل بھاری لہجے میں اس سے تھوڑی دور ہوتا بالوں سے ہاتھ نکال اسکی آنکھوں میں اپنی آنکھیں گاڑے بولا جو پہلے ہی اسے دیکھ رہی تھیں ---------

اسنے تو اسے بولنے کے قابل ہی نہیں چھوڑا تھا ۔ کیا کہتی بھلا وہ ؟ یہ شخص سچ میں ایک بے باک بدتمیز انسان تھا ۔ یکدم ہی اسکی بے باک گفتگو پر اسکے گال دہکے اور شرم و غصے سے سرخ سی ہوتی اپنی آنکھیں ہٹا گ ئی اور اپنے ہاتھوں کی زور سے مٹھیاں بھینچ لیں --------

اسکی توبہ کہ وہ اب اسے بڑے ہونے کا کبھی طعنہ بھی دے ۔ سوچ ہی رہی تھی کہ اسے اپنے ہاتھ کی مٹھی کھولتے دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کھوتے کھوتے آپ کو پایا ہے ۔ ایک بار خود پر جبر کیئے اپنے دل پر ظلم کرچکا ہوں میں" ۔ اگر دوبارہ کیا تو یہ ناراض ہوجائے گا اور شاید اس بار مجھے خود اپنی قبر پکی کروائے لوگوں کو موقع دینا ہوگا اس پر فاتحہ پڑھنے کا۔۔۔"کھوئے کھوئے غائی بانہ لہجے میں کہتا ہاتھ کو تھامے اسکی سرخ ہتھیلی پر اپنی دوسرے ہاتھ کی انگلیاں ہلکے ہلکے پھیرنے لگا جیسے کوئی ی جادو کر رہا ہو۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہش آغر۔۔۔ "!فوراً ہی اسکی مرنے والی بات سنتی کہتی اپنا دوسرا ہاتھ اسکے عنابی" لبوں پر جما گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی بے اختیاری پر مقابل کو نجانے اس پر ٹوٹ کر پیار آیا مگر بیچ ایک مضبوط رشتہ نہ ہوتے دیکھ خود پر ضبط کرگیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ریڈی رہیئے گا کل ۔۔۔۔ "اسکے گلابی پر نور چہرے کے ایک ایک نقش کو ازبر کیئے"
ہتھیلی کو اپنے لبوں سے آہستگی سے چھوتا اٹھا اور پلٹتا وہاں سے نکلتا چلا گیا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے جاتے ہی اس نے اپنی بے اختیاری پہ خود کو سرزش کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مطلب پہلے کھو چکا ہے ؟؟ "سوچتی وہ پوچنا چاہتی تھی مگر وہ جاچکا تھا کمرے کی گیسو"
فضاؤں میں اپنے مردانہ کلون کی رچی بسی خوشبو چھوڑے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے

منِ عزیزم

اپیسوڈ نمبر 38

پریشے بیگ

کاپی کرنا سختی سے ممنوع ہے ۔۔۔۔۔۔

اسکی سسکی پہ اس نے اپنا سر اسکی گردن سے اٹھایا اور بوجھل نیم وا نگاؤں سے دیکھ اسکے گرد گرفت تیز کیئے اسکی نازک کمر پہ اپنا بھاری ہاتھ کا انگھوٹا سہلایا ---------

اسکے دہکتے لمس پر وہ کانپکنپاتی اسکی پشت پہ شرٹ کو اور مضبوطی سے جکڑ گ ئی

کیا بنے گا تمہارا جان ؟؟ میری زرا سی شدتوں پر تم اسطرح سہمتی لرز رہی ہو ۔ ابھی تو" یہ چھوٹے سے زرے برابر سی سزا ہے اس پر ہی تم تڑپ گ ئی یں ؟ ابھی تو شروعات ہے ابھی سے ہی گھبرا رہی ہو؟ ابھی تو مجھے بتانا ہے کہ تم نے کب کب کس کس طرح مجھ معصوم پر ظلم ڈھائے ہیں ؟"دلکش خمار سے چور لہجے میں سرگوشی کرتا اسکے چہرے کو نزدیک کیئے اسکے خوبصورت نقوش کو چومتے اسکے چہرے کے خدوخال میں گلابیاں بکھیر گیا ---------

وہ تو اس کے معصوم لفظ پر ہی عش عش کر اٹھی تھی ------کیا معصومیت ایسی" ہوتی ہے ؟؟ میں تو انہیں سیدھا سادھا سمجھتی تھی لیکن شاید انہوں نے ان بے باک

حرکتوں میں پی ایچ ڈی کر رکھی ہے ۔۔۔"سوچتی اسکی گرم سانسوں اور دہکتے لمس پر اپنا سانس زور زور سے لیتی بحال کرنے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا ہاتھ کا سفر کمر سے ہوتا تھوڑا اوپر کو آیا کہ وہ یکدم ہی کرنٹ کھاتی تڑپ اٹھی اور جیسے ہی اسے کھویا اور خود پر اپنی ڈھیلی گرفت محسوس کی کہ وہ ایک سیکنڈ میں اس چُپکی گوند سے دور ہوئی ی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

جو ان پانچ منٹ میں اسکی حالت بری طرح خراب کرچکا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

"کہا میں نے کہ دور جاؤ؟؟"

بھاری سرد مگر تپش دیتی نگاؤں سے اسکے بے خود کرتے سراپے کو فرصت سے تکتا بولا اور ایک منٹ میں صوفے سے اٹھ کھڑا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ آ ۔ آپپ ۔۔۔۔ وہ وہ ۔۔۔ مج ۔ مجھے کھانا بن ۔ بنانا ہے "۔"

تھوگ نکلتے لڑکڑاتے دھیمے لہجے میں اسکی لو دیتی نگاؤں کو خود پر ٹکے دیکھ کہتی آہستہ آہستہ اپنے قدم پیچھے لینے لگی --------

اسکی جھکتی آواز پہ وہ مسکرا دیا اور اسکو قدم پیچھے لیتے دیکھ خود بھی قدم اسکے جانب آگے بڑھانے لگا -------

اسکے قدم اپنی طرف بڑھتے دیکھ وہ بدحواس سی بھوکلائی ی ---------

ان سرخ پتیوں کو اپنے دانتوں تلے دباؤ "۔ "

فرمائی شی انداز میں کہتا اسکے رہے سہے اوسان بھی خطا کرگیا -------

اسے سب یاد تھا کہ یہ اس کا چین لوٹنے اسے بے سکون کرنے کا اسکا پہلا ہتھیار تھا ۔ وہ چودہ سال کی تھی تب وہ اچانک ہی اپنے کسی مجرم کی تفتیش کے لیئے انکے گھر گیا تھا --------

دروازے کی ڈور بیل بجی ۔ جسے زرتشہ کی ماں نے آگے بڑھ کر وا کیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا تم "۔"

زرشتہ کے ماں باپ دونوں اس ہٹے کٹے خوبرو پولیس کی وردی میں ملبوس اپنے بتیجے کو دروازے پر کھڑا دیکھ خوش اصلوبی سے آگے بڑھتے ملے ۔۔۔۔۔۔۔۔

جی بس ایک مجرم کو ڈھونڈنے میں غلطاں تھا کہ راستے میں آپ لوگوں کا گھر پڑھ گیا تو" آگیا "۔ ان دونوں کو خود کو تکتا پاتے بھاری لہجے میں گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا کیا بیٹا تم آگئے "۔ ورنہ ریشمہ بھابھی ہی اکثر و بیشتر آتیں ہیں ۔ تم نے تو شاید یہ" دوسری بار شکل دیکھائی ی ہے غالباً ۔۔۔۔ "اپنے چچو کے خود کے بارے میں گلفشانیاں سن خجل سا شرمندہ ہوتا سر جھکا گیا ۔۔۔۔۔۔۔

آپ کو تو معلوم ہی ہے چاچو یہ ڈیوٹی کچھ ایسی ہی ہے مجھے تو اپنے لیئے وقت نہیں" مل پاتا "۔ رسانیت سے بھاری لہجے میں انہیں دیکھتے استفسار کیا ۔۔۔۔۔۔۔

ہاں میں ایگری کرتا ہوں بیٹا مگر پھر بھی کچھ فرصت نکال لیا کرو اپنوں کے لیئے بھی"
بہرحال آؤ آؤ دروازے پر کھڑے ہو اندر آؤ ------ "دونوں میاں بیوی پیار بھرے لہجے میں کہتے اسے لیئے ڈرائنگ روم میں لے آئے -------

بیٹھو بیٹا "۔"

سلیقے سے سجے ڈرائنگ روم پر اپنی ایک طائرانہ نگاہ ڈال وہاں رکھے صوفوں میں سے ایک ٹویسٹر صوفے پہ اپنی پوری وجاہت سے بیٹھا --------

بابا میری ٹیوٹی ٹوٹ گ ئی "۔"

اندر کمرے سے چلتی وہ پیاری ننھی پری ڈرائنگ روم میں آتی اپنی سریلی میٹھی آواز میں وہاں موجود اپنے باپ سے روہانسی دکھی ہوتی مخاطب ہوئی ی ----------

مگر وہاں اپنے ماں باپ کے علاوہ ایک اور شخص جو رشتے میں اسکا کزن بھائی ی لگتا تھا جو اسکے باپ نے اسے بتایا تھا --------

وہ اپنے منہ کے نئے نت زوائے بنانے لگی اور اپنی معصوم آنکھوں کی پلکوں کی جھالروں سے اس آئے اپنے کزن کو دیکھنے لگی --------

جن آنکھوں میں صرف اپنی ٹیوٹی کے ٹوٹنے کا دکھ لپک رہا تھا جیسے وہ بس ابھی رو دے گی ---------

ازمیر نے اسکی آواز پہ سامنے اپنی اس چھوٹی سی پیاری کزن کی جانب نگاہیں اٹھائے دیکھا ---------

جسکی کانچ سی آنکھیں بس بہنے کے لیئے تیار تھیں ----------

دیکھاؤ مجھے ۔ ہوسکتا ہے میں آپکا ٹیوٹی جوڑ ٹھیک کر سکوں ؟؟ "اسکے کلونے کو صیح" حالت میں دوبارہ تبدیل کرنے کا کہتے اپنا بائیاں ہاتھ اسکے آگے پھیلایا ۔ وہ کلونا لینے کے لیئے -------

ازمیر کو اپنی وہ کزن ویسے بھی اپنے سارے کزنوں میں سب سے زیادہ عزیز تھی ۔
شروع سے ہی وہ پیاری گول مٹول گلابی گڑیا اسے ہنسی خوشی کھیلتی چہچاتی پیاری اچھی لگتی تھی اور آج نجانے کیوں اسکی اداس بھری سیاہ رنگ کانچ سی آنکھیں دیکھ وہ تڑپا

وہ چار قدم کا فاصلہ طے کیئے اپنے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اس تک پہنچی اور اپنا ٹیوٹی اسکے پھیلائے بھاری ہاتھ میں رکھا --------

آپ تو اب بڑی ہو رہی ہیں اور الحمداللہ سیون کلاس کی اسٹوڈینٹ ہیں ۔ ٹیوٹی سے تو" بچے کھیلتے ہیں ؟؟"

اسکی فضول کی اس بے جان کلونے سے پوسسزیونس سمجھ سے باہر تھی جسکے باعث اسکی ننھی آنکھیں اداس ہوگئی یں تھیں ---------

ہاں تو میں ابھی بچی ہی تو ہوں ۔ یہ بابا نے دیا تھا مجھے ۔ میری تیسری سالگرہ پہ اور" یہ مجھے بہت پیارا ہے "۔ اپنا منہ بناتی دوسری طرف پھیرتے بولی جیسے اسکی بات اسے پسند نہ آئی ی ہو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اچھا اچھا ناراض نہیں ہوتے پری میں کرتا ہوں "۔ اسکے معصوم چہرے کو دیکھ اسکی" ناک دباتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اپنی بیٹی کی معصوم باتیں سنتے ان دونوں کو ایک دوسرے سے باتیں کرتے اسکے چچا چچی دیکھتے مسکرا رہے تھے ۔۔۔۔ اس ایک ایکلوتی جان سے پیاری بیٹی میں تو ان دونوں کی جان بستی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"چچو ایلفی یا ایکو میچ ہوگی ؟"

اس ٹیوٹی کا سرسری سا معائنہ کرتا اپنے چچا کو دیکھ گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔

نہیں بیٹا دونوں ہی نہیں ہے "۔ انکی جگہ چچی اسے دیکھ بولیں ۔۔۔۔۔۔۔"

"اوہ !اسکے بغیر تو یہ جوڑنے سے رہا ۔۔۔"

افسوس بھرے لہجے میں کہتے اسنے اس کلونے کو پھر سامنے کھڑی اس چھوٹی سی پری کو دیکھا جسکا نمکین موتی ٹوٹ یہ سنتے اسکے گلابی رخسار پہ بہہ نکلا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ڈونٹ کرائی نگ پری !میں اسے کل تک ٹھیک کرکے لاکر دیتا ہوں "۔ اسکی کانچ سی" آنکھوں سے گرتے موتی کے قطرے اپنے بھاری ہاتھ سے آہستگی سے سمٹ بولا

۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ پکا کل کر دینگے "۔"

امید بھری نگاؤں سے مقابل کی شہد رنگ آنکھوں میں دیکھ اپنے دانتوں تلے لال گلابی لب دبائے بولتی پونی میں قید ابھی سے ہی لمبے گھنے بالوں سمیت پونی ہلائی ی

۔۔۔۔۔۔۔۔

لمبے گھنے بال ، بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں ، گلابی ناک، گلابی پھولے پھولے گال چھوٹے سے لال گلابی کٹاؤ دار ہونٹ، صاف اجلی رنگت ۔ اس وقت پھولوں والی باربی، فراک میں ملبوس ۔ وہ بہت پیاری اور معصوم لگ رہی تھی --------

جوانی کی دہلیز پہ رکھتے اس گڑیا کا پہلا قدم اسکے حسن میں آہستہ آہستہ اضافہ کرنے لگا تھا

وہ یکدم کھو سا گیا ---------

اس پر یہ معصومیت بھرا دلسوز حملہ اتنا خطرناک تھا کہ اسنے اس وقت خود کو فنا ہوتے محسوس کیا تھا ---------

میں کر کے کل تک لاتا ہوں "۔ ہوش کی دنیا میں آتا کہتا بنا اس پہ اپنی ایک بھولی" بھٹکی نظر بھی ڈالے ایک منٹ میں وہاں سے کھڑا ہوا تھا --------

تھنک یو بھائی ی آپ بہت اچھے ہیں "۔"

کہتی جھٹ سے وہ اندر غائب ہوئی ی تھی جبکہ ازمیر کو پہلی بار خود سے ڈر لگا تھا

ایک منٹ میں وہ حسینہ اس کو زیر کر سرشار سی ہوتی وہاں سے جاچکی تھی مگر اسے اپنے حصار میں قید کیئے اسے پاگل بنا گ ئی تھی --------

پہلی بار اسکے دل میں خواہش جاگی تھی کہ وہ ان پتیوں کو اپنے عنابی لب رکھے انہیں محسوس کرے -------

مگر اسکا خود سے کہیں سال چھوٹی ہونے اوپر سے نابالغ خود کی سوچ پر نعالت ملامت کر وہاں سے وہ کس طرح گھر لوٹا تھا بس وہی جانتا تھا ---------

اسکے بعد سے اسے خود کی گندی، گھٹیا سوچ پہ شرم آنے لگی تھی ۔ اسے اس قدر گلٹی فیل ہو رہا تھا کہ اسے ایک پل سکون نہیں مل پارہا تھا --------

دن رات اسکے بے سکونی میں کٹنے لگے تھے ۔ خود سے نظریں تک نہیں ملا پارہا تھا وہ ۔۔۔۔۔ لیکن اسکی یہ بے چینی بے سکونی کب رحت میں آہستہ آہستہ تبدیل ہوتی محبت اور پھر عشق میں بدلی وہ خود حیرت و ورطہ تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی اچانک سی زومعنی فرمائش پہ اسکی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور اپنا حلق تر کرتی پیچھے اسٹیپ لینے لگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

مگر برا ہوا کہ پیچھے اسکی نازک پشت سے دیوار ٹکرائی جسے دیکھ وہ روہانسی ہوتی غیر ارادی طور پر ہی صیح لیکن اپنی نچلے سرخ لب کو اپنے دانتوں تلے دبا گئی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ مقابل کی اس حسین ستمگری پہ جی جان سے نثار ہوتا اپنے اور اسکے بیچ کا دو قدم کا فاصلہ طے کرتا اس تک پہنچا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جو پیچھے دیوار کو پائے ازمیر کو دیکھ اپنی آنکھیں میچ چکی تھی -------

اسکی خمدار سیاہ دراز لرزتی پلکیں، چھوٹی سی ناک ، دہکتے گال ، بھوکلائے تاثرات، سرخ لال کانپکنپاتے ہونٹ جن کو دانتوں میں لیئے ستم کی انتہا کردی تھی ---------

جھٹکے سے جارحانہ طور پر اسے قریب کھینچتا اپنی بانہوں میں لیئے گرد اپنا بھاری مضبوط بازؤں ایک بار پھر اُسکی کمر پر قائم کیئے اسے گھمایا ------

خود دیوار سے اور اسکے دونوں نازک ہاتھ اپنے گلے میں ڈال اسکے بالوں میں بھاری انگلیاں الجھائے اس پر پوری شدت سے جھک گیا --------

اسکی نازک کمر پر انگھوٹا سہلاتا دوسرے ہاتھ سے اسکی بالوں کی جڑوں کو سہلائے اس کے لال سرخ نچلے لب کو اپنے دانتوں تلے دبایا -------

کہ وہ ظالم کی ظالمانہ عمل پر اسکی پشت پر تیز اپنے ناخون گاڑھ گ ئی ---------

تھوڑا ہی صبح مقابل کو رحم تو آئے ۔ دفتاً مقابل بھی ڈھیٹ ثابت ہوا جسے کوئی ی فرق نہیں پڑھ رہا تھا --------

زرشتہ کے دل کی دھڑکن تیز ہوتی جارہی تھیں ایسا لگ رہا تھا کہ دل سینے کی چادر توڑے باہر آجائے گا --------

"اب سے ان پر تشدد تم نہیں میں کرا کروں گا ۔"

اپنی بکھری گرم جھلساتی سانسیں اسکے نازک ہونٹوں پر چھوڑ سرخ لبوں پہ ہی نظریں ٹکائے شدت سے بوجھل لہجے میں استفسار کیا ۔ جو لرزتی اسکے حصار میں کھڑی اسکی سانسوں میں سانسیں لے رہی تھی -------

اسکی سانسوں کی حدت بھری تپش پہ وہ اسکے گلے میں جھولتی گولڈ کی چین میں انگلی پھنسائے اسے سنبھلنے کا موقع دیئے بغیر پھر ایک بار نزدیک کیئے اسکے سرخ لبوں پر اپنے دہکتے عنابی لب رکھ اپنی لبوں کی پیاس بجھاتا قطرہ قطرہ پینے لگا ---------

وہ پھر مزاحمت کرنے لگی مگر اسکے آگے اب تک اس بے چاری کی کونسی مزاحمت کام آئی ی تھی ۔ اسے بھی ترک کرتا خود میں بھینچتا چلا گیا ----------

اسے سچ میں اب رونا آنے لگا تھا اس کی اس قدر دیوانگی، جنون خیز عمل پر جو اسے ایک پل سانس تک نہیں لینے دے رہا تھا -------

یکدم ہی اسکی معصوم آنکھوں سے نمکین قطرہ ٹوٹ اسکے سرخ رخسار پہ بہہ نکلا

جو زخمی پرندے کی طرح اب تک اسکی سانسوں میں قید تھی -------

اپنے چہرے پر بھیگا پن محسوس کر اپنی بانہوں میں تھر تھر کانپتے اس معصوم وجود کا خیال آیا اور آہستگی سے اس سے دور ہوا لیکن چھوڑا اب بھی نہیں ---------

اسکا کانپکنپاتا لرزتا ہوش ربا سراپا ، بھیگی نم آنکھیں، لال کندھاری خون چلکاتے ہونٹ جنکے نشے میں وہ اس قدر بہکتا چلا گیا تھا ---------

وہ اپنی بہکی بوجھل نگاہیں اسکے چہرے پر ٹکائے اسکے گرد اپنا مضبوط بھاری حصار مزید کستا اسے پھر بھوکلانے سٹپٹانے پر مجبور کرگیا ----------

جائز و شرعی حق رکھتا ہوں تم پر ۔ پھر یہ بے زاریت کیسی ؟ میرا چھونا پاس آنا برا" لگتا ہے تمہیں ؟؟ "اسکے بھیگے نم پلکیں دیکھ بھاری لہجے بولا --------

نن ۔ نہیں "۔ وہ کیا کہتی کہ وہ بے زریت نہیں بلکہ اسکی شدت جنون خیزی سے" گھبرا رہی تھی ----------

میری جان لگنا بھی نہیں چاہیئے ۔ "بوجھل لہجے میں کہتے اسکی ناک کو اپنے عنابی لبوں" سے چھوا -------

I'm crazy about you .....

شدت جزبات سے چور بھاری لہجے میں بولتے اپنے پیاسے لب اسکی بھیگی نم آنکھوں پہ رکھنے چاہے کہ وہ اسکی ہلکی ہوتی گرفت میں یکدم اسکے سینے پر ہاتھ رکھتی اسے خود سے دور کرتی وہاں سے بھاگتی سامنے اپنے روم میں بند ہوگئی اور اپنے لمبے لمبے سانس بھرنے گی ----------

اپنے حصار سے اسے نکلتے دیکھ اس نے اسکے پیچھے جانا چاہاکہ صوفے پہ رکھا اسکا موبائل چینخ پڑا ----------

ایک نظر کمرے کے بند ہوئے دروازے پر ڈالی اور گہرا سانس لیتا جانے کا اردہ ترک کیئے اپنے قدم روکے اور واپس اپنے قدم صوفے کے جانب ڈال دیئے ۔ جہاں اسکا موبائل گلا پھاڑ پھاڑ کر چینخ رہا تھا ----------

کال کرنے والے پر اسے شدید قسم کا غصہ آیا ۔ دل کیا جو کال کررہا ہے ۔ موبائل سے نکال کر اسکا برا حشر نشر کردے ---------

موبائل تک پہنچ کر اسکرین پہ جگماتا نام دیکھ اسکے تنے نقوش ڈھیلے پڑے تھے اور لب گہری مسکراہٹ میں ڈھلے --------

یاد آگ ئی تجھے مجھ ناچیز کی "۔ فون یس کرتے کان سے لگائے طنز سے بھرپور لہجے میں" بولا ----------

فون کے پیچھے وہ اسکے میٹھے سے طنز پر گہرا مسکرایا --------

ہاہاہا ----- اس وقت خالصاً روٹھی محبوبہ لگ رہا تو ۔ اس طرح مجھ پہ شکوے شکایت" کے نشتر چلاتے "۔ فون کے پیچھے بھی شاید کوئی ی اعلی درجے کا مہا ڈھیٹ انسان ہی تھا ۔ گھمبیر بھاری سپاٹ لہجے میں اسی کے لہجے کا فطور اسے لٹایا گیا ---------

ایسا بھی کچھ نہیں کہہ دیا میں نے ---- دفعہ ہو کمینے---- "اپنی ہی رو میں بولتے"
کان سے ہٹائے موبائل کو گھورا اسکا قہقہ اسے منہ میں کڑوے بادام کے مانند لگا

انٹی کا پتہ چلا میں اسی دن آتا لیکن آ نہیں سکا معذرت "۔ افسوس بھرے لہجے میں"
استفسار کیا ---------

مقابل کے جانب سے ریشمہ صاحبہ کے زکر پہ ازمیر کے چہرے پر یکدم ہی ایک غم کا
گہرا سایہ سا لہرایا تھا ---------

ہمم ---- "!!فون کے پیچھے موجود نفوس کی بات پہ یک لفظی کہا گیا ---------"

بہرحال فون پر ٹپکنے کا مقصد ؟ "اپنے ازلی انداز میں آتے آئی برو اچکاتے وہ بولا"

مقصد حیات "۔"

مقابل جزبوں سے چور اپنے دل کے مقام پر اپنا بھاری ہاتھ رکھے فل ٹھرکیوں والے انداز و لب و لہجے میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سامنے والے کی فضول گوئی ی پہ ازمیر کے دماغ میں کچھ کلک ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

"کون ہے جسے پھنسایا ہے؟"

کہتے اپنے لبوں تلے مسکراہٹ دبائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم پھسانے نہیں بسانے والوں میں سے ہیں "۔ مقابل نے بھی دوبدو اسی کے انداز" میں جواب کروائی ی کی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوو ائی ی سی !ویسے کس بے چاری کی قسمت پھوٹی ہے ۔۔۔۔ "سنجیدگی سے مگر" لبوں پر مسکراہٹ سجائے اپنی داڑھی کھجاتے مقابل سے گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہم جسے نصیب ہیں وہ اپنے بخت پر نازاں ہو ، خوش ہو ، مزار پر دھمال ڈالے ۔ ہمارا" ملنا کوئی ی عام بات نہیں "۔ مسکراتے مستانے سے ڈوبے لہجے میں آنکھیں موندے بھاری آواز میں فون کے پیچھے سے کہا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے عجب دیوانے ، مستانے پن پہ ازمیر کا اب ایک زوردار قہقہ چُھٹا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا ۔۔۔۔ ایسی دو روپے والی سستی سی شکل پہ بھی نازاں ۔۔۔۔۔"بولتے ایک بار" پھر چھت پہاڑ قہقہ لگائے تصورانہ سوچ رہا تھا کہ فون کے پیچھے مقابل کی شکل کیسی ہوگی ؟؟

سنا ہے عشق میں مل جانے کی آجکل خوشی مناہی جارہی ہے ۔۔۔ "اسکا بولنا تھا کہ" ازمیر یکدم سن ساکت ہوا ہنستا مسکراتا سنجیدگی میں تبدیل ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اب باری مقابل کے سرشار ہوتے مسکرانے کی تھی ۔ اب وہ سوچنے پر مجبور تھا ازمیر کی صورتحال کیا ہوگی ۔ یقیناً دیکھنے لائق ہوگی ۔۔۔۔۔۔۔۔

توں واقعی کمینہ ہے سالے "۔ فون سے ازمیر کی بھاری آواز گونجتی مقابل کی سماعتوں" سے ٹکرائی ی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا !تم کرو تو سہی ۔ ہم کریں تو کیوں غلط بات ہے ۔ بیٹا ہم اڑتی ہوئی ی چڑیا کے پر" گن لیتے ہیں پھر یہ تو چھوٹی سے خبر تھی وہ بھی کوئی ی نچلے درجے کی ۔ شادی مبارک ویسے "۔

ازمیر کا اسکی باتوں پر چہرہ لال سرخ ہوا تھا ۔۔۔۔۔۔۔

اسے کیسے یہ خبر ملی تھی وہ اچھی طرح جانتا تھا وہ اپنا سر دائیں بائیں ہلاتا جھٹک گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تیرا بھائی ی شادی کر رہا ہے "۔ کچھ توقف کے بعد فون سے پھر مقابل کی بھاری" آواز گونجی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کمینے کسی کا برا نہیں سوچتے "۔ ازمیر مسکراتا گویا ہوا ۔۔۔۔۔۔۔"

سالے تجھ جیسے دو کوڑی سیاہ وردی والے بے سرے، بدمزاج بندے کو بھی بھابھی" نے برداشت کرلیا ناں !تو پھر میں تو ایک ہینڈسم، خوش شکل مرد ہوں "۔اسکے اعصاب چھٹکے تو پھر جو مقابل شروع ہوا کہ ازمیر اپنی ہنسی دباتا رہا تھا مگر کنٹرول نہیں رہی تھی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ویٹ !بات سن "۔ ازمیر اپنی مسکراہٹ دبائے ہی بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

بھونک ۔۔۔۔ "!!فون سے مقابل کی چنگاڑتی آواز گونجی ۔ اسکی دبی دبی مسکراہٹ اسکا" خون جلاتی خاکستر کرگ ئی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ازمیر نے یکدم ہی اپنے دوسرے ہاتھ کی انگلی کان میں ٹھونسی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔

گندی اولاد، نہ مزہ نہ سواد "۔"

کہتے جو اسکا دوبارہ چھت پھاڑ قہقہ پورے ہال میں گونجا کہ اس بار دروازے کے پیچھے زرتشہ کا کلیجہ حلق میں آیا اور اپنے دل کے مقام پہ ہاتھ رکھے زور زور سے سانس لیتی سانس ہوا کے سپرد کیا ----------

انہیں کیا ہوا ؟ مجھے تو لگتا ہے اثرات وغیرہ ہوگئے ہیں ان پر ۔ "زرتشہ نے اپنا تیزی" سے دماغ چلایا اور ڈر سے تھوک نکلا ----------

"ابے کتے حرا !!! ***میرے ہاتھوں مارے گا تو ۔"

دانت پیستے پیاری پیاری نہایت تمیز سے گالیاں دی کہ ازمیر کا مزید قہقہ بلند ہوا

نکاح کر رہا ہوں ۔ مگر برا ہوا کہ میرے نکاح کے چھوارے کھانے سے تو محروم رہے گا" ۔ اسکی بات پہ وہ یکدم خاموش ہوا ---------"

کب کہاں کس وقت ؟؟ حاضر ہوں میں --- آجاؤنگا ---- "ازمیر اپنی بھاری آواز" میں گویا ہوا --------

تجھے انوائیٹ کون کررہا ہے کمینے انسان ؟ "مقابل نے بھرپور ناراضگی جتائی ی"

میری پیاری محبوبہ اتنا ظلم نہ کریں اپنے محبوب پر ۔"
آپکی ناراضگی میری جان پہ بن آئی ی ہے قسمے ۔ خفا نہ ہو یہ چھوٹی سی کسی آپ کے لیئے ۔ امممما --------

یہ سن فون کے پیچھے نفوس کو ہزار والٹ کا جھٹکا لگا تھا اور تصور میں مقابل کے زنانے رویے کو محسوس کرتا بری طرح اپنا سر نہیں نہیں میں ہلایا جیسے ایک بھیانک خواب سے باہر آیا ہو ---------

مردانہ داڑھی مونچھوں والی محبوبہ ۔ اتنے برے دن نہیں آئے ابھی میرے ۔ سارا موڈ" ہی خراب کردیا ۔۔۔۔ توبہ توبہ ۔۔۔۔ "کانوں پہ ہاتھ لگاتا جھرجھری لیتا جلدی جلدی بولا

۔۔۔۔۔۔۔

ہاہاہا !!!!ویسے تو دومنٹ کے لیئے ہی صیح میری باتوں میں کھو سا گیا تھا ۔ تیرا کردار" مشکوک مشکوک سا لگ رہا ہے مجھے ۔ کبھی آؤ نا حویلی پہ ۔۔۔۔۔۔ "ازمیر نے پھر اپنے لفظوں کا تیر چھوڑا اور اپنی ایک آنکھ دباتا بے باکی کی تمام حدیں پارکرتا بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابے زلیل خوش نصیبی ہے تیری ۔ توں میرے سامنے نہیں ہے ورنہ تیرا حولیہ بگھاڑ" "دیتا بے غیرت۔۔۔۔۔

ہاہاہا !!!!اسکی جواب کاروائی ی پر ازمیر کا پھر گہرا زور دار قہقہ گونجا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

اسکے قہقہے پہ مقابل صبر کے گھونٹ پیتا فون کٹک سے بند کرگیا تھا اور یکدم اسکے کرردار مشکوک کہنے والی بات پر اپنے دونوں کانوں کو غیر اردای طور پر ہاتھ لگاتا نفی کرنے لگا ۔

پھر اِدھر اُدھر دیکھا کہ کوئی ی دیکھ تو نہیں رہا ۔ مگر یکدم ہی اپنی بے وقوفی پہ اپنا سر ہلاتا گہرا مسکریا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سالے یہ بیغرت دوست لیکن انہی سے تو زندگی حسین ہے "۔ سوچتا آگے بڑھ گیا"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پیچھے ازمیر کا پہلے سے فریش ، خوشگوار موڈ مزید اسکی فون کال پہ خوشگوار ہوگیا تھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے ۔۔۔۔۔۔۔

منِ عزیزم 3

قسط نمبر 39

پریشے بیگ

Don't copy paste .....

پالر والی نازک سی لڑکی جب آغر سے ملی تو اسکی رعب و وجاہت میں کھو سی گ ئی تھی ۔ کہیں سیکنڈ تو اسکے ہوش و حواس ہی قائم نہیں رہے تھے ---------

وہ دیکھنا چاہتی تھی آخر یہ سرخ سفید ، لمبا چوڑا شہزادہ کسے اپنے نام کروا رہا تھا ۔ اسے نجانے کیوں انجانی سی جلن ہونے لگی تھی اس لڑکی سے جو اسکی ملکیت ٹھہرانے والی تھی کچھ دیر میں ---------

مگر جلد خود پہ قابو کیئے وہ اسکی ساری انسٹرکشن سنتی اسکے بتانے پر گل کے روم کے جانب اپنے چھوٹے چھوٹے قدم اٹھا گ ئی --------

اسلام و علیکم میم ---- !میں آپ کو تیار کرنے کے لیئے آئی ی ہوں اور یہ آپکے لیئے" "سر نے بھجوایا ہے نکاح کا جوڑا ۔

For more novels to visit our website
www.urdupdfnovel.com

اسکے ہاتھ میں جوڑے کا فینسی بیگ جس کے اندر نکاح کا ہی سوٹ جگماگا رہا تھا دیکھ اسکے تاثرات بری طریقے سے متاثر ہوئے اور نخوت سے اسکے جانب سے اپنا چہرہ موڑ گ ئی جیسے اسے نکاح یا اس لڑکی کی بات سے کوئی ی ثروکار نہ ہو --------

میم !!جلدی سے یہ پہن کر آئی یں تاکہ میں آپ کو ریڈی کر سکوں "۔"

وہ اسکے خطرناک تاثرات جانچتے بولی جسے شاید ہی نکاح میں کوئی ی د لچسپی تھی اور اسکا یہاں آنا بھی سامنے وی ئی ل چی ئی ر پر بیھٹی اس خوبصورت سی لڑکی کو ناگزیر ہی گزرا تھا

میم !اگر آپ کو پروبلم ہوگی چینج وغیرہ کرنے میں تو ، میں آپ کی ہیلپ، وہ اسکے" وئی یل چی ئی ر پر ہونے کے باعث بولی -------

شٹ آپ جس شٹاپ !نکل جاؤ میرے روم سے نہ مجھے یہ پہننا ہے، نہ تیار ہونا"
ہے "۔ وہ یکدم ہی اس لڑکی کی باتوں پہ بھڑک اٹھی تھی اور اسے کھری کھری سنادی
تھی --------

جو بیچاری اسکے برے طریقے سے غصہ کرنے پر سہمتی اپنا تھوگ نکلتی ڈوپٹے کے پلو
سے اپنی گلابی لمبی انگلیاں الجھائے اسے ہی دیکھ رہی تھی ۔ جسکا غصے سے گلابی چہرہ
سرخ تھا ----------

پلیز میم !کاپریٹ کریں ۔ مجھے سر سے ڈانٹ پڑے گی اور میری پالر میں نوکری وہ بھی"
"ہوسکتا ہے خطرے میں آجائے ۔

وہ اپنے ہاتھ مسلتی گھبراتی بولی کیونکہ اسکے سامنے وہ غصے بھری شہد رنگ آنکھیں گھومنے
لگی تھیں جنہوں نے وارننگ دی تھی ۔ اسے ہلکا پھلکا سا تیار کیا جائے زیادہ اس پر
میک اپ یا چیزوں کا بھوج نہ ڈالا جائے ۔ جس سے اسے زرا بھی تکلیف یا وہ الجھن کا
شکار ہو --------

تم اور تمہارے سر کو یہاں سے اٹھا کر باہر پھینک وا دوں گی سمجھی ۔ آئی ی سیڈ"
گیٹ لوسٹ ۔۔۔۔ "!اپنی انگلی کے اشارے سے اسے طیش برے لہجے میں بولتی ہاتھ
سے دروازے کے جانب اشارہ کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔

کہ اب وہ اسکا بہت دماغ کھا چکی ۔ یہاں سے جا سکتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے نین کٹوروں میں غصے کا انتہائی جزبہ دیکھ وہ پھر گھبرائی ی تھی کہ اسکے ہاتھ میں
تھاما اسکا موبائل رنگ ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

موبائل یس کرتے کان سے لگایا اور اسنے اپنے صاف شفاف ماتھے پر ظاہر ہوتے پسینے
کے ننھے قطروں کو دوسرا ہاتھ بڑھا کر صاف کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کوئی ی مس ئی لہ تو درپیش نہیں آرہا آپ کو ؟"

اور زرا میری ہونے والی مسسز سے پوچھ کر بتا سکتیں ہیں آپ --- کچھ چاہیئے تو نہیں انہیں؟ موبائل سے گھمبیر خرکت آغر کی آواز گونجی ---------

وہ ۔ وہ سر ۔ وہ کپڑے پہننے کے لیئے ریڈی نہیں اور نہ ہی مجھے تیار کرنے دے رہی" ہیں خود کو "۔ وہ لڑکڑاتی سہتی آواز میں مقابل سے مخاطب ہوئی ی ----------

سنتے موبائل کے پیچھے سے آغر کے غصے کا شدید گراف بڑھا تھا اور موبائل پر گرفت یکدم ہی تیز ہوئی ی تھی ۔ مونچھوں تلے عنابی لب بھینچے اپنی آنکھیں سختی سے موندی تھیں

فون دیں انہیں آپ "۔"

آنکھیں واکیئے بھاری لہجے میں بولا جسکی آواز میں سرد پن دیکھ وہ چونکتی جلدی جلدی سامنے بیٹھی گل کے نزدیک آئی ی -------

"سر آپ سے بات کرے گے"

کہتی اسکے گلابی ہاتھ میں فون پکڑواتی وہی سیدھی اسٹریٹ کھڑی ہوگئی ۔۔۔۔۔۔۔

"شہزادی صرف دو لوگ ہیں جو آپ سے اس دنیا میں سب سے زیادہ محبت یا آپکا خیال رکھ سکتے ہیں ۔ وہ آپکا جان سے پیارا بھائی ہے اور دوسرا آپکا ہونے والا شوہر "آغر چوہدری ۔ "فون سے سرد و نرم بھاری آواز گل کی سماتوں کی نظر ہوئی ۔۔۔۔۔۔۔۔

"میں جانتی ہوں یہ تمہیں بتانے کی ضرورت نہیں اور ہاں صرف میرا بھائی ہی ناکہ تم آغر چوہدری "۔ اسکی آواز سن وہ زخمی شیرنی کی طرح بھڑکتی بولی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"یہ وقت پہ چھوڑ دو جان ! سمجھ آجائے گا کون تمہارا کتنا خیرخواں ہے اور جلدی سے ریڈی ہو ۔ مولوی صاحب آتے ہی ہونگے "۔

"کچھ بھی کر لو ڈنکے کی چوٹ پہ کہتی ہوں میں تم سے نکاح نہیں کروں گی اور نہ تمہارے لیئے یہ جوڑا پہن تیار ہونگی ۔ یو انڈرسنڈ !۔ "اسکے زبردستی نکاح کرنے پر اسنے اپنا سارا زہر اگلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اوہ !تو آپ کو معلوم ہے آپ اپنے شوہر کے لیئے یہ سارا اہتمام کررہی ہیں ۔ واؤ ریلی"
"نائی س شہزادی ۔۔۔۔

وہ اسکی بات کو کوئی ی اور ہی رنگ دے گیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تمہارا یہ خالی سر پھوڑ دونگی میں جو کسی اور ہی ٹریک پر چل پڑتا ہے ۔ دفعہ کرو خود کو"
اور اس محترمہ کو بھی "۔ سر پر کھڑی اپنی خونخوار نگاؤں سے اس پالر والی لڑکی کو دیکھا

۔۔۔۔۔۔۔۔

آپ جوڑا پہن رہی ہیں یا میں خود آکر آپکی ہلیپ کروں ۔ یقیناً آپ کو یہ سب اچھا نہیں"
لگے گا نکاح سے پہلے ۔ مگر آپ چاہتی ہیں تو ٹھیک ہے ۔۔۔ آتا ہوں ۔۔۔ "کہتا فون
رکھنے لگا تھا کہ پھر گل کی دہشت زدہ آواز گونجی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"ڈیم اٹ !میں تمہارا برا حشر نشر کر دوں گی کہا نہیں کروں گی تو نہیں ۔"

آپ کی ملازمہ کہاں ہے ؟؟ آج شاید چھٹی پہ ہے اسے یہاں بلانے میں مجھے وقت " نہیں لگے گا ۔ سمجھ تو آپ رہی ہوگی "۔ وہ اپنی پیشانی پہ بھاری ہاتھ کا انگھوٹا رگھڑتا گھمبیر آواز میں بولا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آہ میں راضی ہوں لیکن تمہاری زندگی میں نے جہنم نہیں بنادی تو میرا نام بھی گلنار" نہیں "۔ کہتی جھٹ سے فون ڈسکنیکٹ کرگ ئی اور غصے سے فون سامنے کھڑی اس لڑکی تو تھمایا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پیچھے آغر نے خود پہ ضبط کیئے فون سختی سے مٹھی میں بھینچا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

میم آپ بہت پیاری لگ رہی ہیں ماشاءاللہ "۔ "

پالر والی اسکے تھیکے نین نقوش میں گھولی گلابیاں اوپر سے ہلکے پھلکے مہارت سے کیا گیا میک اپ جو اسکی خوبصورتی میں اور چار چاند لگا گیا تھا اسے دیکھ بولی اور اسکی قسمت پر رشک کرنے لگی کہ اسے آغر جیسا بارعب ہٹا کٹا مرد مل رہا تھا جو اس جیسی کہی لڑکیوں کا خواب رہا ہوگا یقیناً ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گل نے خود کو نظر اٹھائے سامنے آئی ینے میں دیکھا تو گویا وہ دھنگ رہ گ ئی ۔ کیا وہ واقع خود کو دیکھ رہی تھی یا کسی اور کو بلکل چینج کردیا تھا اسے پالر والی نے وہ پہلے ہی حسین تھی اسے اور مزید نکارتے حسین بنادیا گیا تھا ۔ ایسے کہ وہ پریستان کی پریوں کو بھی مات دے جائے وہ اتنی پیاری لگ رہی تھی ----------

اوو بہن !لڑکیاں تو کہتیں ہیں فل بھرا کام والا مہنگا ترین برنڈڈ لہنگا ہو اس پر جولیری اچھی ، مہندی ،چوڑیاں، سینڈل سب ایک معیار کا ہو ۔ اوپر سے کاشی کا میک اپ ، اور تم کونسی مخلوق ہو جو اس قدر سادگی پسند ہے ------

چلو یہ بھی صیح ہے جیجو کا خرچا کم ہوگا کیونکہ انکی بیوی اتنی سومڑ ہوگی ہاہاہا----- "کہتے" اسنے زور دار قہقہ لگایا ----------

ایک دفعہ اس نے گھر آئی ی اپنی سہیلی سے زکر کیا تھا کہ اسکا شادی کا جوڑا ہلکے گلابی" "کلر کا نفیس سا ہلکا سا کام والا ، جیولری کے نام پر بس مانگ ٹکا اور سمپل سی نتھ جسکی سادگی پہ اسکی سوچ سن دوست کا قہقہ گونجا تھا -------

اسکے نازک لال پھنکڑیوں جیسے لب خود با خود اس حسین یاد پہ کھلے تھے ۔ وہ پوری کی پوری اسی طرح تو دکھ رہی تھی جیسے اس نے کبھی سوچا تھا ۔ مگر وقت نے اس پر کیا سے کیا ستم ڈھائے کے اسکی تمام تر خواہشات کہیں جا سوئی ی تھیں

لیکن وہ یکدم ہی ٹھٹھکی تھی ۔ آغر کو کیسے معلوم ؟؟ چلو اس نے سن بھی لی ہوگی ہماری باتیں تو کیا ضروری تھا ایکریٹلی ویسی ویسی ہی چیزیں کرنا ۔ یہ خوبصورت جوڑا جیولری سب میری پسند "۔ آگے وہ سوچ نہ سکی تھی کیونکہ آگے وہ سوچنا چاہتی نہیں تھی ---------

سرخ ناک سے نکلتی خون کی بوند جو نتھ کو نم کیئے ایک درد کی لہر اسکے روم روم میں دوڑا گ ئی تھی ۔ یہ ستم بھی اس ستمگر کا ڈھایا ستم تھا یعنی آغر چوہدری کا جسنے نکاح کی

اطلاع دینے کے فوراً بعد کسی عورت کو بلواکر اسکی ناک زبردستی چڑوائی ی تھی ۔ اس نے اپنا سر جھٹکا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میم !میں چلتی ہوں "۔"

وہ لڑکی کہتی وہاں سے اپنے ساتھ لایا گیا سارا سامان سمٹ اسے ایک نظر دیکھا ۔ہائے کاش میں ہوتی اسکی جگہ ۔۔۔۔ میں یہ کیا سوچ رہی ہوں پھر یکدم دو آتش فشاں آنکھیں اسکے سامنے گھومی کہ جھجھری لے اٹھی اور چلتی دروازہ کو لانگ گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مم ۔ میں حمیدہ صاحبہ سے کہوں کہ یہ نکاح رکوا دیں ۔ ہونہہ !وہ ایسا کیوں کرینگی بھلا" ؟ انہوں نے ہی تو پہلا غلط انسان چن نکاح کروائے میری زندگی تباہ کی تو دوسری بار کونسی تباہ ہونے سے بچالینگی؟

کیا میری ایک بار پھر زندگی برباد ہوجائے گی ؟؟ سوچتی اپنا سر ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھ چہرہ اپنے بازوؤں میں چھپا گ ئی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

******

" تم یہاں سے اس لڑکی کو لیجانے میں کامیاب ہوئے تھے ۔ تو صرف میری بدولت ۔"
وہ فون پر گرفت تیز کیئے مقابل سے غصے طیش آمز لہجے میں بولے ----------

بس کریں سرپنچ صاحب ۔ وہ لڑکی کمینی تف ****سالی مجھے شہر آتے ہی چکما دے"
کر بھاگ گ ئی ۔ اسلیئے اگر آپ نے مجھے اسکے بھائی ی سے نہیں بچایا تو مم ۔ میں
آپ کے سارے کالے راز اُگل دوں گا ۔ جن کے بعد آپ کہیں منہ دکھانے کے قابل
نہیں رہے گے

میری تو تفتش ہوگی ہوگی ساتھ میں آپ بھی بری طرح پھنسے گے "۔ فون سے دہشت
خیز بھاری آواز گونجی ---------

تم شرفو بے ہاری مجھے دھمکی دے رہے ہو ؟ سمجھ کیا رکھا ہے تمہیں ایک منٹ میں"
دنیا سے غائب کروا سکتا ہوں ۔ یہ دھمکی اپنے باپ کو دینا سمجھے "۔

اوو اچھا !!!!کچھ سینڈ کررہا ہوں آپ کو دیکھیں زرا "۔ انکی بات کو کندھے سے دھول " مٹی کی طرح اُڑاتا وہ اطمینان سے کہتا اپنے موبائل پر انگلیاں چلائے واٹس ایپ پر گیا اور اسکے زریعے انہیں ایک وڈیو سینڈ کی --------

شاہ رب نواز صاحب جوں جوں وڈیو کلپ دیکھتے گئے گویا حق دق رہ گئے ۔ چہرہ لٹے کے مانند سفید پڑھتا گیا ۔ حواس جکڑ لیئے گئے اور موبائل کی اسکرین پہ ایک سختے کی طرح دیکھ بنا کوئی ہلچل کیئے ایک جگہ جم سے گئے --------

اب دوبارہ انکے بھاری ہاتھ میں موبائل رنگ ہوا تھا بے دماغی سے یس کرتے فون کان سے لگایا ----------

رفیق کو مار دیا ہے کسی نے اسکی جلی سڑی لاش برآمد ہوئی ہے گاؤں کے ایک" خالی مکان سے "۔ بتاتے مقابل کے چہرے پر سختی سے ڈرو خوف کے ایثار چھائے

کیا ؟؟ "انکے منہ سے بے ساختہ نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔"

ہمم شاہ صاحب !مجھے نہیں معلوم اسے کس نے مارا ہے ؟ مگر مجھے شک ہے اس" لڑکی کے بھائی ی پر ۔ دیکھا نہیں اس لڑکے کو دل جگرے والا وہ لمبا چوڑا نوجوان جو چھوٹی سی غلطی پر کسی کو بھی باآسانی پچھاڑ کر رکھ دیتا تھا ۔ ایک قیامت خیز جنوں تھا اسکی آنکھوں میں ۔ جن میں جو دیکھے وہ وہی فنا ہوجائے ۔

اس سے ٹکر لینے کی گاؤں میں کوئی ی سوچ بھی نہیں سکتا تھا حتیٰ کہ میں بھی نہیں جسکا تعلق معافیا سے ہے ۔ کجاکہ کے اسکی بہن پر ایک نظر ڈالنا ۔ میں یہ غلطی کرچکا ہوں ۔ مجھے آپ کو بچانا ہوگا اس سے ۔

کچھ بھی کرے پولیس، فورسسز، ملیٹری کسی کو بھی اپنے ساتھ شامل کریں مگر مجھے بچا لیں آخر اتنے بڑی بڑی شخصیات سے آپ کے تعلقات کب کام آئی یں گے ؟؟

شاہ صاحب اگر آپ نے مجھے اس ساری سچویشن سے نہیں نکالا ناں ۔ تو آپ وڈیو تو دیکھ چکے ہوگے ؟

میں یہ انٹرنیٹ پہ ڈال دوں گا ۔ اسکے بعد آپکا کیا ہوگا یہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں ۔۔۔"

تمہیں کس نے کہا میرے کسی بڑی شخصیات سے تعلقات ہیں ؟؟ ایسا کچھ نہیں" ہے ۔ اگر تم نے یہ وڈیو انٹرنیٹ پر ڈالی تو اس لڑکی کے بھائی ی سے پہلے میں تمہارا قتل کردوں گا ۔ شعلہ بھری آنکھیں لب آپس میں پیوست وہ اپنی بھاری آواز میں دھاڑے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ خوب جانتے تھے اگر انہوں نے ان بڑی بڑی شخصیات کی مدد بھی لینی چاہی تو پہلے انہیں سب بتانا ہوگا جس سے انکے عہدے پر خاصا فرق پڑے گا اوپر سے ان سب کی نظروں میں گرتے زلیل و خوار الگ ہوجائے گے

انکے تعلقات تھے تو صیح لیکن اچھے ٹرمز پر مبنی تھے ۔ اسلیئے وہ ان لوگوں سے کچھ بھی کہنے سے گھبرا رہے تھے ۔ شاہ رب نواز صاحب نے سوچتے اپنے داڑھی پر اپنا بھاری ہاتھ پھیرا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

نہ ۔ نہ شاہ صاحب ۔۔۔ آپ کچھ نہیں کرسکتے جب تک یہ ثبوت میرے ہاتھ میں" ہے ۔ آپ کو میری بات ماننی ہوگی ؟؟

اوئے خبیث انسان تیری وجہ سے میں خود کو ان سب کی نظروں میں گرا لوں ؟ ایک" عزت ہے میری معاشرے میں ۔ تیرے تو معافیا سے تعلقات ہیں ان سے کیوں نہیں مدد لیتا ؟ "اسے دوٹوک بولے ۔۔۔۔۔۔۔۔

معافیا کے کچھ اصول ہیں شاہ صاحب اور وہ یہ ہیں اگر انہں پتہ لگ گیا کہ میرے پیچھے کوئی ی پڑا ہے تو وہ اس انسان سے پہلے مجھ تک پہنچ مجھے موت کے گھاٹ اتار دے گے

کیونکہ اگر میں کسی کے بھی ہاتھ لگا تو انکے خفیہ تمام راز آشنا ہوجائے گے اور انہیں یہ معلوم ہے اس وجہ سے وہ مجھے کسی قیمت نہیں چھوڑیں گے --------

جاری ہے ---------

منِ عزیزم

قسط نمبر 40

پریشے بیگ

کاپی کرنا سختی سے ممنوع ہے ------

@@@@

بسم اللہ کریں "۔"

اسکے دوست نے کہا تو وہ آغر کو اپنے ساتھ لیئے صوفے پر بیٹھا --------

بڑا لمبا ہاتھ مارا ہے ۔ بھئی جگرے والا ہے ۔ تیرا سالہ تیری اس قابل تحسین حرکت پہ" تیرے جسم میں موجود دو سو چھ ہڈیوں کو چار سو بارہ میں تبدیل نہ کردے "۔

اس نے آہستہ پاس بیٹھے آغر سے کہا تو وہ گویا نفی میں سر ہلاتا گہرا مسکرایا

اس آدھے دماغ والے انسان کو جب تک معلوم ہوگا میں یہ معاز فتح کرچکا ہوں گا"۔"

آئی برو اچکا کر اسکی فضول ہانک پہ آغر نے فاتحمندی سے سرشار ہوتے سرگوشی نما کہا

چل اللہ مرحوم کو جنت نصیب کرے بھلا آدمی تھا بے چارا "۔ اسکے کان کے قریب" جھکتے کہا ---

میں ابھی زندہ ہوں کمینے آدمی "۔ آغر نے اسکی انتہائی خطرناک دعا پر غرا کر چبا چبا کر" کہا ---

ہاہاہا !پاس بیٹھے نفوس کا جاندار قہقہ گونجا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

جسے حویلی کے ہال میں موجود ہر ایک انسان اور نکاح کے لیئے آئے مولوی سمیت سب نے اسے ہونقوں کی طرح دیکھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سب کی تیز نظریں خود پہ محسوس کر وہ اپنے عنابی لب بھینچتا خائف سا ادھر ادھر دیکھنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باہر مل تجھے بتاتا ہوں "۔ وہ اسکے چھت پھاڑ قہقہے پر لال سرخ ہوتا دل میں بولا"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اور پھر اس کے قبول ہے کہنے کے بعد اور نکاح نامے پہ سائن کرنے کے بعد ہر طرف مبارک باد کا شور مچ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مبارک ہو میرے شہزادے "۔ ازمیر نے آغر کو گلے سے بھینچتے کہا تو وہ ہنس پڑا اور پھر" اٹھ کر سب کے گلے لگنے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ازمیر بہت شارٹ ٹائم شہر سے گاؤں کے لیئے صرف اپنے اس خاص دوست کے نکاح میں شامل ہونے کے لیئے آیا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس دن اس سے فون پر بات کرنے کے بعد اسکی ناراضگی کو دیکھ اسنے اسے اپنے اسٹائل میں منایا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دیکھ نو مور کتا پن ۔ خود راضی ہوجا ۔ اگر تو تجھے لگتا ہے میں تجھے روٹی محبوبہ سمجھ مناؤ" گا تو ایسا ہرگز نہیں ۔ خود ہی اپنا منہ سیدھا کرلے اور بتا کہاں آنا ہے نکاح کے لئے لوکیشن بھیج "۔ ساتھ دل جلانے والے ایموجی کے ساتھ ٹیکسٹ سینڈ کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آغر نے اپنی جیب سے میسج ناٹیفیکشن سن موبائل نکالا اپنے بھاری ہاتھ میں لیا تو چلتے چلتے راستے میں ٹھہر موبائل کی اسکرین پہ روشن ہوتے نام اور پیغام کو پڑھ اسکے چہرے

پر خود با خود گہری مسکراہٹ ابھری جس کے بعد اس نے اسے یہی کی لوکیشن سینڈ کی اور موبائل بند کیئے دوبارہ جیب میں رکھا اور پھر آگے بڑھ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کی اور آغر کی دوستی ابرار کی بدولت ہوئی ی تھی ویسے تو ابرار اور ازمیر پہلے کام کے دوران شہر میں ایک دوسرے سے ملے تھے جن دونوں میں بے انتہا گہری دوستی ہوگئی تھی بلکل ایک دوسرے کے بیسٹ بڈیز بن چکے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اب قاضی صاحب اور ازمیر کچھ گواہوں کے ساتھ دلہن کے کمرے میں داخل ہوا ۔ جنہیں دیکھ وہاں موجود ساری لیڈیز خاموش ہوگئی یں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حویلی میں صرف چند لوگ تھے ۔ ان میں حمیدہ بیگم گل اور آغر ۔ باقی ملازمین تھے جو بے چارے بس اپنی آنکھوں سے یہ سب ہوتا دیکھ ضرور رہے تھے مگر کسی میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ آگے بڑھ اس نکاح کے بارے میں جان سکے ۔ سب کو حمیدہ بیگم نے سمجھاتے ان کے منہ پر تالا لگادیا تھا کہ وہ بس گل کو دعائی یں دینے کے علاوہ کچھ نہیں کرسکتے تھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس وقت کمرے میں موجود حمیدہ بیگم انکے ساتھ انکی خاص پرانی ملازمہ جو کہیں سالوں سے اس گھر میں ملازمین کا کام بخوبی انجام دے رہیں تھیں ۔ جو جگہ جگہ حمیدہ بیگم کے ہمراہ ہی پائی ی جاتی تھیں ---------

گل کا بے ساختہ ہی دل دھڑکا تھا ---------

اسکے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے اور آغر کے تصور پہ ہی اسکا دل زور و شور سے نفی کرتا جس پر وہ لب کاٹے ضبط سے بیٹھی تھی ---------

یہ کیا ہورہا تھا اور کیوں اسے سب ایک برے خواب کے مانند لگ رہا تھا جیسے ابھی آنکھ کھولے گی سب ٹھیک ہوجائے گا بلکل پہلے جیسا ----------

اس نے تو کبھی آغر کو جیون ساتھی کے روپ میں سوچا بھی نہیں تھا ۔ وہ بہت اچھا اسکا بچپن کا دوست رہا تھا لیکن اسطرح بھی اسکے ساتھ زندگی کو دیکھے گی جیئے گی ایسا سوچا نہیں تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکا دل ڈوب رہا تھا اور وہ سختی سے مٹھیاں بھینچے سرخ گھوگھنٹ میں سر جھکائے بیٹھی تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گلنار شاہ رب نواز سکندر خانزادہ ولد شاہ رب نواز سکندر خانزادہ آپ کو آغر ولد خادم" چوہدری سے حق مہر پچیس لاکھ سکہ رائج الوقت نکاح قبول ہے "۔ ہر طرف گہری سو خاموشی چھا گئی اسکا دماغ اب تک قبول نہیں کرپارہا تھا کہ اسکے ساتھ آخر ہو کیا رہا ہے ؟

کیا دوسری بار بھی اپنی زندگی پہ رولتی وہ ماتم کناں ہوگی ؟ اسکی ماں جو بس اس کی نام کی ماں ہی تھی کیونکہ اصل ماں تو خودکشی کر ان دونوں بہن بھائیوں کو بے اسرا لوگوں کے سہارے چھوڑ گئی تھی ۔ آج اسے شدت سے اپنی ماں شہلا کی یاد آئی ی ۔ اسکی آنکھوں سے ایک موتی ٹوٹ کر اسے سرخ رخسار پہ بہہ نکلا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی مسلسل خاموشی پہ نکاح خواہ کو شک ہونے لگا شاید لڑکی سے زبردستی کی جارہی ہے ----------

گل بیٹا جواب دو "۔ حمیدہ بیگم کی آواز اسکی سماعتوں سے ٹکراتی اسے ہوش کی دنیا" میں لائی ی مزید کندھے پر انکا دباؤ محسوس کیا ----------

قبول ہے "۔ سختی سے آنکھیں میچیں سر جھکائے کہہ گ ئی --------"

دوسری بار تیسری بار جب کہہ کر اس نے اپنے کانپتے ہاتھوں سے نکاح نامے پر سائی ن کیا تو ہر طرف مبارکباد ملنے لگی ۔ پر وہ بت بنی اپنے نصیب کے کھیل کو دیکھ رہی تھی ---------

جسکے بعد ازمیر مولوی صاحب گواہوں سمیت کمرے سے نکل گئے ---------

مولوی صاحب اور نکاح میں شامل ہوئے گواہان کو باہر چھوڑتے اب وہ آغر کے سر پر کھڑا تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ابھی بھی سوچ لے لیکن بچہ اب کیا سوچے گا تونے تو خود اپنے ساتھ آ بیل مجھے مار" والا حساب کیا ہے "۔ اسکے کندھے پر اپنا بھاری ہاتھ رکھے کہتے ازمیر نے آغر کو ابرار سے ڈرانا چاہا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بے فکر ہوجا اس کی نوبت آ بھی گ ئی تب تک میں تجھے اپنے بچوں کا ماموں بنا چکا" ہوں گا "۔ کہتا یکدم اپنی امڈتی ہنسی اپنے لبوں تلے دبا گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

توں تو میری سوچ سے زیادہ بے غیرت نکلا سالے "۔ ازمیر گہری سرگوشی نما کہتے اپنا" سر دائیں بائیں ہلاتا مسکرایا ۔۔۔۔۔۔۔۔

چل نکل اب ۔ تیری بھابھی اپنے شوہر یعنی میرا انتظار کررہی ہوگی "۔کہتے اپنے پہلے" سے ترتیب ہوئے گھنے بالوں پر ہاتھ پھیرا اور سامنے دیور پر لگی تصویر کے کانچ کے فریم میں اپنا وجہی عکس دیکھ بالوں کو مزید ٹھیک کیا ----------

"ہاں بھئی !!اب ہم جیسے لوگوں کو کیوں پوچھے گا ہم تو اب کباب میں ہڈی لگے گے" ۔ اسکی پشت پہ کھڑے آئی برواچکا کر طنزیہ کہا گیا ---------

تیرا اوپر کا مالا خالی نہیں ہے اسلیئے تو، توں پولیس والا ہے خیر وہ رہا دروازہ دفعہ ہو" ویسے ہی ٹائم ویسٹ ہوگیا ہے یہاں کافی "۔ اسکی جانب مڑتا اسکی سمجھداری پر چوٹ کرتا گہرا مسکرایا کیونکہ سامنے والے کی اپنی اس ہوئی ی تازی تازی بے عزتی پر شکل دیکھنے والی تھی ---------

ایک پل مسکراہٹ تو گویا جدا نہیں ہورہی ہے ہونٹوں سے تیرے ۔ اپنا بھی وقت آئے" گا جب ہمارے ہونٹ کھلتے گلاب ہوں گے اور تمہارا صدمے سے بنا یہ چاند سا تھبڑا "۔ چلتا ہوں میں "۔ کان میں کہتا اسکے گلے سے ملا ۔ جس نے یکدم اسے بھینچا تھا

آہہہ !!اسکے اتنی تیز بھینچنے پہ کراہ نکلی تھی ----------

ہائے اماں !!مار ڈالا--- میں صیح کہتا ہوں سالے تیری نیت ٹھیک نہیں ۔ مجھے" ڈائی‌وٹ ہے "۔ اپنی تیز زبان کے جوہر چلاتا اس سے الگ ہوتا اپنی کمر پکڑے دعائیاں دیتا بولا ----------

ہاں پھر کیا خیال ہے روم میں چلیں جانم "۔ آغر بھی دوبدو جواب دیتا فل موڈ میں" آیا اور اپنے بھاری قدم آگے اسکے جانب بڑھائے ---------

"ابے چل کمینے !مجھے اپنی عزت بہت پیاری ہے مجھ پر صرف میری بیوی کا حق ہے" ۔ کہتا اپنے چوڑے سینے پہ اپنے دونوں ہاتھ ایسے باندھے جیسے ابھی وہ اسکی عزت ----، اور پیچھے اپنے قدم لیتا جلد سے وہاں سے دوڑ لگا دی ----------

ہاہاہا ---- ازمیر کی حرکت پہ پیچھے اسکا جاندار قہقہ تھا ---------

جسکا زوردار قہقہ اسے باہر تک اپنے کانوں میں سنائی دیا اور اپنا سرہلاتا اسے دل سے خوش رہنے کی دعائیں دیتا حویلی سے نکلتا چلا گیا ---------

اسکے عنابی لبوں پہ تبسم چھایا ہوا تھا اپنی ہی سوچوں میں غرق کمرے کا دروازہ واکیئے وہ اندر روم میں داخل ہوا ---------

کمرے پر بھر پور اپنی ایک نظر دوڑائی اور جیسے ہی ڈریسنگ مرر پہ اسکی تمام بکھری جیولری جو شاید اسنے نوچ کھورچ کر اتاری تھی دیکھ ٹھٹکا یکدم ہی سر جھٹکا کہ واش روم کا دروازہ کھلا اور وہاں سے گل کو نکلتے پایا --------

سامنے کھڑے اس لمبے چوڑے وائٹ کلر کے کرڑکڑاتے دار شلوار قمیض میں ملبوس شہزادے کو اپنی ایک نظر دیکھ غصے سے نظریں پھیر سرخ لب بھینچ گ ئی

سادہ کاٹن کے سوٹ میں ملبوس بال نم گھیلے ،گلابوں سا نکھرا نکھرا سراپا ۔ وہ اپنا دلہن کا لباس تبدیل کیئے سامنے کھڑے وجود کے تمام آرمانوں کا گلا گھونٹ چکی تھی

کیا کچھ نہیں سوچ رکھا تھا آغر نے ۔

اسے اس قاتل تڑپا دینے والے روپ میں دیکھ آج اسے اپنے پورے حق و استحاق سے صرف خود کے لیئے سجی سنوری اپنی دلہن کو جی بھر کر دیکھا گا ،سراہے گا اور خود میں سمٹ لے گا ۔ اسے بتائے گا کہ اس آدنٰی سے آدمی کی زندگی میں وہ اسکا وجود کتنی اہمیت کا حامل ہے ----------

لیکن سامنے وئیل چیئر پر بیٹھی اپنی سادگی میں بھی وہ اسکا دل دھڑکا گ ئی تھی ۔ اسی کوئی ی شکوہ نہیں تھا کہ اسنے چینج کرلیا ۔ بس وہ اسکی تھی ۔ اسکی جان سے پیاری بیوی یہی اسکے لیئے بہت تھا ۔ آج اسنے اپنے دل میں ڈھیروں سکون سا اترتا محسوس کیا تھا ----------

ہاں کہیں نا کہیں ایک کسک سی رہ گ ئی تھی دل کے کسی کونے میں ۔ جب وہ نکاح کے بعد اسے خود کے لیئے سجا سنورا کمرے میں اپنے مزاجی خدا کا انتظار کرتی خود کو سمٹے گھوگھنٹ ڈالے بیٹھی ہو ----------

جسکا گھوگھنٹ اٹھاتے اسکے ہوش ربا روپ کو دیکھ وہ اس میں کھو سا جائے بس وہ کچھ پل اسے یونہی دنیا جہان سے بیگانہ ہوئے فرصت سا دیکھتا رہے ۔ اتنی سی تو اسکی خواہش تھی ----------

مگر کوئی ی نہیں ہماری کہانی کونسی عام لوگوں کی طرح ہے جو عام لوگوں والا مجھے ویلکم ملے ----------

ہم الگ کچھ یونیک ہے جان ۔ اچھا ہوا وہ گھسا پیٹا ویلکم مجھے بھاتا بھی نہیں "۔ دروازہ" بند کر اسکے جانب بڑھا کہ اسکی بڑبڑاہٹ پہ وہ نا سمجھی سی تھوگ نکلتی رہ گ ئی ۔ ہتھیلیاں بھیگ سی گ ئی یں ----------

یہ سوچ ہی اسے مارنے لگی مقابل قریب کھڑا اسکا شوہر ہے وہ ایک جوان ہٹا کٹا نوجوان لڑکا تھا اور وہ اس سے عمر میں کہیں سال بڑی ۔ اسے خود سے شرم آنے لگی تھی

یہ سردی میں آئے دن آپ باتھ لے لیتی ہیں بیمار پڑھ گ ئی یں تو ؟ "نیچھے اسکے" مقابل بیٹھ بھاری لہجے میں اسکی سرخ ناک میں پہنی نوز پن کو دیکھ گویا ہوا ۔ جہاں اسکی نگائی یں ٹھہر سی گ ئی یں تھیں ۔ نکاح کے بعد یہ نیا اضافہ تھا اسکی شخصیت میں جو صرف آغر کی بدولت تھا ----------

وہ اپنی بوجھل نگاؤ ں سے اسکے ایک ایک حسین نین نقوش کو دیکھنے لگا ----------

مم ۔ میری مرضی نکلو یہاں سے "۔ اسے اس طرح بے خبر ہوئے خود کو فرصت سے" تکتا دیکھ جھنپی ----------

ہر ادا قاتل ہے آپ کی ۔ پیار کرتا ہوں آپ سے "۔ وہ سادہ سے لفظوں میں کہتا" بھاری ہاتھ آگے بڑھاتا اسکی نوز پن کو چھو گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے سادہ ہی الفاظ صیح لیکن گل کے دل پر کسی بھاری پہاڑ کی طرح گرے تھے وہ اپنی پوری حیرت سے آنکھیں پھیلائے سامنے بیٹھے اپنی پوری وجاہت سے آغر کو دیکھنے لگی

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

یہ کونسا نیا ہتھ کنڈا ہے مجھے نئے سرے سے تکلیف دینے کا ؟ "گل کو سمجھ نہیں" آئی ی آخر وہ اس گرگٹ نما شخص کو کیا کہے ؟ دھوپ چاھوں سا شخص تھا ۔ اسکی سمجھ سے بلکل باہر ۔

ہلانکہ وہ اس سے عمر ،تقاضوں، عقل سب میں بڑی تھی لیکن یہ دلائی ل بھی سامنے بیٹھے اس شخص کو سمجھنے کے لیئے کم تھے ۔

میں مانتا ہوں آپکو تکلیف ہراس کر گنہگار بن بیٹھا ہوں مگر میں مجبور تھا ۔ پلیز مجھے" معاف کردیں اور سچ ہے میں آپ سے بے تاحشہ محبت کرتا ہوں ۔ شاید تب سے جب میں اس محبت نامی مرض کے م سے بھی ناواقف تھا "۔ وہ دفتًا شرمندہ سا سر جھکائے اسکے سامنے اپنے مردانہ بھاری دونوں ہاتھ جوڑ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آغر مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا تمہارا یہ اچانک بدلا روپ ۔ چلے جاؤ یہاں سے ۔ تم سے تو" میرا بھائی ی ہی حساب لے گا "۔

سالے صاحب سے بھی نمٹ لے گے آپ تو معافی دے دیں ۔ کہتا اسکے سفید گال پر انگلی پھیری۔ گل نے یکدم اسکے دہکتے لمس پہ اپنی زور سے آنکھیں میچ لیں

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

باخدا میں نے آپ کو دکھ ،تکلیف، یا تڑپانے کے لیئے آپ سے یہ پاکیزہ بندھن نہیں باندھا بلکہ دل سے باندھا ہے ۔

جانم مرد خود راضی ہوتا ہے تو وہ نکاح کرتا ہے اگر اسکی نا ہے تو سمجھوں کے نا ہے ۔ پھر کوئی ی تیسرا اسے کبھی اس ان چاہے رشتے کے لیئے راضی نہیں کرسکتا جو وہ خود جوڑنا نا چاہے ۔ کون کہتا ہے کہ مرد مجبور ہوتا ہے میں نہیں مانتا اگر مرد چاہے ایک طوائف کو بھی بیوی کا درجہ دے دے اور اگر نہیں تو سیدھی سلجھی عورت کو بھی ٹھکرا دے ۔

میں نے یہ صرف اس لیئے آپ سے کہا ہے جتنی بھی اگر آپکے دل میں میرے لیئے بدگمانیاں ہیں وہ سب دور ہوجائی یں ۔

میں نے یہ رشتہ جوڑا ہے تو نبھانے کے لیئے ۔ فضول کی ہمارے بیچ ناچاکیوں کے باعث توڑنے کے لیئے نہیں ۔ کہتا اسکی نوز پن پہ اپنے آہستگی سے دہکتے عنابی لب رکھ گیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دو ۔ دور رہو "۔ وہ یکدم ہی اسکی باتوں کے بعد ہوش کی دنیا میں آتی پیچھے ہوئی ی"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تم بس دوست رہے اچ ۔ اچھے اور ۔

اور میں اب آپکے شوہر کے درجے پر فائز ہوں ۔ بیچ میں اسکی بات اچکتا ایکدم کھڑا ہوا اور جھکتے اسے اپنے مضبوط بھاری بازؤں میں اٹھالیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ اچانک اس افتاد پہ گھبرائی ی ۔ "آغر کک ۔ کیا کر رہے ہو اتارو مجھے نیچے "۔ وہ اسکی معنی خیز حرکت پہ ششدر تھی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مزید آنکھیں تو تب پھٹی جب اسے خود کو بیڈ پر آہستگی سے چت لیٹاتے دیکھا

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

پیار کرتی ہیں مجھ سے "۔ وہ اسے لیٹا کر کسی دیو کی طرح پورا کا پورا اپنا کسرتی وجود لیئے" اس پر چھایا سا گھمبیر آواز میں پوچھتا اسکی ٹھوڑی کو اپنی دو انگلیوں کی گرفت میں لیتا اسکے چہرے کو اوپر کیا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ تو اپنی سانس رکے بس اسکے حصار میں پڑی مچلی تھی ۔

یااللہ یہ کیا ہورہا تھا اسکے ساتھ ۔ وہ لب دبا کر سسکی --------

بتائی یں ناں جانم کرتی ہیں مجھ سے محبت "۔ وہ محبت سے چور لہجے میں بولتا اسے" رونے پر مجبور کرگیا --------

مم ۔ میں تم سے محبت تو کیا ۔ نفرت بھی نہیں کرتی ۔ تم میرے کسی جزبے کے" لائق نہیں "۔ وہ اسے خود کو تکتا دیکھ اور اسکی نرم گرم سانسیں خود پر محسوس کر تڑپی تھی ----------

ہاہاہا ----گل پاگل کردینگی آپ مجھے "۔ اسکی باتوں کی برعکس جواب اور اسکا دھیما" قہقہ اور پہلی بار اپنا نام اسکے عنابی لبوں سے ادا ہوتے دیکھ وہ ٹھٹکی ----------

میں نے کہا میں اس ملازمہ سے شادی کر اسے چھوڑ دونگا اگر ایسا نہیں چاہتی تو آپ مجھ سے نکاح کریں اور آپ مان گ ئی یں ۔ اتنا ہی بھروسہ تھا آپکو مجھ پر اپنے بچپن کے دوست پر ؟

کیا ایسا کرسکتا ہے آپکا آغر ؟ اتنی بددل کیوں ہیں آپ مجھ سے ؟

یا آپ خود چاہتیں تھیں ہمارا نکاح ۔ کہیں نا کہیں آپ خود بھی راضی تھیں کیونکہ آپ کو اتنا تو ٹرسٹ ہے مجھ پر میں ایسا کچھ نہیں کرسکتا تھا ۔ محض دھمکی دے رہا تھا ۔

مجھے لگتا ہے آپکے دل میں چور ہے ۔کہتے اپنا نرم گرم لمس اسکی ٹھوڑی پر چھوڑا کہ وہ خود میں سمٹ اور اپنی تمام ہمت یکجا کرتی بولی ----------

کک ۔ کیا بکواس کررہے ہو ؟ کتنی فضول اور گھٹیا سوچ ہے تمہاری ؟ میں نے ایسا" کبھی بھی نہیں سوچا تمہارے بارے میں ۔ خود تو گنہگار ٹھہرے ساتھ مجھے بھی کررہے ہو "۔ وہ تو جیسے اسکی بونگی سی ہانک پہ ہتھے سے اکھڑ گ ئی ----------

سوچ رہا آج ایک گناہ کر ثواب کما ہی لوں ۔ جس میں آپ اور میں برابرا کے شریکِ"
حقدار ہو "۔ اپنی جھلساتی قربت میں اسکی لرزتی دراز سایہ فگن سیاہ پلکوں پہ پھونک
مارتے خمار بھرے لہجے میں اسکی باتوں کو دوسرا رخ دیتا بولا ----------

اسکی لو دیتی نگاؤں معنی خیز باتوں سے وہ گھبراتی پزل ہوئی ی۔ سانسیں بری طرح سے
پھولنے لگی اور اپنے سرخ لبوں کو دانتوں تلے دبا گ ئی ----------

باندھ رکھا ہے جو ذہن میں سوال

اس میں ترمیم کیوں نہیں کرتے ؟

بے سبب الجھنوں میں رہتے ہو

مجھ کو تسلیم کیوں نہیں کرتے ؟

جھکتے اسکے کان میں میٹھی سرگوشی کیئے سر اٹھاتے اسکے لال سرخ خون چلکاتے لبوں کو دیکھ اس نے اسکی دونوں نازک ہاتھوں کی انگلیوں میں اپنی انگلیاں پھنسائے بیڈ سے لگا دیئے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکے آگے کا سوچ گل کے جسم میں ایک سنسنی خیزلہر دوڑگ ئی اور وہ نہ میں اپنا سر ہلانے لگی جسکے سر کو مسلسل نفی میں ہلتے دیکھ وہ آہستہ سے جھک آیا اسکے چہرے پر اور اسکی پھولی سانسوں کو قطرہ قطرہ پینے لگا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ،

گل تو اسکی بے باکی پہ یکدم سن ساکت پڑی تھی ۔ اسکے شدت بھرے لمس پہ اسے لگا وہ مرجائے گی ۔

وہ رفتہ رفتہ اسکی گرم سانسیں پیتا اسے نڈھال کرگیا ۔ اچانک اپنے کرتے کے کالر پہ اسکے نازک سے ہاتھوں کا جھٹکا سا محسوس ہوا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسکی ہلکی سے مزاحمت پہ وہ نرمی سے اس سے جدا ہوا اور اپنی گرم بہکی سانسیں اسکے نم بھیگے لبوں پر چھوڑی کہ گل کا چہرہ شرم، خفت ، جھجھک سے دوہرا ہوا ---------

جیسے آپ کو دیکھ میں پاگل ہوجاتا ہوں ۔ میں میں نہیں رہتا ہوں آپ ہوجاتا ہوں ۔" بلکل آپ کا محبت بھرا جواب بھی اسی انرجی سے بھرپور ہونا چاہیئے ۔ جسے سن آپ یہاں ہلچل مچائے مجھے تڑپا دیں "۔کہتے اپنے دل پہ اسکا کانپکنپاتا ہاتھ رکھ یکدم اسے بے دردی سے کھینچ بانہوں میں بھینچ گیا ---------

آغرر "بے ساختہ اسکے جنون خیز عمل پہ اسکے منہ سے زور سے چیخ نما نکلا تھا"

شش نو ساؤنڈ ! "آپ کی یہ چیخیں میرا موڈ چینج کررہی ہیں جسے سنبھال پانا آپکے لیئے مشکل ہوجائے گا ۔ سمجھ رہی ہیں ناں آپ ۔ "گہری سرگوشی کیئے اسکے بھیگے بالوں پہ اپنے لب رکھے ---------

"ریلکس !جارہا ہوں ۔ اب تھوڑا تو وقت دے ہی سکتا ہوں آپ کو جب تک آپ پراپر خود کو اس رشتے کے لیئے تیار کرلیں ۔ "خود پر ضبط کے پھیرے بیٹھائے وہ سیدھا ہوا

"آغر کی مالکہ۔۔۔" !!بوجھل لہجے میں کہتے آہستگی سے اسکی سر کی مانگ پر اپنے عقیدت سے لب رکھے اور وہاں سے کھڑا ہوتا اپنے سامنے کروٹ بدلے سانسیں بھرتے اس نازک وجود پہ اپنی ایک آخری نظر ڈالے اپنے کڑاک دار کرتے کی سلواٹوں کو ٹھیک کیا اور وہاں سے اپنے عنابی لبوں پہ مسکراہٹ سجائے لمبے لمبے ڈاگ بھرتا نکلتا چلا گیا

"پیچھے گل کا دل بے قابو ہوتا دھڑکا تھا ۔ کیا وہ اس سے محبت ،۔۔۔ "نن ۔ نن نہیں ۔ جلدی سے آئی ی ذہن میں تمام سوچوں کو جھٹکا ----------

جاری ہے ---------